ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث (القران)

اے محبوب علیہ السلام آپ اپنی امت کے لئے صاف ستھری چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں

مستند علماء کرام کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے

بمسمیٰ

القول الغالب علی تحریم الکرش

ابو رضوان علامہ مفتی محمد اکرم نقشبندی شجاع آبادی

مکتبہ متینویہ سیفیہ

ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث (القرآن)

اے محبوب علیہ السلام آپ اپنی امت کے لئے صاف ستھری چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں

مستند علماء کرام کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے

القول الغالب علی تحریم الکرش

ابو رضوان علامہ مفتی محمد اکرم نقشبندی شجاع آبادی

مکتبہ متینویہ سیفیہ

(پرانی سبزی منڈی روڈ بہاولپور)

نام کتاب: القول الغالب علی تحریم الکرش (اوجھری کے مکروہ تحریمی ہونے پر غالب قول)

تالیف ولطیف: ابو رضوان مفتی محمد اکرم نقشبندی مجددی نثاری مکی شجاع آبادی مکی عفی عنہ

تاریخ: بمطابق 12 ربیع الاول بروز جمعرات 1424ھ ۔بتاریخ 14 جنوری 20014ء

کمپیوٹر کمپوزنگ: جناب سر طارق صاحب پرنسپل اکیڈمی شیراز ماڈل بگڑیں

گرافکس ڈیزائننگ: واجد علی سیفی (ملتان)

تعداد: 1100

قیمت:

﴿1﴾ ملنے کا پتہ

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر مرکزی خانقاہ شریف اورنگی ٹاؤن سیکٹر F-4

مجاہد کالونی کراچی نمبر 41

﴿2﴾ ملنے کا پتہ

مدرسہ جامعہ نثار العلوم یادگار کالن پیر سائیں رحمہ اللہ علیہ

تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان روڈ جلال پور پیروالا اڈہ حسن آباد نزد (بگڑیں شہر)

رابطہ نمبر: 0336:7993023/0304:5981657

0334:6028340

﴿3﴾ ملنے کا پتہ

مکتبہ مثنویہ سیفیہ (پرانی سبزی منڈی روڈ بہاولپور)

رابطہ نمبر: 0301-7728754

فہرست مضامین

انتساب

(1) خلوص قلب سلیم سے اس کتاب کو حضور تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہوں آئے باری تعالی اسے قبول فرما:

(2) خلوص دل سے اس کتاب کو اہل بیت عظام کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب کرتا ہوں

(3) دل کی گہریوں سے اس کتاب کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب کرتا ہوں:

(4) اس کا ثواب حضور ﷺ کی ساری امت کو پیش کرتا ہوں آئے باری تعالی تو قبول فرما:

فیض البحرین

(5) اس کتاب کو اپنے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت آقا نامدار تاجدار کائنات ﷺ کے سینہ اطہر سے ظاہری اور باطنی غیر متناہی عظیم فیض سمندر سے روحانی اور باطنی انوار تجلیات اور اسرار الٰہی حاصل کرنے والی عظیم مقدس ہستی حضرت مبارک صوفی نثار الحق دامت برا کاتہم العالیہ کی طرف منسوب کرتا ہوں آئے باری تعالی اسے قبول فرما۔

(6) سچے دل سے اس کتاب کو اپنے عظیم مکرم استاذ مناظر اہل سنت خطیب پاکستان حضرت علامہ مفتی اعظم شیخ الحدیث والتفسیر والفقہ قبلہ عبدالمتین نقشبندی (آف بہاول پور) طال اللہ عمرہ کی طرف منسوب کرتا ہوں آئے باری تعالی ان مقدس نفوس کے طفیل قبول فرما

امین امین ثم امین بجاہ البنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طالب دعاء: خادم العلماء احقر الناس ابورضوان محمد اکرم نثاری مکی عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ الْمَكِيْنِ الرَّئُوْفِ الرَّحِيْم

ترجمہ : تمام تعریفوں کے لائق اللہ ہے جو تمام جہانوں کو مرتبہ کمال تک پہچانے والا ہے ،اور پرہیز گاروں کے لیے اچھی عاقبت ہے ،اور کامل اور اکمل رحمت الٰہی اور درودسلام کا ہدیہ ہو اللہ عزوجل کے عظیم رسول ﷺ پر جو بہت کریم ہے ،اور بہت امین ہے ، جو مکین ہے ،اور جو انتہائی مہربان اور اپنی امت پر رحم کرنے والے ہیں

کتاب لکھنے کی وجہ تسمیہ

حمد وصلوۃ کے بعد اس کتاب کے لکھنے کی وجہ اہل سنت والجماعت کو جگانا ہے اور ان مذاہب کی حقیقت کو ظاہر کرنا ہے جو مسلک اہل سنت والجماعت کا لبادہ پہن کر ہماری سیدھی سادھی اہل سنت والجماعت کی عوام اور تھوڑا علم رکھنے والے سیدھے سادھے خطیبوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں ،اور مسلک اہل سنت والجماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں ،اور اس کتاب کے لکھنے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دینی پروگرام میں اس بندہ ناچیز کو شرکت کا موقع ملا جس میں خصوصی خطاب سید زاہد حسین گیلانی (گیلے وال والے) کا تھا جب سید صاحب کا بیان ختم ہونے لگا تو کسی نے پرچی لکھ کر بھیجی کہ اوجھڑی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

تو پیر صاحب نے جواب دیا کہ صرف ایک ہی امام اعلیٰ حضرت اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں:

﴿سوال﴾ جام فوجی خادم حسین نے پوچھا کہ ہم سیدھے سادھے لوگ ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ مکروہ تحریمی کیا ہوتا ہے اس کی وضاحت فرمائیں؟

﴿جواب:﴾ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ مکروہ تحریمی کا مطلب ہے حرام:

اس کے بعد شاہ صاحب کہنے لگے کہ یہ مسئلہ زیادہ تر دعوت اسلامی بیان کرتی ہے اور اعلیٰ حضرت کا حوالہ دیتی ہے جب کہ اور بھی تو امام ہیں جو اوجھڑی کو حلال اور جائز قرار دیتے ہیں، امام زرقانی اس کو حلال قرار دیتے ہیں، اور میرے مرشد اس کو حلال قرار دیتے ہیں میں نے اپنے مرشد کے ساتھ اوجھڑی کھائی ہے، اور میرے مرشد فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت بہت زیادہ شدت پسند تھے:

﴿مؤلف کی عرض﴾ اس بندہ ناچیز سے امام اہل سنت والجماعت کی گستاخی برداشت نہ ہوسکی تو میں نے کہا شاہ صاحب بیان کے بعد آپ نے جانا نہیں ہے، اور میں اسی مسئلہ کو بیان کرونگا اگر میں غلط بیان کروں تو آپ موقع پر میری اصلاح کرنا:

تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ تو مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے میں نے کہا مناظرہ کی بات نہیں مسئلہ حق کی بات ہے، تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ میں نہیں بیٹھ سکتا.... میں نے کہا کہ اگر آپ بیٹھتے نہیں تو آپ نے کہا ہے کہ امام زرقانی نے اس کو حلال قرار دیا ہے، آپ مجھے امام زرقانی کی کتاب کا نام اور جلد اور صفحہ نمبر بتائیں، میرے پاس امام زرقانی کی تقریباً کتب موقعہ پر موجود ہیں...شاہ صاحب اس کا کوئی جواب نہ دے سکے اور، جوش میں کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ بس میرے مرشد کھاتے تھے ہم کھاتے ہیں، اور قاری شبیر جو شاہ صاحب کی پیر بھائی تھے اس نے امام اہل سنت والجماعت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کے خلاف نعرہ بازی لگائی اور لوگوں کو غرغلایا اور امام اہل سنت والجماعت کے خلاف کر دیا:

ماہ ربیع الاول شریف میں اسی بگڑیں شہر میں مولوی عبدالحمید چشتی کا خطاب تھا جنہوں نے اوجھڑی کو حلال قرار دیا، اور دلیل اس پر یہ بیان کی کہ نبی ﷺ نے اوجھڑی کھائی ہے اس پر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا اور یہ مسلم قانون ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل باطل ہوکر تا ہے مؤلف کتاب نے مولوی صاحب کی دل جوئی کے لیے حدیث نقل کر دی ہے اور اس کا جواب بھی

تفصیلا لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اس حدیث کے راوی ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع المدنی الانصاری ہے جس کو کثیر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اور من جملہ محدثین رحمھم للہ میں سے ایک امام بخاریؒ بھی ہیں اس کی تفصیل آگے آرہی ہے:

میں مفتی صاحب کے جواب کا منتظر رہوں گا اور مفتی صاحب کو چاہیے کہ حدیث حسن درجہ کی دلیل پیش کریں:

اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد کراچی سے غیر مقلدین یعنی اہل حدیث کی تائید میں سید احمد علی شاہ کا ایک فتویٰ ملا جس میں انھوں نے اوجھڑی کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا، اور ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے عظیم اکابرین کے بدمذہب اور اہل ہویٰ ہونے کا فتوی دیا جو اس کتاب میں درج کر دیا ہے،

جن کی بے ادبی کی ہے اُن میں امام اہل سنت والجماعت امام احمد رضا خان بریلویؒ، مفتی علامہ وقار الدینؒ، محدث اعظم مفتی اعظم علامہ فیض احمد اویسیؒ اور علامہ مفتی منیب الرحمٰنؒ صاحب اور جید علماء اہل سنت والجماعت کی ایک عظیم جماعت شامل ہے،

مولوی کوثر عباس کی درمیانی چال

مولوی کوثر عباس جو درمیانی چال چلتا ہے اگر کوئی فون پر اوجھڑی کی شرعی حیثیت پوچھے تو کہتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، اور اگر کوئی اسے منبر رسول ﷺ پر پوچھے تو کبھی مکروہ تنزیہی اور کبھی صراحتاً حلال قرار دیتا ہے، اکثر اپنی ذاتی رائی بیان کرتا ہے، اور بے شمار اکابرین علماء اہل سنت والجماعت کے فتاویٰ جات کو رد کرتا ہے، اور ایک مرتبہ تو سو سے زائد علماء اہل سنت والجماعت کے فتاویٰ جات کو یہود و نصاریٰ کی طرح پست پشت ڈال دیا اور قاری یٰسین نے ان کی نگرانی میں کھڑے ہوکر تمام فتاویٰ جات سے روگردانی کر کے اوجھڑی کے حلال ہونے فتویٰ جاری کیا،

یہ لوگ دوگلہ چال چلنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اکابرین اہل سنت والجماعت کا نعرہ مارتے ہیں، رشید احمد گنگوہی کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ رشید احمد گنگوہی اوجھڑی کو حلال کہتا ہے مولوی کوثر عباس غلط بیان اس لیے کرتا ہے کہ شریعت اس کے گھر کی ہے ،اسکا باپ اوردادا، پردادا سب عالم تھے اس لیے یہ آقا نامدار تاج دار کائنات ﷺ کی شریعت پر نہیں چلتا، بلکہ اس کو باپ اوردادا کی علیمت پر فخر ہے اور باپ، دادا کی پوجا کرتا ہے:

خدارا ان جیسے نام نہاد مولویوں سے بچو، جو شریعت کا حکم ہے وہ کرو، آ ے اہل سنت والجماعت جاگو جاگو، جاگو حقیقت کو پہچانو، ہمارا مسلک حق ہے ،اور ہمارے اہل سنت والجماعت مسلک میں باطل کی ذرا برابر بھی لچک نہیں ہے، نام نہاد سنیوں سے بچو حقیقت میں اہل سنت والجماعت بنو:

افسوس کامقام

احمد علی شاہ کے اس فتویٰ کو پڑھ کر مجھے انکی بے ادبی کرنے پر بہت زیادہ افسوس ہوا کہ ایک شخص اپنے آپ کو عالمِ باعمل اور صوفی اور باصفاء سمجھے، اور اپنے مریدین اور سالکین کو تصوف اور سلوک کا درس دیتے ہیں، اور دوسری طرف اکابرین اہل سنت والجماعت کو گالی دیتے ہیں، اور بدمذہب اور اہل ہویٰ ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں (اور یہ فتویٰ اس کتاب میں درج کر دیا گیا ہے) اور اسی احمد علی شاہ نے ضرب النعال میں اکابرین اہل سنت والجماعت کو بہت زیادہ غلیظ اور سخت قسم کی گالیاں دیں ہیں، اور کچھ عرصہ پہلے احمد علی شاہ کے بیٹے کی کتاب بنام اظہار الحق کے نام سے ملی تو اس میں بھی اکابرین کو خوب گالیاں دی ،احمد علی شاہ کے اس فتویٰ کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ اظہار الحق کا قصور نہیں ہے بلکہ اس کا باپ ہی ایسا ہے:

اور مجھے اس پر ہرگز افسوس نہیں ہے انھوں نے اس مسئلہ میں اپنے اکابرین سے اختلاف کیا ہے اس لیے کہ حدود شرعیہ میں رہ کر مسائل شرعیہ میں آئمہ اربع اور آئمہ ثلاثہ کا اور دیگر آئمہ کرام کا آپس میں اختلاف رہا ہے اور انھوں نے مجتہدین اور عاشقان رسول اور درست عقائد رکھنے

والوں کو ہرگز گالیاں گلوچ اور بدمذہب اور اہل ہویٰ ہونے کے فتوے جاری نہیں کیئے:

یہ احمدعلی شاہ اور ان کے متبعین اور زاہد حسین گیلانی اور ان کے متبعین کا خاصہ ہے فلہٰذا امام اہل سنت والجماعت اور دوسرے اکابرین اہل سنت والجماعت کی عزت اور تکریم کی خاطر اس کتاب کے لکھنے کا عزم کیا تاکہ مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہوجائے اور گستاخان اکابرین اہل سنت والجماعت کا پردہ پاش ہوجائے:

اور اس کتاب کا نام القول الغالب علی تحریم الکرش (اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر غالب قول) رکھا آقا علیہ السلام کے طفیل مجھے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو راہ حق کی توفیق دے:

کلمات شکریہ

☆ میں بہت زیادہ شکر گزار ہوں علامہ یوسف رضوی صاحب (لاہور والے) کا جنھوں نے بگڑیں شہر میں اپنے خصوصی خطاب میں اہل علاقہ کے لوگوں کو مسئلہ کی حقیقت سے اگاہ کیا:

☆ اور بہت زیادہ شکر گزار ہوں علامہ سید پیر مجیب شاہ صاحب کا کہ جنھوں نے اس کتاب کے لکھنے میں حوصلہ دیا اور بھرپور معانت کی اور اپنی وسیع لائبریری سے خوب فائدہ حاصل کرنے کا موقعہ دیا:

☆ اور بہت زیادہ شکر گزار ہوں دیگر جمیع علماء اور عوام الناس کا جنھوں نے اپنے اکابرین علماء کی عزت اور تکریم کی خاطر اس عظیم کام میں بھرپور معاونت کی اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابرین عظام کی عزت اور تکریم کرنے کی توفیق دے اور اپنے بزرگوں کی بے ادبی سے محفوظ رکھے:

آمین ثم آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ و سلم:-

اور اس کتاب کے لکھنے میں حضور سرور کائنات اور فخر موجودات ﷺ، اور اہل بیت عظام و کرام طاہر اور مطہر، اور جمیع صحابہ کرام اور اولیاء کرام، اور میرے مرشد کریم پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مبارک صوفی نثار الحق خلیفہ مطلق نقشبندی دامت برا کاتہم العالیہ، اور جمیع

اساتذہ کرام، بالخصوص، شیخ الحدیث علامہ مفتی عبدالمتین نقشبندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دعائیں ہیں فلہٰذا اس کتاب کو میں ان مقدس نفوس کی طرف منسوب کرتا ہوں اور علم وعمل وخلوص کی دعاؤں کا طالب ہوں:

طالب دعاء: ابورضوان مفتی محمد اکرم نثاری مکی عفی عنہ

تمھید

اوجھڑی کی کراہت تحریمہ کو بالتفصیل اور دلائل باہرہ کے ساتھ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ اصولوں اور قوانین کے مطابق بیان فرمایا، اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ سامعین کے سامنے جامع اور مختصر آپ کی سیرت طاہرہ طیبہ کو بیان کیا جائے، اور بالخصوص آپ کے عظیم فقیہ اور مجتہد فی المسلک اور آپ کے مجدد ہونے کو بیان کیا جائے تاکہ سامعین کو آپ کی شخصیت اور حقیقت کا علم ہو جائے، اور ان لوگوں کا رد بھی ہو جائے جو آپ کے مجتہد اور مجدد مائۃ کے ہونے کے منکر ہیں

مختصر اور جامع ذکر خیر

امام احمد رضا خان قادری محمدی سنی حنفی قادری محدث بریلوی 10 شوال 1272ھ 14 جون 6518ء میں بریلوی شہر کے محلہ سوداگران میں پیدا ہوئے:

حصول علم

والد ماجد امجد مولانا مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلی (1297ھ/1880ء) اور جدامجد وبانی دارالافتاء بریلی (1250ء) مولانا مفتی رضا خان بریلوی (م 1282ھ/1865ء) سے دینی تعلیم حاصل کی:

13 سال 10 ماہ کے اندر یعنی چودہ شعبان المعظم 1286ھ: 1860ء میں درس نظامی کی تعلیم

سے فارغ ہو گئے، اور اسی دن دین کی خدمت کی ابتدا اپنے قلم سے کی اور مسئلہ رضاعت پر ایک کامل فتویٰ لکھا، جس کی تصدیق خود ان کے والد ماجد نے فرمائی اور اس نوجوانی میں وہ اپنے والد ماجد کی جگہ بریلی کے دارالافتاء کے مفتی کے بن گے

﴿آپ کا مشن﴾

پھر مسلسل 65 سال فتویٰ نویسی فرماتے رہے اس دوران کثیر تعداد میں فتاویٰ کے علاوہ ایک ہزار سے زیادہ کتب اور رسائل تحریر میں لے آئے، فتاویٰ رضویہ کی 12 (موجودہ 32 جلدیں ہیں) عظیم مجلدات کے علاوہ وتالیفات اس زمانہ کے اعتبار سے 55 علوم وفنون پر اور موجودہ زمانہ کے اعتبار سے 75 علوم وفنون پر مبنی ہیں جو 3 زبانوں اردو، فارسی، اور عربی میں لکھی گئی ہیں، فتاویٰ کے اندر بھی یہ تینوں زبانیں استعمال ہوئی ہیں، جبکہ فتاویٰ میں منفرد حیثیت یہ حاصل ہے کہ منظوم اردو اور فارسی کے استفتاء کا منظوم ہی جواب دیا ہے جو آپ کے بلند شاعر ہونے کی نشان دہی بھی ہے:

آپ کا وصال مبارک 25 صفر 1340ھ: 28 اکتوبر 1921م

25 سالہ تاریخ وکردگی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اسلامی جمہوریہ پاکستان صفحہ 2

آپ مجتهد اور سوساله مجدد اور عظیم فقیه هیں

﴿1﴾ **دلیل:** وَالشَّيْخُ الْإِمَامُ الْفَقِيْهُ الْمُجْتَهِدُ الْمُجَدِّدُ مَوْلَانَا أَحْمَدُ رَضَا خَانُ قُدِّسَ سِرُّهٗ

ترجمہ: شیخ امام فقیہ اور مجدد اور مجتہد مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ

(کتبہ) عبدالهادی محمد الخرسة الدمشقی خریج جامعة الازهر/مصر و استاذ علوم العقیده والاخلاق فی دمشق/سوریا

معارف رضا المجلة السنوی العربیة 1429ھ/2008م ح 6 صفحه 9

(2)دلیل: وَھُوَمُجَدِّدٌمِّنْ مُّجَدِّدِیْ ھٰذَالْعَصْرِالَّذِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْھِمْ لَیَبْعَثَنَّ اللّٰہُ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِئَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُلِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَمْرَدِیْنِھَا)فَقَدْجَدَّدَالشَّیْخُ مَذْھَبَ اَھْلِ الْحَقِّ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ظَاھِرًاوَّ بَاطِنًاوَعَقِیْدَۃً وَّفِکْرًاوَّسُلُوْکًا۔

ترجمہ: (اعلیٰ حضرت) وہ اس زمانہ کے تمام مجددین کے مجدد ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہرسوسال کے اختتام پر اللہ تبارک وتعالیٰ ایک مجدد پیدا کرتا ہے جواز سرنواس کے دین کی تجدید کرتا ہے:

شیخ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے مسلک حق اہل سنت والجماعت کی ظاہری اور باطنی، عقائد اور فکری اور سلوکی یعنی ہر اعتبار سے تجدید کی:

معارف رضا المحلۃالسنوی العربیۃ 2008/1429م ج6/ص10

(3)دلیل: اَلْاِمَامُ الْاَکْبَرُالْمُجَدِّدُاَحْمَدُرَضَاخَانُ وَالْعَالِمُ الْعَرَبِیُّ

ترجمہ: (اعلیٰ حضرت) بہت بڑے امام ہیں اور مجدد ہیں عربی کے عالم ہیں

(کتبہ) محمداحمدالمصباحی عمیدالجامعۃ الاشرفیہ مبارک فور، اعظم اجرہ الھند والمشرف علی شؤون، مجلس البرکات)8/1428ھ/23/8/2007ء

معارف رضا المحلۃالسنوی العربیۃ 2008/1429م ج 6/ص 20

(4)دلیل: شَیْخُنَاالْعَلَّامَۃُ الْمُجَدِّدُشَیْخُ الْاَسَاتَذَۃِ عَلَی الْاِطْلَاقِ الْمَوْلَوِیُّ الشَّیْخُ اَحْمَدُ رَضَاخَانُ

ترجمہ علامہ مجدد شیخ الاستاذ مولوی احمد رضا خان

کتبہ (السید اسماعیل ابن خلیل) معارف رضا المحلۃالسنوی العربیۃ 1429ھ/2008م ج1/ص2

(5)دلیل: اَلْفَاضِلُ الْکَامِلُ سَیِّدِیْ اَحْمَدُرَضَاخَانُ مُسْتَحِقًّالِلثَّنَاءِ الْجَمِیْلِ وَاِنَّہٗ رَأْسُ

الْعُلَمَاءِ وَاِنَّہُ الْمُحَقِّقُ الْمُدَقِّقُ فِیْ عُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ وَمَطَالِبِھَااُصُوْلًاوَّفُرُوْعًا

ترجمہ: فاضل اور کامل میرے مرشد احمد رضا خان اچھی تعریف کے مستحق ہیں، اور آپ علماء کرام کی اصل ہیں، اور شریعت کے علوم اور مطالب میں اصول اور فروع میں محقق اور مدقق ہیں:

(محمد سعید بن محمد باصیل مفتی الشافعیہ/بمکۃ المکرمۃ) معارف رضا المحلۃالسنوی العربیۃ 2008/1429م ج1/ص 12

(6)دلیل: اَلْعَلَّامَۃُ الْفَھَّامَۃُ وَالْعُمْدَۃُ الدَّرَّاکَۃُ اِلْاٰنَّہٗ مَلِکُ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ الَّذِیْ حَقَّقَ لَنَاالْقَائِلُ الْمَاھِرُکَمْ تُرِکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ:

ترجمہ: علامہ فہمہ عمدہ ادراک کرنے والے آپ اجل عظیم علماء کے سروں کے تاج ہیں اور ہمارے لیے حق بیان کرنے میں ماہر ہیں اور ایسی عظیم مقدس ہستیاں بہت کم پیدا ہوتی ہیں

(عبداللہ بن عبدالرحمن سراج ،مفتی الحنفیۃ المکرمۃ) معارف رضا المحلۃالسنوی العربیۃ 2008/1429م ج1/ص12

(7)دلیل: اَلْعَالِمُ الْمُحَقِّقُ الْمُدَقِّقُ لَازَالَتْ شَجَرَۃُ عِلْمِہٖ نَامِیَۃً عَلٰی مُمِرِّالْاَزْمَانِ وَثَمَرَۃُ عِلْمِہٖ مَقْبُوْلَۃً لَدَالْمَلِکِ الدَّیَّانِ

ترجمہ: آپ عالم محقق مدقق ہیں، آپ کے علم کا درخت ہمیشہ رہے اور اہل زمانہ اس علم سے مستفید ہوتا رہے اور آپ کا علم دین کے بادشاہوں کے سامنے مقبول ہے:

(عبداللہ بن حمید مفتی حنابلہ ،الحنابلہ بمکۃ المکرمۃ) معارف رضا المحلۃالسنوی العربیۃ 2008/1429م ج1/ص12

(8)دلیل: اَللّٰھُمَّ زِدْوَبَارِکْ وَاَطِلْ عُمْرَکَ ھٰذَاالْاَسْتَاذُ الْکَبِیْرُوَالْعَالِمُ النَّحْرِیْرُلِیَکُوْنَ غُصَّۃً وَّ شَوْکَۃً فِیْ حَلْقِ کُلِّ مُبْتَدِعٍ جَھُوْلٍ:

ترجمہ: اے اللہ (اعلیٰ حضرت) کے علم اور عمل اور خلوص میں برکت ڈال دے، اور آپ کی عمر دراز فرما، یہ بہت بڑے استاد ہیں، اور بہت بڑے عالم ہیں، تاکہ آپکا غصہ ہر جاہل اور بدعتی کے حلق میں کانٹا بن کر چبھتا رہے:

کتبہ:(محمد صالح بن المرحوم العلامة الشيخ الصديق ،كمال المفتى الاحناف بمكة المكرمة) معارف رضا المجلة السنوى العربية 2008/1429م ج 1/ ص12

〈9〉دلیل: جَنَابُ الْاُسْتَاذِ الْفَاضِلِ وَالْهُمَامِ الْكَامِلِ شَيْخِيْ وَعُمْدَتِيْ عَلَّامَةُ الزَّمَامِ اَبُو الْمُعَارِفِ مَظْهَرُالْبُرْهَانِ سَيِّدِيْ وَاُسْتَاذِي الشَّيْخِ اَحْمَدْرَضَاخَانْ مَتَّعَ اللّٰهُ الْوُجُوْدَ بِوُجُوْدِهٖ وَاَدَامَ طُلُوْعَ بَدْرِ اِرْشَادِهٖ فِيْ بُرْجِ سُعُوْدِهٖ:

ترجمہ: جناب استاذ فاضل ہمام کامل میرے عمدہ شیخ علماء کی بنیاد اور ابوالمعارف برھان (دین/آقا علیہ السلام) کے مظہر میرے سردار اور میرے استاذ شیخ احمد رضا خان اللہ تعالیٰ آپ کے وجود مبارک سے وجود کو نفع پہنچائے ،اور آپ کے ارشادات کے ستارہ کو اپنی بلندیوں پر قائم ودائم رکھے:

(کتبہ) (عبدالله بن محمد صدقة بن زيني دحلان الجيلاني ،مكة المكرمه)
معارف رضا المجلة السنوى العربية 2008/1429م ج 1/ص12

〈10〉دلیل: اَلْعَلَّامَةُ الْمُفْرَدُوَالسَّيِّدُالْحِبْرُالْاَمْجَدُشَيْخُنَاالشَّيْخُ اَحْمَدْرَضَاخَانْ

ترجمہ: ہمارے شیخ احمد رضا خان بہت بڑے عالم ہیں، یکتائے زمانہ ہیں، بہت بڑے بزرگ ہیں (محمد جمال بن محمد الأمير بن حسين مفتى مالكيه مكة المكرمة)
معارف رضا المجلة السنوى العربية 2008/1429م ج 1/ ص13

〈11〉دلیل: سُلْطَانُ الْعُلَمَاءِ الْمُحَقِّقِيْنَ فِي الزَّمَانِ وَاِنَّ كَلَامَهٗ كُلَّهٗ حَقٌّ صَرَاحٌ مَكَانُهٗ مِنْ مُعْجِزَاتِ نَبِيِّنَا ﷺ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى يَدِهٰذَاالْاِمَامِ اِلَّا هُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا خَاتَمُ الْمُحَقِّقِيْنَ وَعُمْدَةُ الْعُلَمَاءِ السِّنِيْنَ سَيِّدِيْ اَحْمَدْرَضَاخَانْ مَتَّعَنَااللّٰهُ بِبَقَائِهٖ وَحَمَاهُ مِنْ جَمِيْعِ اَعْدَائِهٖ

ترجمہ: زمانہ میں آپ محققین علماء کے بادشاہ ہیں اور آپکا ہر کلام حق اور بالکل واضح ہے اور نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے ،اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ مبارک سے اپنے دین متین کی خدمت کرائی ،آپ ہمارے سردار ہیں، اور خاتم المحققین ہیں ،علماء کرام میں عمدہ ترین ہستی ہیں، آپ کی بقا سے اللہ تعالیٰ ہمیں نفع دے، اور آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے

(محمد مختار بن عطارد الجاوى ،مكة المكرمة) معارف رضا المجلة السنوى العربية 2008/1429م ج 1/ص13

〈12〉دلیل: اَلْعَلَّامَةُ النِّحْرِيْرُ وَالْفَهَّامَةُ الشَّهِيْرُ حَامِيُ الْمِلَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ الظَّاهِرَةِ وَمُجَدِّدُ الْمِائَةِ الْحَاضِرَةِ اُسْتَاذِيْ وَقُدْوَتِي الشَّيْخُ اَحْمَدْرَضَاخَانْ الْهِنْدِيْ دَامَ مَجْدُهٗ وَعَلَاهُ

ترجمہ: بہت بڑے علامہ فہمہ شہرت یافتہ، واضح دین محمدی کے حامی اور سو سالہ مجدد میرے استاد اور میرے پیشوا شیخ احمد رضا خان ہندی اور آپ کی بزرگی کے چرچے ہمیشہ رہیں

(حمدان الونیسی الجزائری) معارف رضا المجلة السنوى العربية 1429ھج/2008م ج 1/ص13

〈13〉دلیل: اَفْضَلُ الْفُضَلَاءِ اَنْبَلُ النُّبَلَاءِ فَخْرُ السَّلَفِ قُدْوَةُ الْخَلَفِ الشَّيْخُ اَحْمَدْرَضَاخَانُ الْبَرِيْلُوِيُّ عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهٖ

ترجمہ: فضیلت حاصل کرنے والوں سے افضل اور بڑے علماء میں سے بڑے عالم اور گزرے ہوئے بزرگوں کے لیے باعث فخر شیخ احمد رضا خان بریلوی اللہ تعالیٰ اپنے مہربانی سے آپ کو باعمل بنائے

(السيد علوى بن السيد احمد بافقيه العلوى ،الحسينى العلوى المدينة المنوره)
معارف رضا المجلة السنوى العربية 2008/1429م ج 1/ص14

〈14〉دلیل: اِمَامُ الْاَئِمَّةِ الْمُجَدِّدُلِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَمْرُدِيْنِهَا الْمُوْقِدُ لِنُوْرِ قُلُوْبِهَا وَيَقِيْنِهَا الشَّيْخُ اَحْمَدْرَضَاخَانْ بَلَغَهُ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ الْقَبُوْلَ وَالرِّضْوَانَ

ترجمہ: اس امت کے اماموں کے بزگ امام جنہوں نے دین کے امر کا حکم دیا اور دین کے علوم سے امت محمدی کے قلوب کو روشن اور یقین محکم والا بنا دیا، جن کا اسم گرامی شیخ احمد رضا خان ہے دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت اور مقام رضا پر فیض کر دیا:

(موسیٰ علی الشافعی الازہری المدنی) معارف رضا المجلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ج1/ص15

〈4〉دلیل: وَیَقُوْلُ الشَّاعِرُ الْکَبِیْرُ الْعَلَّامَۃُ مُحَمَّدْ اِقْبَالُ: کَانَ (الشَّیْخُ اَحْمَدْ رَضَا خَانُ) عَالِماً ذَکِیًّا، دَقِیْقَ الْفِکْرِ، وَکَانَتْ لَہٗ مَرْتَبَۃٌ رَفِیْعَۃٌ فِی التَّفَقُّہِ یَعْرِفُ مَوَاہِبَہُ الْاِجْتِہَادِیَّۃَ الْعَالِیَّۃَ مَنْ یُّطَالِعُ فَتَاوِیَہٗ وَکَانَ نَوَابِغُ الْہِنْدِ، یَصْعَبُ عَلَیْنَا اَنْ نَّجِدَ فِی الْہِنْدِ فَقِیْہًا طَبَّاعًا وَرَجُلاً ذَکِیًّا مِّثْلَہٗ فِیْ عَصْرِ الْمُتَاَخِّرِیْنَ:

ترجمہ: بہت بڑے شاعر علامہ محمد اقبال نے فرمایا کہ شیخ احمد رضا خان ذہین تر عالم تھے، انتہائی باریک نظر رکھنے والے تھے، فقہ میں آپ کا بہت بڑا مقام تھا، آپ کے فتاوی جات کا گہرا مطالع کرنے سے آپ کے مجتہد ہونے کا علم ہوتا ہے، آپ ہند کے بہت بڑے علم کا خزانہ ہیں، ہندستان میں آپ جیسا ذہین تر مجتہد فقیہ عالم نہیں ملتا، اور آپ متاخرین علماء مجتہدین کی مثل ہیں (آپ ثانی ابوحنیفہ ہیں (علامہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ) (اعلیٰ حضرت کا قلمی جہاد)

معارف رضا المجلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ج1/ص24

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ عبارات سے بالکل واضح ہو گیا کہ مسلک احناف اور مسلک شوافع اور مسلک حنابلہ اور مسلک مالکیہ اور مسلک فقہ جعفریہ کے تمام آئمہ کرام کے نزدیک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت بہت بڑے مجتہد فقیہ، اور سوسالہ مجدد اور متقی اور پرہیزگار، اور شیخ کامل اور مکمل، ان بزرگوں کی تائید کو دیکھ کر پھر بھی اگر کوئی آپ کے عظیم فقیہ اور مجتہد اور مجدد ہونے کا انکار کرے

تو یہ اس کی اپنی بدنصیبی اور کم بختی ہے، اور اس کے انکار سے آپ کی شان مبارک میں کوئی کمی نہیں آسکتی اللہ کی بارہ گاہ اقدس میں فقیرانہ التجاء ہے کہ ہمیں آقا نامدار تاجدار کائنات اور فخر موجودات، مقصودِ کائنات، اور چاہت رب ذوالجلال، اور محبوب رب العالمین، سرور عالم کائنات، قاسمِ خزائین خداوندی، ماکان اور مایکون کا علم رکھنے والے، اور ہم جیسے گنہگاروں کے شفاعت کرنے والے، اور دن اور رات کے گھڑیوں میں اپنی امت کی خاطر گڑگڑانے والے، اور پیاری پیاری مبارک زلفوں والے کے صدقے، اور اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور اولیاء کرام،

اور بالخصوص اپنے کامل اور مکمل پیکر شریعت مرشد گرامی حضرت مبارک صوفی نثار الحق (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) قدس سرہ کے صدقے، اور کامل اور اکمل پیکر شریعت مناظرے اسلام رئیس المدرسین علامہ مفتی عبدالمتین نقشبندی قدس سرہ، اور جمیع بزگان دین اور جمیع اساتذہ کرام کے صدقے ہمیں اپنے اکابرین کی بے ادبی اور گستاخی سے ہمیشہ بچاتا رہے اور ان کے فیوضو برکات ہمارے سینوں میں منتقل کرتا رہے اور دنیاء اور آخرت میں ان عظیم بزگوں کا سائیہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے:

آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کتبہ

علامہ مفتی محمداکرم نثاری مکی عفی عنہ

پہلا باب

اس باب میں حلال جانوروں کے حرام اور مکروہ تحریمی کے اجزاء کا بیان ہوگا

مسئلہ کی اجمالی صورت

حلال جانوروں میں بائیس اجزاء آیسے ہیں جن کی حلت اور حرمت میں اختلاف ہیں جن میں سے سات منصوص علیہ ہے، اوران سات میں سے ایک جز علی الاتفاق حرام ہے اور وہ خون ہے، اور باقی چھ اجزاء مکروہ ہیں اوراس پر سب کا اتفاق ہے، ماسواء غیر مقلدین کے کہ ان کے نزدیک یہ سات اجزء حرام ہیں:

اور پھر مکروہ ہونے میں اختلاف ہے اوراس میں دو مذہب ہیں

بعض کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہیں اور فتویٰ اسی قول پر ہے، اور بعض کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہیں اور یہ مرجوح قول ہے، یعنی مکروہ ہونے اور حرام ہونے میں تین مذہب ہیں

پہلا راجح اورقوی مذہب

بعض آئمہ عظام کے نزدیک یہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں اور وہ اجزاء یہ ہیں (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) ذَکر، اور فتویٰ اسی قول پر ہے اور اسی وجہ سے یہ قول راجح اور قوی ہے:

دوسرا مرجوح مذہب

بعض علماء کے نزدیک یہ چھ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں، اور چھ اجزاء یہ ہیں (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) ذَکر، اور اس مذہب کو آئمہ عظام نے لفظ قیل سے بیان کر کے مرجوح قرار دیا ہے:

تیسرا غیر مقلدین کا مرجوح مذہب

غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ یہ سات اجزاء حرام ہیں (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) ذَکر، (7) خون اوراس کے علاوہ سب اجزاء حلال ہیں، اور یہ قیاس شرعی کے منکر ہیں، اس مذہب سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام مذاہب اسلامیہ کی مخالفت کرتا ہے، اور تمام مذاہب سے جداگانہ مذہب ہے اور کسی امام کی تقلید نہیں مانتے اور آئمہ عظام کے بے حد درجہ کے گستاخ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے بھی منکر ہیں:

باقی پندرہ اجزاء غیر منصوص علیہ ھیں

اس میں تین مذہب ہیں:

پہلا مذہب: یہ غیر منصوص علیہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں اور فتویٰ اسی قول پر ہے:

دوسرا مذہب: یہ غیر منصوص علیہ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں اور یہ مرجوح مذہب ہے

تیسرا مذہب: غیر مقلدین کے نزدیک یہ غیر منصوص علیہ اجزاء حلال ہیں

راجح اورقوی مذہب

ایک راجح اور قوی مذہب یہ ہے کہ یہ چودہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں:

مرجوح اور کمزور مذہب

دوسرا مرجوح اور کمزور مذہب یہ ہے کہ یہ چودہ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں:

مرجوح اور انتہائی کمزور مذہب

تیسرا مرجوح اور بالکل کمزور مذہب یہ ہے کہ یہ چودہ اجزاء حلال ہیں

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بائیس اجزاء کے حلال اور حرام اور مکروہ تحریمی ہونے میں اختلاف ہے اور اس میں کل سات مذہب بنتے ہیں:

ایک اتفاقی.........................پانچ اختلافی

مسئلہ اورمذاہب کی تفصیلی صورت

اتفاقی مذہب

بالاتفاق حلال جانور کا بہنے والا خون حرام ہے

دلیل: اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ ﴿ ﴾

ترجمہ: تم پر مردار اور خون حرام قرار دیا ہے:اور امام اعظم فرماتے ہیں خون کی حرمت پر نص وارد ہونے کی وجہ سے میں اس کو حرام قرار دیتا ہوں حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

تکملہ حاشیہ ردالمحتارمیں ھے

وَالْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَهُ السِّتَّةَ فَأَطْلَقَ الْحَرَامَ عَلَی الدَّمِ وَمَاسَوَاهُ مَکْرُوْهٌ لِاَنَّ الْحَرَامَ الْمُطْلَقَ مَاثَبَتَ حُرْمَتُهٗ بِدَلِیْلٍ مَقْطُوْعٍ بِهٖ وَهُوَالْمُفَسَّرُمِنَ الْکِتَابِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (وَدَماً مَّسْفُوْحاً) وَانْعَقَدَالْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَتِهٖ ،وَاَمَّاحُرْمَةُ مَاسَوَاهُ مِنَ السُّنَّةِ بِدَلِیْلٍ مَقْطُوْعٍ بِهٖ بَلْ بِالْاِجْتِهَادِاَوْ بِظَاهِرِالْکِتَابِ الْمُحْتَمِلِ لِلتَّاْوِیْلِ اَوْلِحَدِیْثٍ فَلِهٰذَاافْصَلَ فَسُمِّیَ الدَّمُ حَرَاماً وَذَامَکْرُوْهٌ :

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ خون کی حرمت نص صریح سے یعنی دلیل قطعی سے ثابت ہے اس وجہ سے حرام ہے،اور باقی کی حرمت حدیث یا اجتہاد سے ثابت ہے یعنی دلیل ظنی سے ثابت

ہے اس وجہ سے یہ چھ چیزیں مکروہ ہے تکملہ حاشیہ ردالمحتار 340/1

ردالمحتارمیں ھے

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَهُ السِّتَّةَ وَذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ) اَلْآیَةَ فَلَمَّا تَنَاوَلَهُ النَّصُّ قُطِعَ تَحْرِیْمُهٗ ،وَکُرِهَ مَاسَوَاهُ لِاَنَّهٗ مِمَّاتَسْتَخْبِثُهُ الْاَنْفُسُ وَتَکْرَهُهٗ وَهٰذَا الْمَعْنٰی سَبَبُ الْکَرَاهَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ قَالَ فِی الْبَدَائِعِ فِیْ اٰخِرِکِتَابِ الذَّبَائِحِ وَمَارُوِیَ عَنْ مُجَاهِدٍ فَالْمُرَادُمِنْهُ کَرَاهَةُ التَّحْرِیْمَةِ لِاَنَّهٗ جَمَعَ بَیْنَ السِّتَّةِ وَبَیْنَ الدَّمِ فِی الْکَرَاهَةِ:

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اس لیے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے،اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں،اس لیے کہ یہ دلیل ظنی سے ثابت ہیں اور اس پر عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان کی طبعیت سلیمہ ان خبیث چیزوں کو پسند نہیں کرتی اور اس سبب کی وجہ سے یہ چیزیں مکروہ ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں:

بدائع کے اندر کتاب الذبائح کے آخر میں ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ کراہت میں خون اور ان چھ چیزوں کو ملا کر(آقا علیہ السلام نے)جمع کردیا ہے: ردالمحتار 318/29

اتفاقی مذہب

بالاتفاق حلال جانور کے چھ اجزاء مکروہ ہیں:

اختلافی مذہب

بالاتفاق حلال جانور کے چھ اجزاء مکروہ ہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں

یا مکروہ تنزیہی تو اس میں دو مذہب ہیں:

پہلا مذہب راجح اور قوّی

اکثر فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ یہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں عنقریب ان شاء اللہ ان کے دلائل آجائیں گے

درمختار شرح تنویر الابصار میں ہے

کُرِہَ تَحْرِیْمًا مِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ **ترجمہ** بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہے

درمختار شرح تنویر الابصار 349/2

مغنی المستغنی عن سوال المفتی میں ہے

اَلْمَکْرُوْہُ تَحْرِیْمًا مِّنَ الشَّاۃِ سَبْعًا **ترجمہ** بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں:

حدیث مبارکہ اور اصول فقہ کا مسلم قانون ہے اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ یعنی حلال اور حرام جب آپس میں متعارض ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح ہوگی یعنی حرام کا چھوڑنا واجب ہوگا، اور اس کی تفصیل اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عنقریب آجائے گی:

دوسرا مرجوح مذہب

بعض بہت کم فقہاء ہیں کہ جنھوں نے ان چھ اجزاء کو مکروہ تنزیہی کہا ہے، اور اس مذہب کو لفظ قیل سے بیان کیا گیا ہے، اور فقہاء عظام کا یہ مسلم قانون ہے کہ مرجوح اور اضعف مذہب کو لفظ قیل سے بیان کیا جاتا ہے:

درمختار شرح تنویر الابصار میں

ان چھ اجزاء کے مکروہ تنزیہی ہونے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ وَقِیْلَ تَنْزِیْھًا وَالْاَوَّلُ اَوْجَہُ **ترجمہ:** اور بعض فقہاء عظام نے فرمایا کہ بکری کہ چھ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں لیکن پہلا مذہب زیادہ قوی ہے (یعنی فتویٰ پہلے قول پر ہے) درمختار شرح تنویر الابصار 349/2

پندرہ اجزاء کا اختلافی مذہب

مرجوح مذہب

مرجوح مذہب یہ ہے کہ یہ پندرہ اجزاء حلال ہیں، **دلیل:** ان کی حرمت کا ثبوت قران اور حدیث میں نہیں ہے اور یہ قیاسی مسئلہ ہے اور یہ وہ مذہب ہے جو قیاس کا منکر ہے جیسے اہل حدیث وغیرہ:

سید احمد علی شاہ صاحب (آف کراچی) کا

مرجوح ترین فتویٰ

بعض اہل ہوا بد مذہب اوجھڑی کھانے کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں حلانکہ کھانا جائز ہے

دلیل: عَنْ رُوِیَ اَنَّ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ فِیْ اَیَّامِ خِلَافَتِہٖ دَخَلَ السُّوْقَ فَاشْتَرٰی کَرْشًا وَحَمَلَہٗ بِنَفْسِہٖ فَرَآہُ عَلِیٌّ مِّنْ بَّعِیْدٍ فَتَنَکَّبَ عَنِ الطَّرِیْقِ فَاسْتَقْبَلَہٗ عُمَرُ وَقَالَ بِہٖ لِمَ یَتَنَکَّبُ عُمَرُ قَالَ عَلِیٌّ حَتّٰی لَاتَسْتَحْیِیَ ؟ فَقَالَ وَکَیْفَ اَسْتَحْیِیْ مِنْ مَّاھُوَ غِذَائِیْ ...وَکَاَنَّہٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِذَا کَانَ عُمَرُ لَایَسْتَحْیِیْ مِنَ الْکَرْشِ الَّذِیْ ھُوَ غِذَائُکَ فِی الدُّنْیَا فَکَیْفَ اَسْتَحْیِیْ عَنْ ذِکْرِ الْبَعُوْضِ الَّذِیْ یُعْطِیْکَ غِذَاءَ دِیْنِکَ:

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ میں بازار تشریف لے گئے اور اوجھڑی خریدی اور بذات خود اسے اٹھایا، تو دور سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اوجھڑی کے اٹھانے سے آپ کو شرم نہیں آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اوجھڑی کے اٹھانے میں میں کیسے شرم کرتا حلانکہ وہ میری غذا ہے:

اس آیت کا مفہوم یہ ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عمر کو اوجھڑی جیسی خسیس چیز کے اٹھانے میں شرم نہیں آتی جو عمر کی دنیا کی غذا ہے تو میں اللہ مچھر جیسی خسیس چیز کے بیان

کرنے میں اپنے ارادے کو کس طرح ترک کرسکتا ہوں حالانکہ وہ ذات تجھے دین کی غذا دیتا ہے

تفسیر کبیر 1/487 الناشر داراحیاء التراث العربی/

تفسیر مفاتیح الغیب للرازی 32/133 الناشر بیروت

معجم الکبیر میں ہے

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ حَبِیْبَةَ بِنْتِ سَمْعَانَ عَنْ نَسِیْكَةَ اُمِّ عَمْرِو بْنِ جَلَاسٍ قَالَتْ اِنِّیْ لَعِنْدَ عَائِشَةَ وَقَدْذُبِحَتْ شَاةٌ لَّهَافَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَدِهٖ عَصِیَّةٌ فَاَلْقَاهَاثُمَّ هَوٰی اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ هَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ فَانْطَبَخَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ :(هَلْ مِنْ غِذَاءٍ ؟فَاُتِیْنَاهُ بِصَحْفَةٍ فِیْهَا خُبْزُشَعِیْرٍوَفِیْهَا کِسْرَةٌ وَقِطْعَةٌ مِّنَ الْکَرْشِ وَفِیْهَاالذِّرَاعُ فَاَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنَ الْکَرْشِ وَاِنَّهَالَتَنْهَشُهَا اِذْقَالَتْ ذَبَحْنَاشَاةًالْیَوْمَ فَمَااَمْسَکْنَاغَیْرَهٰذَاقَالَتْ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا اَمْسَکْتِ اِلَّاهٰذَا:

ترجمہ: حضرت ام نسیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی تو ایک بکری کو ذبح کیا گیا تو اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے آپ نے اپنا عصا مبارک رکھا اور دو رکعات نماز ادا کی، اور اس کے بعد فرمایا کیا کوئی کھانے کے لیے چیز ہے تو آپ کے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا جس میں جو کی روٹی اور اوجھڑی کا ایک کا ٹکڑا اور ایک چوڑا تھا حضرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوجھڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کھایا، اور عرض کرنے لگی جو آپ کے پاس سالن پیش کیا ہے صرف یہی بچ گیا تھا (باقی میں نے صدقہ کر دیا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس (جو گھر میں رکھا) کے علاوہ (جو صدقہ کر دیا) جو ہے وہی تیری بچت ہے :

معجم الکبیر 25/44 رقم الحدیث 83

تسکین السالکین بتبرکات الصالحین ص 29 مطبوعہ جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی ... فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچ

الجواب

شاہ صاحب نے پہلی حدیث سے جو استدلال کیا ہے یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ امام رازی رحمہ اللہ نے اس کو بغیر سند کے بیان کیا ہے، اور امام رازی رحمہ اللہ کا وصال 606ھ میں ہوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک محرم الحرام میں 24ھ میں ہوا تو ان دونوں کے درمیان تقریباً پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، فلہٰذا یہ معلوم نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کس راوی نے روایت کیا، اس وجہ سے یہ حدیث منقطع السند ہے یعنی بغیر سند کے ہے، کوئی منقطع حدیث محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں ہوا کرتی، اور یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ بغیر سند کے حدیث مردود ہوا کرتی ہے، اور شدت ضعف کی وجہ سے حجت کے طور پر ان جیسی حدیثوں کو پیش نہیں کیا جا سکتا. حوالا جات ملاحظہ فرمائیں:

تیسیر مصطلح الحدیث میں ھے

حُکْمُهُ الْمُنْقَطِعُ ضَعِیْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ بَیْنَ الْعُلَمَاءِ وَذٰلِكَ لِلْجَهْلِ بِحَالِ الرَّاوِی الْمَحْذُوْفِ

ترجمہ: ڈاکٹر محمود الطحان فرماتے ہیں کہ منقطع السند حدیث کا حکم یہ ہے کہ علماء عظام کے نزدیک بالاتفاق یہ حدیث ضعیف ہے، اور یہ ضعف محذوف راوی کی حالت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے:

مصطلح الحدیث ص 77 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

اثر الحدیث میں ھے

وَالْاَصْلُ فِی الْحَدِیْثِ الْمُنْقَطِعِ اَنَّهٗ ضَعِیْفٌ عِنْدَالْمُحَدِّثِیْنَ لِاَنَّهٗ فَقَدُشَرْطِ الْاِتِّصَالِ وَلِلْجَهَا لَةِ بِحَالِ السَّاقِطِ الَّذِیْ لَمْ تُعْرَفْ عَدَالَتُهٗ وَلَاضَبْطُهٗ ،قَالَ الشَّوْکَانِیُّ (وَلَاتَقُوْمُ الْحُجَّةُ بِالْحَدِیْثِ الْمُنْقَطِعِ:

ترجمہ: محدثین کے نزدیک منقطع السند حدیث کا حکم یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے

کہ اس میں متصل السند کی شرط نہیں پائی جاتی حدیث کے راوی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کہ نہ اس کی عدالت کا علم ہے اور نہ ہی اس کے تام الضبط ہونے کا علم ہے: امام شوکانی فرماتے ہیں حدیث منقطع کو دلیل کے طور پر پیش کر کے کسی شرعی مسئلہ کو ہرگز ثابت نہیں کر سکتے

اثر علل الحدیث فی اختلاف الفقہاء 1/42

المختصر فی علم الاثر میں ھے

وَالْمُنْقَطِعُ لَایُحْتَجُّ بِہٖ: **ترجمہ:** منقطع السند حدیث کو بطور استدلال پیش نہیں کیا جا سکتا

المختصر فی علم الاثر 1/173

خلاصہ کلام

کلام کا ماحاصل یہ ہوا کہ شاہ صاحب کا اس حدیث سے استدلال باطل ہے فلہٰذا اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی اور حدیث متصل السند لے آئیں ورنہ اپنے قول سے توبہ کریں جو آپ نے عظیم مجتہد فی المسلک اور دیگر محققین علماء عظام کی ایک کثیر جماعت کے متعلق بدگمانی کرتے ہوئے بدمذہب اور اھل ہویٰ کا لفظ استعمال کیا ہے:

شاہ صاحب کی دوسری حدیث کا جواب

شاہ صاحب نے جو دوسری حدیث بیان کی ہے وہ سنداً ضعیف ہے اور مجمع الزوائد میں اس حدیث کو اس طرح بیان کیا

عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ سَمْعَانَ عَنْ نَسِیْکَۃَ اُمِّ عَمْرِوبْنِ جَلَاسٍ قَالَتْ اِنِّیْ لَعِنْدَعَائِشَۃَ وَقَدْذُبِحَتْ شَاۃٌ لَھَافَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ یَدِہٖ عَصِیَّۃٌ فَاَلْقَاھَاثُمَّ ھَوٰی اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ھَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ فَانْطَبَخَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ:(ھَلْ مِنْ غِذَاءٍ؟فَاَتَیْنَاہُ بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا خُبْزُشَعِیْرٍوَفِیْھَاکِسْرَۃٌ وَقِطْعَۃٌ مِّنَ الْکَرِشِ وَفِیْھَاالذِّرَاعُ

فَاَخَذَتْ قِطْعَۃً مِّنَ الْکَرِشِ وَاِنَّھَا لَتَنْھَشُھَا اِذْقَالَتْ ذَبَحْنَاشَاۃً الْیَوْمَ فَمَا اَمْسَکْنَا غَیْرَھٰذَا قَالَتْ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا اَمْسَکْتِ اِلَّاھٰذَا : رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَفِیْہِ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مَجْمَعٍ وَھُوَضَعِیْفٌ:

ترجمہ: حضرت ام نسیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو ایک بکری کو ذبح کیا گیا تو اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے آپ نے اپنا عصا مبارک رکھا، اور دو رکعات نماز ادا کی، اور اس کے بعد فرمایا کیا کوئی کھانے کے لیے چیز ہے، تو آپ کے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا جس میں جو کی روٹی اور اوجھڑی کا ٹکڑا اور ایک چوڑا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوجھڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور عرض کرنے لگی جو آپ ﷺ کے پاس سالن پیش کیا ہے صرف یہی بچ گیا تھا (باقی میں نے صدقہ کر دیا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس (جو گھر میں رکھا) کے علاوہ (جو صدقہ کر دیا) جو ہے وہی تمہاری بچت ہے:

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا اور اس میں ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع ضعیف راوی ہے

مجمع الزوائد 5/44/رقم الحدیث 7986 باب ماجاء فی اللحم الناشر دار الفکر بیروت

شاہ صاحب کی بیان کردہ حدیث میں ابرہیم بن اسماعیل بن مجمع ضعیف راوی ہے جس کی وجہ سے علامہ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے،

مذکورہ حدیث کے راویوں پر تبصرہ

اور اس راوی کو اور محدثین کرام نے بھی ضعیف قرار دیا ہے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

دلیل: ابو جعفر الطبری لکھتے ہیں

اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مَجْمَعِ بْنِ جَارِیَۃِ الْاَنْصَارِی الْمَدَنِیِّ رُوِیَ عَنِ الزُّھْرِیِّ وَغَیْرِہٖ ضَعِیْفٌ (مترجم فی التہذیب والکبیر...وابن ابی حاتم)

ترجمہ: امام زہری اور آپ کے علاوہ محدثین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع بن جاریۃ الانصاری المدنی ضیف راوی ہے: جامع البیان فی تاویل القرآن 14/ 487...الناشر مؤسسۃ الرسالۃ 1420ھ

دلیل: سنن کبری میں ہے اِبْرَاهِيْمُ ضَعِيْفٌ عِنْدَاَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ **ترجمہ:** اہل علم کے نزدیک حدیث میں ابراہیم ضعیف راوی ہے: سنن کبری للبیهقی 6/181

دلیل: جمع الجوامع او الجامع میں ہے

قَالَ الذَّهْبِيُّ فِيْهِ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مَجْمَعٍ ضَعَّفُوْهُ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ (اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مَجْمَعٍ) كَثِيْرُ الْوَهْمِ:

ترجمہ: امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محدثین رحمہم اللہ نے ابرہیم بن اسماعیل بن مجمع کو ضعیف راوی قرار دیا ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم کثیر الوہم ہے یعنی اس کو وہم کی بہت زیادہ بیماری تھی:

جمع الجوامع او الجامع الکبیر للسیوطی 1/ 12978 الناشر دار الفکر بیروت

اسی طرح فتح الباری 1/ 456 دار النشر السعودیہ 2142ھ اور فیض القدیر 3/ 381 الناشر دار الفکر العلمیہ بیروت

اور سنن ابن ماجہ 1/ 425 الناشر دار الفکر بیروت میں بھی ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع الانصاری کو ضعیف قرار دیا گیا ہے

خلاصہ کلام

فلہٰذا مذکورہ تمام مستند حوالا جات سے ثابت ہوگیا کہ شاہ صاحب کی بیان کردہ حدیث میں ابراہیم بن اسماعیل کے راوی ضعیف ہونے کہ وجہ سے یہ حدیث سنداً ضعیف ہے ...اب یہ دیکھتے ہیں آیا کہ حلت یا حرمت کو ثابت کرنے کے لیے حجت کے طور پر سنداً ضعیف حدیث کو پیش کر سکتے ہیں یا نہیں، فقہاء اور محدثین رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ سنداً ضعیف حدیث کو مع الشرائط صرف از صرف فضائلِ اعمال اور مناقب میں بیان کر سکتے ہیں، حلت اور حرمت کو ثابت کرنے کے لیے

ہرگز ضعیف حدیث کو حجت کے طور پر پیش نہیں کر سکتے..اس پر چند حوالا جات ملاحظہ فرمائیں:

دلیل: مصطلح الحدیث میں ہے

حُكْمُ الْعَمَلِ بِهٖ :اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ، وَالَّذِيْ عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ لٰكِنَّ بِشُرُوْطٍ ثَلَاثَةٍ:

ترجمہ: حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اور جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل تین شرطوں کے ساتھ صرف فضائل اعمال میں ہوسکتا ہے:

مصطلح الحدیث ص 64 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

دلیل: علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اِنَّهُمْ قَدْيَرْوُوْنَ عَنْهُمْ اَحَادِيْثَ التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَفَضَائِلَ الْاَعْمَالِ وَالْقَصَصِ وَاَحَادِيْثَ الزُّهْدِ وَمَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَنَحْوَذَالِكَ مِمَّالَاتَتَعَلَّقُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَسَائِرُ الْاَحْكَامِ وَهٰذَامِنَ الْحَدِيْثِ يَجُوْزُعِنْدَاَهْلِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَغَيْرِهِمُ السَّاهِلُ فِيْهِ،وَرِوَايَةُ مَاسِوَا الْمَوْضُوْعِ مِنْهُ وَالْعَمَلُ بِهٖ لِاَنَّ اُصُوْلَ ذَالِكَ صَحِيْحَةٌ مُقَرَّرَةٌ فِي الشَّرْعِ مَعْرِفَةُ عِنْدَاَهْلِهٖ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ فَاِنَّ الْاَئِمَّةَ لَايَرْوُوْنَ عَنِ الضُّعَفَاءِ شَيْأً يَحْتَجُّوْنَ بِهٖ عَلٰى انْفِرَادِهٖ فِي الْاَحْكَامِ:

ترجمہ: محدثین عظام ضعیف راویوں کی روایات کو صرف ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصص، زہد اور مکارم اخلاق میں بیان کرتے ہیں، اور احکامات میں ضعیف راویوں کی روایات کو ہرگز بیان نہیں کرتے، اور اس قسم کی احادیث میں ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا صحیح ہے اور ان روایات کا بیان کرنا شریعت میں ثابت ہے ، اور احکام شرع میں جب کوئی ضعیف راوی منفرد ہو تو اس کی روایت کو حجت کے طور پر ہرگز پیش نہیں کر سکتے: شرح صحیح مسلم للنووی 1/ 21

خلاصہ کلام

کلام کا ماحاصل یہ ہوا کہ شاہ صاحب کی بیان کردہ حدیث میں ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع الانصاری المدنی کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے اور دلائل سے بالکل واضح ہوگیا کہ حدیث ضعیف صرف از صرف فضائل اعمال اور ترہیب وترغیب اور مناقب وزہد میں بیان کی جاسکتی ہے، اور حلال وحرام کو ثابت کرنے کے لیے حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو فلہٰذا شاہ صاحب کا استدلال اس حدیث سے باطل ہوگیا شاہ صاحب کو چاہیے کہ اوجھڑی کی حلت کو ثابت کرنے کے لیئے حدیث حسن لغیرہ لیے آئیں ورنہ اکابرین مجتہدین فی المسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور علامہ مفتی وقار الدین اور علامہ فیض احمد اویسی رحمھم اللہ اور دیگر محققین علماء عظام کے بارے میں جو بدمذھب اور اہل ہوا کا لفظ استعمال کیا ہے سچے دل سے توبہ کریں اللہ تعالی ہمیں اکابرین عظام کی بے ادبی سے بچائے:

نوٹ: 29/01/14 تاریخ میں مفتی حافظ محمد ذیشان (درالعلوم نعیمہ لاہور) کا اوجھڑی کے حلال ہونے پر فتویٰ جاری کیا ہوا ملا، اپنے مؤقف پر مذکورہ شاہ صاحب والی حدیث بیان کی جس کو دلائل سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اور حلت یا حرمت کو ثابت کرتے کے لیے حدیث ضعیف قابل حجت نہیں ہوا کرتی، فلہٰذا مفتی صاحب کو چاہیے کہ فتویٰ لکھتے وقت تحقیق سے کام لیں اور اپنے اکابرین اہل سنت والجماعت کے دلائل رد کرنے کے لیے پہلے سوچیں اور سمجھیں:

مؤلف کتاب:

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اتقاء الجنان میں صفحہ 12 پر مفتی علیم صاحب اوجھڑی کے مکروہ

تحریمی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، اور اتقاء الجنان میں کم از کم مستند اور جید علماء کے 20 سے زائد مع الدلائل فتاویٰ جات اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر موجود ہیں، ان سب فتاویٰ جات کی صحیح ہونے کی تصدیق یعنی مکمل تقریظ دارالعلوم نعیمہ لاہور کے عین العلماء فخر الاماثل حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللطیف صاحب مجددی جلالی شیخ الحدیث (جامعہ نعیمہ لاہور) نے کی، اور دوسری جانب خود مفتی عبدالعلیم (جامعہ نعیمہ لاہور) فتاویٰ دارالعلوم نعیمہ میں اوجھڑی کے حلال ہونے ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں: عجیب بات ہے کہ ایک ہی دارالعلوم (نعیمہ لاہور) ہے جب جی چہتا ہے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، اور جب جی چاہتا ہے اوجھڑی کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، مہتم دارالعلوم نعیمہ لاہور سے اس فقیر کی گزارش ہے کہ بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کرلیں آیا کہ حلال ہونے یا حرام ہونے کا فتویٰ دینا ہے، بدمذاہب لوگ اس چیز کا مذاق کرتے ہیں، یہ بندہ ناچیز بھی اس ادارہ کا ایک طالب علم بن کر عرض کر رہا ہے، اور اگر کوئی دل دکھنے والی بات ہوئی ہے تو معذرت ہے:

خادم العلماء اہل سنت والجماعت فقیر ابورضوان

محمد اکرم عفی عنہ

مدیر اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ النثاریہ یادگار کالن

پیر سائیں رحمہ اللہ علیہ

درالعلوم نعیمیه(لاهور) کا مرجوح ترین فتویٰ
مفتی محمدعلیم سیالوی جامعه نعیمیه لاهور

حلال جانوروں کی اوجھڑی کھانے کاحکم

الجواب هوالموافق للصواب

حلال جانور میں جن اشیاء کے کھانے کو نا جائز قرار دیا ہے ان کی تعداد سات گنوائی

فَالَّذِیْ یُحَرَّمُ اَکْلُهٗ مِنْهُ سَبْعَةٌ (1)الدم المسفوح (2)والذکر(3)والانثیان (4)والقبل (5) والغدة (6)والمثانة (7) والمرارة

1لِقَوْلِهٖ عَزَّشَانُهٗ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ ،،وَهٰذِهِ الْاَشْیَاءُ السَّبْعَةُ مِمَّاتَسْتَخْبِثُهُ الطِّبَاعُ السَّلِیْمَةُ فَکَانَتِ الْحُرْمَةُ رُوِیَ عَنْ مُّجَاهِدٍرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّاةِ اَلذَّکَرَوَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْقُبُلَ وَالْغُدَّةَ وَالْمَرَارَةَ وَالْمَثَانَةَ وَالدَّمَ وَ الْمُرَادُمِنْهُ کَرَاهَةُ التَّحْرِیْمِیْ بِدَلِیْلٍ اَنَّهٗ جَمَعَ بَیْنَ الْاَشْیَاءِ السِّتَّةِ وَبَیْنَ الدَّمِ فِی الْکَرَاهَةِ وَالدَّمُ الْمَسْفُوْحُ مُحَرَّمٌ وَالْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ اَنَّهٗ قَالَ الدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَهُ السِّتَّةَ:

ترجمہ: حلال جانوروں میں جن اشیاء کا کھانا حرام ہے وہ سات اشیاء ہیں (1) دم مسفوح (بہتا خون) (2) نر کی شرم گاہ (3) مادہ کی شرم گاہ (4) کپورے (5) غدود (6) مثانہ (7) پتہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رسول اللہ ﷺ ان کے لیے طیبات کو حلال اور خبیث اشیاء کو حرام فرماتے ہیں ،اوران اشیاء کو طباع سلیمہ خبیث سمجھتے ہیں اس لیے ان کا کھانا جائز نہیں ہے، نیز حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکروہ جانا بکری اور بکرے کی دونوں کی شرم گاہوں کو کپورے وغدود و پتہ کے ساتھ جمع فرمایا، امام اعظم ابو حنیفة رحمه الله علیه سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بہتا ہوا خون حرام ہے اور باقی چھ (6) اشیاء کو میں مکروہ جانتا ہوں:

(2) فتاوی عالم گیری میں بھی اشیاء سبع کو شمار کیا گیا ہے کہ ان کا استعمال نا جائز ہے: (3) بدائع الصنائع کی عبارات سے ان چھ اشیاء کی کراہت کی دو وجہیں بیان ہوئی ایک تو طباع سلیمہ کا ان سے اجتناب کرنا، دوسرا رسول اللہ ﷺ کا چھ اشیاء کو دم مسفوح کے ساتھ ملا کر حکم بیان کرنا کوئی بھی شیء مقیس علیہ تب ہی بنے گی جبکہ علت حرمت شرعی ہو نیز اصل اور فرع میں وہ علت مشترک ہو: (4) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں لکھا کہ اشیاء سبع پر علامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ، اور علامہ سید احمد مصری محشی درمختار نے دو چیزوں کا اور اضافہ فرمایا نخاع الصلب (حرام مغز) دوسرا گردن کے دو پٹھے، اسی طرح تجنیس کے حوالہ سے دم قلب شاۃ کو شامل کیا: فتاوی رضویہ جلد 8 مطبوعہ امجدیہ کراچی

(5)حلیه کے حواله سے لکھاهے

فِی الْحُلْیَةِ دَمُ قَلْبِ الشَّاةِ نَجَسٌ وَاِلَیْهِ مَالَ صَاحِبُ الْهِدَایَةِ فِی التَّجْنِیْسِ وَفِیْ خِزَانَةِ الْفَتَاوٰی دَمُ الْقَلْبِ نَجَسٌ وَدَمُ الْکَبِدِوَالطِّحَالِ لَا:**ترجمہ:** ذبح کے بعد بکری کے دل میں جو خون رہ جاتا ہے وہ بھی حرام ہے، صاحب ھدایہ نے بھی تجنیس میں بھی یہی لکھا، فتاویٰ خزانہ میں ہے کہ دم قلب پلید ہے مگر دم کبد اور دم طحال کے حوالہ سے پہلے حرام اشیاء میں حرام قرار دیا گیا تھا جسے فتاوی خزانہ نے رد کرکے عدم پلید کا قول کیا، اسی طرح رحمانیہ کے حوالہ سے دم قلب کو پلید، اور دم کبد اور دم طحال کو خارج کر دیا (6) درمختار نے مرارہ کو مثل بول قرار دیتے ہوئے لکھا مَرَارَةُ کُلِّ رَانٍ کَوُبَوْلِهٖ **ترجمہ:** ہر جانور کے پتہ کا وہی حکم ہے جو اس کے بول کا ہے، اسی طرح وہ خون جو نطفہ سے رحم میں بنتا ہے جس کو علقہ کہتے ہیں،

فرج وذکرسے اور کرش (اوجھڑی) اور امعاء مثانہ سے اگر خباثت سے زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں، فرج وذکر اگر گزرگاہ بول ومنی ہے تو دبر گزرگاہ سرگین (گوبر) ہے۔

مثانہ اگر معدن بول ہے تو کرش و امعاء (اوجھڑی او آنتیں سرگین کا مخزن) ان میں سات اشیاء حدیث شریف والی کچھ علماء فقہاء نے نشان دہی کی اور 10 دس کے قریب ان میں اضافہ کیا اور چار کا شمار اعلیٰ حضرت نے فرمایا مگر ان میں علت کو شریح اور قاضی باقلانی نے علت لغوی قرار دی:

〈اصول〉 اصل سے فرع کی طرف کسی بھی حکم کو متعدی کرنے کے لیے اصول یہ ہے

وَاَن یَّتَعَدّٰی الْحُکْمُ الشَّرْعِیُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَیْنِہٖ اِلٰی اَنْوَاعٍ ھُوَنَظِیْرُہٗ وَھُوَنَصٌّ فِیْہِ وَھٰذَاالشَّرْطُ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًاتَسْمِیَۃً لٰکِنَّہٗ یَتَضَمَّنُ شُرُوْطًااَرْبَعَۃً اَحَدُھَاکَوْنُ الْحُکْمِ شَرْعِیًّالَالُغَوِیًّاوَالثَّانِیْ تَعْدِیَۃٌ بِعَیْنِہٖ بِلَاتَغْیِیْرٍ وَّالثَّالِثُ کَوْنُ فَرْعٍ نَظِیْرَالْاَصْلِ لَااَدْوَنَ مِنْہُ اَلرَّابِعُ عَدَمُ وُجُوْدِالنَّصِّ فِی الْفَرْعِ:

ترجمہ: قیاس من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے فرع جو اصل کی نظیر ہے اس کے لیے کہ وہ حکم بعینہ متعدی ہو رہا ہو جو نص کے ساتھ اصل کے لیے ثابت ہے، اگرچہ بظاہر یہ ایک شرط ہے مگر ضمناً اپنے اندر چار شرائط لیے ہوئے ہے، (1) حکم شرعی ہونا چاہیے نہ لغوی (2) اصل والا حکم فرع کی طرف بیعنہ متعدی ہو رہا ہو بغیر تغیر و تبدل کے (3) فرع اصل کی نظیر ہو اس سے کم نہ ہو (4) فرع میں کوئی حکم منصوص نہ ہو مذکور اشیاء ستہ کی وجہ کراہت دو اشیاء صاحب بدائع نے ذکر کی، سرکار دو عالم ﷺ کا ان اشیاء کو دم مسفوح کے ساتھ حکم میں جمع کرنا یا پھر طباع سلیمہ کا ان کے استعمال کو مستنکر جاننا،

اصول یہ ھے کہ حکم شرعی علت کی وجہ سے لگتاھے نہ حکمت کی وجہ سے

اَلْاَصْلُ اَنَّہٗ یَفْرُقُ بَیْنَ عِلَّۃِ الْحُکْمِ وَحِکْمَتِہٖ فَاِنَّ عِلَّتَہٗ مُوْجَبَۃٌ وَحِکْمَتَہٗ غَیْرُمُوْجَبِہٖ کَمَااَنَّ السَّفَرَعِلَّۃٌ لِلْقَصْرِوَحِکْمَتَہٗ الْمُشَقَّتُ: القواعد الفقیہ 21 قاعدہ 35

ترجمہ: حکم شرعی علت کی وجہ سے لگتا ہے نہ کہ حکمت کی وجہ سے جیسے قصر سفر کی وجہ (علت)

سے نہ کہ حکمت (مشقت) کی وجہ سے اگر جمع کرنا وجہ کراہت ہے تو باقی اشیاء کا حکم غیر معلوم ٹھہرا اور اگر علت کراہت طباع سلیمہ ہو تو یہ امر اضافی ہے عین ممکن ایک شی کو ایک شخص اچھا نہ جان رہا ہو، مگر دوسرا اسے کسی وجہ سے اچھا قرار دے، ایک علت مستنبطہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے قول سے مل رہی ہے وہ یہ ہے، ان اشیاء کا محل و مقر نجاست ہونا اگر اسے علت مانا جائے تو پھر گردے کو خارج اور حلال قرار دینا کیوں کر صحیح ہوگا؟ گردہ نہ صرف دم مسفوح کی گزرگاہ ہے بلکہ بول کو تقطیر کر کے مثانہ میں پہچانے والا گردہ ہی ہے اور دل مسفوح کو تمام بدن میں جاری رکھنے والا ہے اور ابھی آپ امام اہل سنت کے ارشاد میں اوپر دیکھ آئے کہ بکری کے دل سے نکلنے والا خون حرام ہے اور یہ کھا جائے گا کہ دل کو چیرنے کے بعد دم منجمد کو نکال پھینکا اور دل نے اثر نہ لیا تو اوجھڑی کو نا جائز و مکروہ تحریمی کی وجہ جاتی رہتی ہے جو اس میں ہے اسے نکال پھینکنے اور صاف کر لینے پر طباع مستنکر (پسند) نہیں جانتیں:

وَفِی الْمُحِیْطِ لَابَأْسَ بِاَکْلِ شَعِیْرٍیُوْجَدُفِیْ بَعْرِالْاِبِلِ وَالشَّاۃِ فَیُغْسَلُ وَیُؤْکَلُ بحر الرائق ج8 ص183

ترجمہ: بکری اور اونٹ کی مینگنی سے نکلنے والے جَو کو دھو کر کھا سکتے ہو، علت یہ بیان ہوئی کہ نجاست کا اسمیں تداخل نہیں، جو نجاست شعیر کو لگتی ہے دھونے سے زائل ہوگئی، اوجھڑی کو دھو لینے اور سرگین کے اثرات سے صاف کر لینے کے بعد استعمال کیوں نہیں؟

اگرچہ میرا ہمیشہ طریقہ یہی رہا ہے کہ بزرگوں سے منقول مسلک کو ہی راجح سمجھتا ہوں مگر یہ ایسے امور ہیں جنہیں رد نہیں کیا جا سکتا، اگر مزاج سلیمہ ہی کو مصنف بنا تا ہے تو جائز کردہ نظر آتا ہے:

فتاویٰ دار العلوم نعیمیہ لاہور جلد 2 صفحہ 127 نعیمیہ بک سٹال

دارالعلوم نعیمیہ کے جاری کردہ فتوے کاتفصیلی جواب
ازجانب: مدرسہ جامعہ نثارالعلوم یادگار کالن پیر سائیںؒ زندہ ولی ﴿شجاع آباد﴾

﴿1﴾ دارالعلوم نعیمیہ ﴿لاھور﴾ دعویٰ

بکری کے دل سے نکلنے والا خون حرام ہے اور یہ کہا جائے گا کہ دل کو چیرنے کے بعد دم منجمد کو نکال پھینکا اور دل نے اثر نہ لیا تو اوجھڑی کو ناجائز و مکروہ تحریمی کی وجہ جاتی رہتی ہے جو اس میں ہے اسے نکال پھینکنے اور صاف کر لینے پر طباع مستنکر نہیں جانتیں

جواب دعویٰ

﴿ازجانب: الجامعہ الاسلامیہ النثاریہ مدرسہ یاد گار کالن پیر سائیںؒ﴾

یہ مسلم قانون اور حکم شرعی ہے کہ حلال جانور کو ذبح کرنے کے بعد اور دل کو چیرنے کے بعد جو خون بہ گیا اور رگوں سے خون نکل گیا، اور اس کے بعد جو خون دل میں یا دل پر گوشت میں یا گوشت پر رگوں میں یا رگوں پر موجود ہے وہ خون پاک ہے اور معاف ہے، اور اس خون کی دل اور گوشت اور رگوں میں سرایت کرنے کی وجہ سے گوشت اور دل اور رگیں نجس نہیں ہوتی بلکہ پاک ہی رہتی ہیں اس لیے کہ پاک چیز اگر پاک میں مل جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوا کرتی، اور اسی طرح مچھلی اور شہید کا خون شہید کے حق میں پاک ہے، فلہٰذا مفتی صاحب کا اس جیسے خون کو نجس سمجھ لینا یا شریعت نے جو معاف کر دیا ہے اس کا نا جاننا یہ آپ کا تسامح ہے:

اور اوجھڑی سے گندگی نکالنے کے بعد جو گندگی باقی ہے وہ بھی پیشاب ہے اور پیشاب ہر صورت میں پلید (نجس) ہے، فقہاء نے خون کی تصریح کر دی کہ ذبح کے بعد دل چیرنے

کے بعد، اور رگوں سے خون بہ جانے کے بعد جو خون باقی وجود میں رہ گیا ہے وہ پاک ہے اور معاف ہے اگر چہ اس خون کی وجہ سے ہانڈی سرخ ہی کیوں نہ ہو جائے:

لیکن گندگی نکالنے کے بعد معدن (مرکز گندگی) گندگی میں جو گندگی باقی رہ گئی ہے اس کے پاک ہونے یا معاف ہونے کی کوئی تصریح نہ حدیث پاک میں ملی اور نہ ہی فقہاء کی عبارات میں ملی بلکہ صریح دلیل ظنی حدیث پاک سے معدن گندگی میں گندگی کے مکس ہو جانے کی وجہ سے مثانہ کے مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح ملی، اور عقل بھی اسی بات کا تقاضہ کرتی ہے اس لیے کہ نجس چیز جس میں مکس ہو جائے وہ بھی نجس ہو جاتی ہے، اور اسی علت جزیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اور علماء کی ایک کثیر جماعت نے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ جاری کیا، اور اہل اللہ کی شان یہی ہوتی ہے کہ ہر مشتبہ چیز سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی نصیحت فرماتے ہیں:

مذکورہ مؤقف پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں

دلیل: الاشباہ و النظائر فقہ حنفی میں ہے:

اَلدِّمَاءُ کُلُّھَا نَجِسَۃٌ اِلَّا: دَمُ الشَّھِیْدِ وَالدَّمُ الْبَاقِیْ فِی اللَّحْمِ الْمَھْزُوْلِ اِذَاقُطِعَ وَالْبَاقِیْ فِی الْعُرُوْقِ وَالْکَبِدِ وَالطِّحَالِ وَدَمُ قَلْبِ الشَّاۃِ وَمَالَمْ یَسَلْ مِنْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ عَلَی الْمُخْتَارِ وَدَمُ السَّمَکِ:

وضاحت: خون کی چند قسموں کے علاوہ باقی سب قسمیں نجس ہیں مندرجہ ذیل قسمیں پاک ہیں شہید کا خون، ذبح کے بعد جو خون گوشت میں باقی رہ جائے، اور رگوں اور دل اور جگر اور طحال میں جو خون بہنے کے بعد باقی رہ جائے تو وہ بھی پاک ہے، اور بکری کے دل کا خون منجمد خون پھینکنے کے بعد) اور (انسان کا خون جبتک بہ نہ اور مچھلی کا خون، فتویٰ اسی قول پر ہے:

الاشباہ والنظائر جلد 1 صفحہ 189 باب کتاب الطہارۃ

دلیل: الجوهرة النيرة میں ہے

(قَوْلُهٗ کَالدَّمِ)یَعْنِی الْمَسْفُوْحَ اَمَّاالَّذِیْ یَبْقٰی فِی اللَّحْمِ بَعْدَالذَّکَاۃِ فَھُوَطَاھِرٌ وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ مَعْفُوٌّعَنْهُ فِی الْاَکْلِ وَلَوِاحْمَرَّتْ مِنْهُ الْقِدْرُوَلَیْسَ بِمَعْفُوٍّعَنْهُ فِی الثِّیَابِ وَالْاَبْدَانِ لِاَنَّهٗ لَایُمْکِنُ الْاِحْتِرَازُمِنْهُ فِی الْاَکْلِ وَیُمْکِنُ فِیْ غَیْرِہٖ ،وَکَذَالِكَ دَمُ الْکَبِدِ وَالطِّحَالِ طَاھِرٌحَتّٰی طُلِیَ بِهٖ الْخُفُّ لَایَمْنَعُ الصَّلَاۃَ وَاِنْ کَثُرَ،وَدَمُ السَّمَكِ طَاھِرٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمُحَمَّدٍلِاَنَّهٗ اُبِیْحَ اُکُلُهٗ بِدَمِهٖ لَایُزَکّٰی وَلَوْکَانَ نَجِساًلَمَااُبِیْحَ اَکْلُهٗ اِلَّا بَعْدَ سَفْحِهٖ ،وَدَمُ الشَّھِیْدِطَاھِرٌفِیْ حَقِّ نَفْسِهٖ نَجْسٌ فِیْ حَقِّ غَیْرِہٖ اِلٰی مَادَامَ عَلَیْهِ فَھُوَطَاھِرٌ وَلِھٰذَا لَایُغْسَلُ عَنْهُ فَاِذَانْفَصَلَ عَنْهُ کَانَ نَجِساًحَتّٰی اِذَااَصَابَ ثَوْبَ اِنْسَانٍ نَجَّسَهٗ، وَالدُّوْدَۃُ الْخَارِجَةُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ نَجِسَةٌ لِاَنَّھَامُتَوَلِّدَۃٌ مِّنَ النِّجَاسَةِ وَالْخَارِجَةُ مِنَ الْجُرْحِ طَاھِرَۃٌ لِاَنَّھَامُتَوَلِّدَۃٌ مِنَ اللَّحْمِ وَھُوَطَاھِرٌ:

وضاحت: خون سے مراد بہنے والا خون ہے، بہر حال وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد گوشت میں رہ جاتا ہے وہ پاک ہے، قاضی القضاء حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ذبح کرنے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے وہ کھانے میں معاف ہے اگر چہ ہانڈی خون کی وجہ سے سرخ ہی کیوں نہ ہو جائے :اس لیے کہ اس خون سے بچنا مشکل ہوا کرتا ہے، اگر یہ خون کپڑوں اور جسم پر لگ جائے تو معاف نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس صورت میں اس خون سے بچنا مشکل نہیں ہے، اور اسی طرح جگر اور طحال کا خون پاک ہے حتیٰ کہ اگر موزہ اسے تر ہو گیا اگر چہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو تو اس کے ساتھ نماز ادا کر سکتے ہیں:

﴿مسئله﴾ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مچھلی کا خون پاک ہے، اس لیے کہ اس کو مع خون کھایا جاتا ہے، اگر یہ پاک نہ ہوتا تو بغیر ذبح کے مچھلی حلال نہ ہوتی

﴿مسئله﴾ شہید کا خون شہید کے حق میں پاک ہے اور دوسروں کے حق میں نجس ہے، یعنی خون جبتک شہید کے جسم پر لگا رہتا ہے تو وہ پاک ہے، اسی وجہ سے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا، اور جب یہ شہید کے جسم مبارک سے جدا ہو جائے تو اس کے نجس ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے حتیٰ کہ اگر یہ کسی اور کے جسم پر لگ جائے تو اس کا جسم نجس ہو جائے گا:

﴿مسئله﴾ اگر پیشاب کے دونوں راستوں سے کیڑا نکلا تو وہ کیڑا نجس ہوگا اس لیے کہ اس کیڑے کی پیدائش اور پرورش گندگی (نجاست) میں ہوئی ہے، اور گندگی نجس ہے، اور اگر یہ کیڑا زخم سے نکلا تو وہ کیڑا پاک ہوگا اس لیے کہ اس کی پیدائش گوشت سے ہوئی ہے اور گوشت پاک ہے: الجوهرة النيرة جلد 1 صفحه 148/147 باب الانجاس

دلیل: فتوی عالم گیری میں ہے

وَمَایَبْقٰی مِنَ الدَّمِ فِیْ عُرُوْقِ الذَّکَاۃِ بَعْدَالذَّبْحِ لَایُفْسِدُالثَّوْبَ وَاِنْ فَحِشَ کَذَافِیْ فَتَاوٰی قَاضِیْ خَانْ وَکَذَاالدَّمُ الَّذِیْ یَبْقٰی فِی اللَّحْمِ لِاَنَّهٗ لَیْسَ بِمَسْفُوْحٍ ھٰذَافِیْ مُحِیْطِ سَرَخْسِیْ دَمُ الْکَبِدِ وَ الطِّحَالِ لَیْسَ بِنَجْسٍ کَذَافِیْ خِزَانَةِ الْفَتَاوٰی

وضاحت: **﴿مسئله﴾** ذبح کرنے کے بعد جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے اس خون سے کپڑے پلید (نجس) نہیں ہوتے اگر چہ وہ خون زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اور یہ مسئلہ فتاوی قاضی خان میں بھی موجود ہے:

﴿مسئله﴾ اور اسی طرح وہ خون جو ذبح کے بعد گوشت میں رہ جاتا ہے اس سے بھی کپڑا پلید (نجس) نہیں ہوتا اگر چہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ یہ بہنے والا خون نہیں ہے:

﴿مسئله﴾ جگر اور طحال کے خون سے بھی کپڑا نجس نہیں ہوتا اس لیے کہ یہ خون نجس نہیں ہے اور یہ مسئلہ محیط سرخسی اور خزانة الفتاوی میں موجود ہے:

فتاوی عالم گیری جلد1صفحه 46 الباب الثانی فی الاعیان

دلیل: علامه وَهْبَةُ الزُّحَيْلِیُ اپنی کتاب **اَلْفِقْهُ الْإِسْلَامِيَهُ وَاَدِلَّتُهُ** میں لکھتے ہیں

وَيُعْفٰى عَنِ الدَّمِ الْبَاقِیْ فِیْ عُرُوْقِ الْحَيْوَانِ الْمُذَكّٰى الْمَذْبُوْحِ لِتَعَذُّرِالْاِحْتِرَا زِعَنْهُ وَعَنْ دَمِ الْكَبِدِوَالطِّحَالِ وَالْقَلْبِ لِاَنَّهُ دَمُ غَيْرِمَسْفُوْحٍ: وَعَنْ دَمِ الشَّهِيْدِفِیْ حَقِّهٖ وَاِنْ كَانَ مَسْفُوْحاً:

وضاحت :〈مسئله〉 جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے تو وہ معاف ہے، اس لیے کہ اس خون سے بچنا بہت زیادہ مشکل ہے، اور جگر اور طحال اور دل کا خون بھی معاف ہے، اس لیے کہ یہ بہنے والا خون نہیں ہے، شہید کا خون اس کے حق میں پاک ہے اگر چہ یہ خون بہنے والا ہی کیوں نہ ہو: الفقه الاسلامیه و ادلته جلد 1صفحه 278 النا شر دار الفکر سوریه /دمشق

دلیل: اللقاء الشهری میں ہے

اَمَّابَعْدَاَنْ تَخْرُجَ رُوْحُهَافَالدُّمُ طَاهِرٌفَاِذَااَصَابَ الْاِنْسَانَ مِنْهَادَمٌ بَعْدَسَلْخِهَا فَهُوَ طَاهِرٌ وَلَايَجِبُ عَلَيْهِ اَن يَّغْسِلَ لَامِنْ ثَوْبِهٖ وَلَابَدَنِهٖ ،مَاحُكْمُ الدَّمِ الَّذِیْ يَكُوْنُ فِی الْقَلْبِ؟ طَاهِرٌ

وضاحت :〈مسئله〉 جسم سے روح نکلنے کے بعد جو خون جسم میں باقی رہ جاتا ہے وہ پاک ہے اور یہ خون اگر جسم اور کپڑوں پر لگ جائے تو جسم اور کپڑوں کا دھونا ضروری نہیں ہے:

〈مسئله〉 جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون دل میں رہ جاتا ہے وہ پاک ہے:

اللقاءالشہری3/ 98

دلیل: علاء الدین سمرقنده رحمه الله متوفی 539ھ لکھتے ہیں

ثُمَّ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَسَّرَهٰذَاوَ قَالَ الدَّمُ حَرَامٌ لِلنَّصِ الْقَاطِعِ وَاَمَّاالْحُكْمُ فِي السَّبْعَةِ فَمَكْرُوْهٌ لِاَنَّهُ مِمَّا لَا تَسْتَحْسِنُهُ الْاَنْفُسُ وَ اُنَّهُ اَرَادَبِهِ الدَّمُ الْمَسْفُوْحُ فَاَمَّادَمُ الْكَبِدِوَالطِّحَالِ

وَدَمُ اللَّحْمِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ

وضاحت : حدیث پاک میں جن سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا ہے ان کی تفسیر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ خون حرام ہے اس لیے کہ یہ نص قطعی سے ثابت ہے، اور یہ سات چیزیں مکروہ ہیں، اس لیے کہ قلب سلیم ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا: اور خون سے مراد بہنے والا خون ہے (مسئلہ) جگر اور طحال اور گوشت کا خون حرام نہیں ہے: تحفة الفقهاء جلد3 صفحہ 69مکان النشر بیروت

خلاصه کلام

مذکورہ مستند حوالہ جات سے یہ مسئلہ مکمل طور پر واضح ہوگیا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد اور دل کو چیرنے کے بعد جو خون دل اور جگر اور رگوں اور گوشت میں باقی رہ جاتا ہے، ایک قول کے مطابق پاک ہے، اور پکانے میں ہانڈی کا رنگ خون کی وجہ سے سرخ ہی کیوں نہ ہو جائے تب بھی ہانڈی نجس نہیں ہوتی، اور دوسرے قول کے مطابق یہ خون معاف ہے، اور اس میں شریعت نے ہمیں اجازت دی ہے کیونکہ اس سے بچنا ناممکن ہے، اور شہید کا خون اس کے حق میں مُطْلَقاً (بہنے والا ہو یا نہ ہو) پاک ہے:

〈مسئله〉 اور اسی طرح مچھلی کا خون بھی مطلقاً پاک ہے:

فلہٰذا دار العلوم نعیمیہ کے مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ دل چیرنے کے بعد منجمد خون کو پھینکنے کے بعد دل نے خون کا اثر نہ لیا اس کے باوجود دل پاک رہا، یہ دعویٰ باطل ہوگیا اس لیے کہ دل سے خون نکل جانے کے بعد جو خون رہ گیا وہ پاک اور معاف ہے: اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ خون کی بعض قسمیں پاک ہیں اور پیشاب کی کوئی قسم بھی پاک نہیں ہے پیشاب ہر حال میں نجس ہے اور طبعیت سلیمہ بھی اس چیز کا تقاضہ کرتی ہے، اور شریعت مطہرہ بھی اس کا تقاضہ کرتی ہے، اور طبعیت سلیمہ خون کی بنسبت پیشاب سے زیادہ نفرت کرتی ہے، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ بعض صورتوں میں خون پاک ہے جیسے دل اور جگر اور رگیں اور گوشت میں ذبح کے بعد جو خون رہ جائے اور شہداء کرام اور انبیاء علیہم السلام کا خون مطلقا پاک ہے، لیکن پیشاب ہر طرح سے

نجس ہے صرف از صرف انبیاء علیہم السلام کا پیشاب ہمارے لیے پاک ہے، وران نفوس قدسیہ کے حق میں موجب حدث ہے، تو یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مذکورہ خون کی قسمیں پاک ہیں، اور مفتی صاحب اس جیسی خون کی قسم (دم منجمد کو نکال پھینکا اور دل نے اثر نہ لیا) کو نجس سمجھ بیٹھے اور اس کو مقیس علیہ بنا کر اوجھڑی کو حلال سمجھ بیٹھے، حلانکہ مسلم قانون ہے کہ نجس کو حلت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور حقیقت یہ ہے کہ اوجھڑی میں گندگی ہوتی ہے اور اس کو نکا لنے بعد بھی جو پیشاب اس کے اندر مکس ہو جاتا ہے، اور اس پر لگا رہتا ہے وہ بھی نجس ہے، اور (جس طرح ذبح کے بعد اور دل چیرنے کے بعد، اور دم مسفوح کے بعد بقیہ خون دل اور گوشت میں اثر اور سرایت کرتا ہے) وہ اوجھڑی اور سرگین کی ہر ہر جزو میں موجود ہوتا ہے، تو مفتی صاحب نے اس ناپاک قسم کو پاک خون پر قیاس کیا، تو مفتی صاحب کا یہ قیاس مفتی صاحب کے بیان کردہ اصول (کوئی بھی شیء مقیس علیہ تب ہی بنے گی جبکہ علت حرمت شرعی ہو نیز اصل اور فرع میں وہ علت مشترکہ ہو) کے مطابق باطل ہوگیا، اور بقول مفتی صاحب کے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے جن چیزوں کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے ان میں علت لغوی ہے اور قیاس کرنے کے لیے علت شرعیہ کا ہونا ضروری ہے اور خود اس مسئلہ کو دل پر جو خون لگ گیا اور دل میں جو رہ گیا، اس مسئلہ پر قیاس کیا حلانکہ دل میں اور گوشت میں جو خون رہ جائے اس کا حلال یا معاف ہونا حکم شرعی ہے،

فلہٰذا مفتی صاحب کے اس قول کے مطابق بھی (اگرچہ نفس الامر میں مفتی صاحب کا فرمان باطل ہے) یہ قیاس باطل ہوگیا،

خلاصہ کلام

مذکورہ دلائل سے ایک مسئلہ یہ بھی ملا ہے کہ اگر کیڑا پیشاب کے کسی راستے سے نکلا تو وہ کیڑا نجس ہے یعنی ناپاک ہے اس لیے کہ اس کی پیدائش اور پرورش گندگی میں ہوئی ہے، اور اسکے ہر ہر حصہ میں نجاست موجود ہے، اگر گندگی میں پیدا ہونے والا اور پرورش پانے والا کیڑا حلال نہیں

ہوسکتا تو جس ڈھیر میں کئی برس گندگی رہی، اور اس کی ایک ایک جز میں نجاست ریزہ ریزہ ہوکر اس میں مکس ہوگئی، اور ایک ایک حصہ میں سرایت کرگئی تو اس ڈھیر (اوجھڑی) کو برملا کس قانون سے حلال اور جائز کیا جاسکتا ہے:

فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور علماء کی ایک کثیر جماعت نے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا یہی اقویٰ اور غالب قول ہے مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آجائے گی.

کتبہ: م،م،م وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

〈2〉 دارالعلوم نعیمہ 〈لاہور〉 دعویٰ

وَفِی الْمُحِیْطِ لَابَأْسَ بِاَکْلِ شَعِیْرٍیُوْجَدُفِیْ بَعُرِالْاِبِلِ وَالشَّاۃِ فَیُغْسَلُ وَیُؤْکَلُ

بحرالرائق ج8 ص183

〈**مسئلہ**〉 بکری اور اونٹ کی مینگنی سے نکلنے والے جَو کو دھو کر کھا سکتے ہو، علت یہ بیان ہوئی کہ نجاست کا اسمیں تداخل نہیں، جو نجاست (شعیر) کو لگی تھی دھونے سے زائل ہوگئی اوجھڑی کو دھو لینے اور سرگین کے اثرات سے صاف کرلینے کے بعد استعمال کیوں نہیں؟

اگرچہ میرا ہمیشہ طریقہ یہی رہا ہے کہ بزرگوں سے منقول مسلک کو ہی راجح سمجھتا ہوں مگر یہ ایسے امور ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاسکتا اگر مزاج سلیمہ ہی کو مصنف بناتا ہے تو جائز کردہ نظر آتا ہے

جوابِ دعویٰ

ازجانب: دارالعلوم نثاریہ یادگار کالن پیرسائیں رحمہ اللہ

مفتی صاحب کا دعویٰ کئی وجوہات کی بنا پر محل نظر ہے اور اس میں کلام ہے

دعویٰ کے باطل ہونے پر دلائل

〈1〉**دلیل**: مفتی صاحب کے دعویٰ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مفتی صاحب کا

دعویٰ ہے کہ فقہاء اور اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ نے قیاس کے ذریعے جن دس چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا ہے ان مسائل کو مقیس بنانا درست ہی نہیں ہے، اس لیے کہ ان میں علت لغوی پائی جاتی ہے، اور قیاس کرنے کے لیے علت شرعیہ کا ہونا ضروری ہے تو مفتی صاحب کے اس اپنے دعویٰ کے مطابق (اگر چہ حقیقت میں مفتی صاحب کا دعویٰ باطل ہے) اس مسئلہ (اوجھڑی) کو مقیس بنا کر بکری اور اونٹ کی مینگنی میں جَو پر قیاس کرنے کا دعویٰ واضح طور پر باطل ہو گیا اس لیے کہ مقیس علیہ، اور مقیس کے درمیان مناسبت ہی نہیں ہے کیونکہ مقیس علیہ میں نجاست سخت ہے جوشی میں مکس نہیں ہوتی اور مقیس میں نجاست نرم جوشی میں مکس ہو جاتی ہے:

(2) دلیل : مفتی صاحب کے دعویٰ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جَو کا دانہ دھونے سے پاک اس لیے ہو جاتا ہے کہ بکری اور اونٹ کی میگنی سخت ہوتی ہے سخت ہونے کی وجہ سے اس کی نجاست جَو کے دانہ اندر مکس نہیں ہوتی تو مفتی صاحب کے اس فتویٰ کے مطابق میرا سوال یہ ہے کہ کیا اوجھڑی اور مثانہ میں جو نجاست موجود ہے وہ سخت ہے یا نرم، معدہ میں سخت تو ہو ہی نہیں سکتی ورنہ معدہ کا نظام خراب ہو جائے گا، اور اگر نرم ہے تو اوجھڑی اور مثانہ سے گندگی نکالنے کے بعد جو گندگی اس پر لگی ہوئی ہے اس کی سرایت اوجھڑی اور مثانہ میں موجود ہے یا نہیں، اگر ہے تو دھونے سے مثانہ اور اوجھڑی پاک ہو سکتے ہیں یا نہیں، عقل سلیم کے مطابق یا دونوں پاک ہونگے یا دونوں نہیں، مثانہ تو دھونے سے پاک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس کی حرمت نص سے ثابت ہے، اور اگر نص سے ثابت نہ بھی ہوتا تب بھی اس کا حکم یہی ہوتا اس لیے کہ طبعیت سلیمہ بھی اسے نفرت کرتی ہے اس کی مثالیں ہدایہ شریف میں بہت ساری ملتی ہے

برهان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر (متوفی 593ھ) رحمه الله علیه فرماتے هیں

وَالنَّوْمُ مُضْطَجِعاً اَوْمُتَّكِئاً اَوْمُسْتَنِداًاِلٰى شَيْءٍ لَوْاُزِيْلَ لَسَقَطَ لِاَنَّ الْاِضْطِجَاعَ سَبَبٌ لِاِسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ فَلَايَعْرِىْ عَنْ خُرُوْجِ شَيْءٍ عَادَةً وَالثَّابِتُ عَادَةً كَالْمُتَيَقَّنِ بِهٖ :

وضاحت:(مسئله) کروٹ پر سو کر جو نیند کی جائے یا کسی ایسی چیز کے ساتھ سہارہ لگا کر نیند کی جائے کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو وہ گر پڑے تو دونوں صورتوں میں وضوء ٹوٹ جائے گا، اس پر دلیل یہ ہے کہ ان حالتوں میں جوڑ ڈیھلے ہو جاتے ہیں اور عادتاً شئی (ہوا) کا خروج ان حالتوں میں ممکن ہوا کرتا ہے، اور اصول یہ ہے کہ جو چیز عادت کے طور پر ثابت ہو وہ یقینی ہوا کرتی ہے:

وَالْاِغْمَاءُ عَلَى الْعَقْلِ بِالْاِغْمَاءِ وَالْجُنُوْنِ لِاَنَّهٗ فَوْقَ النَّوْمِ مُضْطَجِعاًفِي الْاِسْتِرْخَاءِ وَالْاِغْمَاءُ حَدَثٌ فِى الْاَحْوَالِ كُلِّهَاوَهُوَالْقِيَاسُ فِى النَّوْمِ اِلَّااَنَّاعَرَفْنَاهُ بِالْاَثَرِ:

وضاحت:(مسئله) اگر عقل پر بہوشی اور جنون غالب آ جائیں تو اسے بھی وضوء ٹوٹ جائے گا، اس پر دلیل یہ ہے کہ نیند سے بڑھ کر اغماء اور جنون کی حالت میں اعضاء کے اندر ڈیھلا پن پائندہ ہو جاتا ہے یعنی جس میں اعضاء کا ڈیھلا پن کم پایا جاتا ہے اگر اسے وضوء ٹوٹ سکتا ہے تو جس میں اعضاء کا ڈیھلا پن زیادہ پایا جاتا ہے تو اسے تو بدرجہ اَولیٰ وضوء ٹوٹ سکتا ہے، مگر قیاس شرعی پائے جانے کے باوجود اس مسئلہ کو ہم نص سے ثابت کرتے ہیں کیونکہ نص قیاس پر مقدم ہوا کرتی ہے، اور اگر یہ نص وارد نہ بھی ہوتی تب بھی قیاس شرعی کے مبطابق اغماء اور جنون سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ البداية شرح الهداية جلد 1 صفحه 15 المكتبه الاسلاميه

ان دونوں مسئلوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف جاتے ہیں کہ مثانہ تو دھونے سے پاک ہو ہی نہیں سکتا، اس سے بڑھ کر نجاست اوجھڑی میں پائی جاتی ہے، جس طرح مثانہ کے اندر نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے، اسی طرح اوجھڑی کے اندر بھی نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے جس طرح مثانہ کے اندر نجاست کی رطوبت کے مکس ہونے کے وجہ سے طبعیت سلیمہ نفرت کرتی ہے تو اسی طرح اوجھڑی میں بھی نجاست کبریٰ کی رطوبت کے مکس

ہونے کی وجہ سے طبعیت سلیمہ کئی درجے زیادہ نفرت کرتی ہے،

فلہذا اگر نر اور مادہ کی شرم گاہیں اور مثانہ دھونے سے پاک نہیں ہوسکتے تو بدرجہ اولیٰ قیاس شرعی کے مطابق اوجھڑی بھی دھونے سے پاک نہیں ہوسکتی، اور نر اور مادہ کی شرم گاہیں اور مثانہ کی طرح اوجھڑی بھی مکروہ تحریمی ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اس جگہ مقیس اور مقیس علیہ میں علت جامعہ مشترکہ پائی جاتی ہے،

فلہذا مفتی صاحب کا اس مسئلہ کو مینگنی میں پائے جانے والے دانے کہ نجس نہ ہونے پر قیاس کرنا باطل ہوگیا کیونکہ مقیس میں نجاست نرم ہے اور قابل سرایت ہے اور مقیس علیہ میں نجاست (مینگنی) سخت ہے اور اصول یہ ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے:

کتبہ.........م،م،م   واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

〈3〉دلیــــل : مفتی صاحب کے دعویٰ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب نے بحرالرائق کی آدھی عبارت نقل کی ہے جہاں سے اپنا باطل دعویٰ بیان فرمایا ہے، اور اگر مسئلہ کی ساری عبارت نقل کردیتے تو مفتی صاحب کے مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہوجاتی اور دعویٰ کا بطلان بالکل واضح ہوجاتا اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا مسئلہ سورج کی طرح واضح اور روشن ہوجاتا، اب پورے مسئلہ کی عبارت ملاحظہ فرائیں:

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (متوفی 970ھ) لکھتے ھیں

وَفِی الْمُحِیْطِ لَابَأْسَ بِاَکْلِ شَعِیْرٍ یُوْجَدُ فِیْ بَعْرِ الْاِبِلِ وَالشَّاۃِ فَیُغْسَلُ وَیُؤْکَلُ وَاِنْ فِیْ اَخْثَاءِ الْبَقَرِ وَرَوْثِ الْفَرَسِ لَایُؤْکَلُ لِاَنَّ الْبَعِیْرَ صَلْبٌ فَلَا تَتَدَاخَلُ النَّجَاسَۃُ فِیْ اَجْزَاءِ الشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَۃِ:

وضاحت:〈مسئلہ〉 اگر بکری اور اونٹ کی مینگنی میں جو موجود ہو تو اس کو نکال کر اور دھو کر کھا سکتے ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ بکری اور اونٹ کی مینگنی سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نجاست

کی رطوبت اس کے اندر مکس نہیں ہوتی اور اس کو دھو کر پاک کیا جاسکتا ہے اور کھایا جاسکتا ہے اور یہ شرعی حکم ہے:

〈مسئلہ〉 اور اگر گائے اور گھوڑے کی گوبر میں جَو کا دانا موجود ہو تو اس کو نکال کر اور دھو کر کھانا جائز نہیں ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ گائے اور گھوڑے کی گوبر نرم ہوتی ہے اور نجاست کی رطوبت جَو کے دانہ کے اندر مکس ہوجاتی ہے اور یہ دھونے سے بھی زائل نہیں ہوتی اور نہ ہی پاک ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس جَو کے دانہ کو کھانا جائز نہیں ہوگا اور یہ شرعی حکم ہے:

وَلَا اَکْلَ بِدُوْدِ الزَّیْتُوْنِ قَبْلَ اَنْ تَتَفَخَّ. **وضاحت:〈مسئلہ〉** کیڑا اگر زیتون میں چلا گیا پھول اور پھٹ گیا تو زیتون کا کھانا جائز نہیں ہوگا، اس پر دلیل یہ ہے کیڑے کی نجاست زیتون کے اندر مکس ہوگئی اور اگر کیڑا پھولا اور پھٹا نہیں تو زیتون کا استعمال اور کھانا جائز ہوگا، اس پر دلیل یہ ہے کہ زیتون کے اندر کیڑے کی نجاست مکس نہیں ہوئی:

وَلَا تُؤْکَلُ الْجَلَالَۃُ وَلَا یُشْرَبُ لَبَنُھَا لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَھٰی عَنْ اَکْلِھَا وَشُرْبِ لَبَنِھَا:

وضاحت:〈مسئلہ〉 جو جانور گندگی کھاتے ہوں تو تقویٰ اور پرہیزگاری یہ ہے کہ (کچھ معین مدت تک) ان کا گوشت نہ کھایا جائے اور نہ ہی ان کا دودھ پیا جائے اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے:

نوٹ: اونٹ کو چالیس دن اور گائے کو بیس دن اور بکری کو دس دن اور مرغی کو تین دن قید میں رکھا جائے اور گندگی کے کھانے سے حفاظت کی جائے اس مدت کے بعد ان جانوروں اور مرغیوں کا کھانا جائز ہوگا   البحرالرائق جلد 8، صفحہ 98 مکان النشر بیروت

علامہ نظام الدین رحمہ اللہ لکھتے ھیں

وَالشَّعِیْرُ الَّذِیْ یُوْجَدُ فِیْ بَعْرِ الْاِبِلِ وَالشَّاۃِ یُغْسَلُ وَیُؤْکَلُ بِخِلَافِ مَایُوْجَدُ فِیْ خِثْیِ

اَلْبَقَرِ لِاَنَّہٗ لَا صَلَابَۃَ فِیْہِ:

وضاحت:﴿مسئلہ﴾ اگر بکری اور اونٹ کی میگنی میں جَو موجود ہو تو اس کو نکال کر اور دھو کر کھا سکتے ہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ بکری اور اونٹ کی میگنی سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نجاست کی رطوبت اس کے اندر مکس نہیں ہوتی اور اس کو دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے اور کھایا جا سکتا ہے اور یہ شرعی حکم ہے

﴿مسئلہ﴾ اور اگر گائے کی گوبر میں جَو کا دانا موجود ہو تو اس کو نکال کر اور دھو کر کھانا جائز نہیں ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ گائے کی گوبر نرم ہوتی ہے اور نجاست کی رطوبت جَو کے دانہ کے اندر مکس ہو جاتی ہے اور یہ دھونے سے بھی زائل نہیں ہوتی اور نہ ہی پاک ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس جَو کے دانے کا کھانا جائز نہیں ہوگا، اور یہ شرعی حکم ہے:

کَذَافِی الظَّهِیْرِیَّۃِ خُبْزٌ وُجِدَ فِیْ خِلَالِہٖ بَعْرُ الْفَأْرَۃِ اِنْ کَانَ الْبَعْرُ عَلٰی صَلَابَتِہٖ یُرْمَی الْبَعْرُ وَیُؤْکَلُ الْخُبْزُ کَذَافِیْ فَتَاوٰیْ قَاضِیْ خَانْ:

وضاحت:﴿مسئلہ﴾ اگر روٹی میں چوہے کی میگنی روٹی کے سخت حصہ پر موجود ہو تو اس میگنی کو پھینک کر روٹی کھائی جا سکتی ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ میگنی کی رطوبت روٹی کے اندر مکس نہیں ہوئی (اور اگر روٹی کے نرم حصہ پر میگنی لگی ہوئی ہو تو اس روٹی کو نہیں کھایا جا سکتا اس پر دلیل یہ ہے کہ میگنی کی رطوبت روٹی کے اندر مکس ہوگئی ہے) اور یہ مسئلہ فتاوی ظھیرہ اور فتاوی قاضی خان میں موجود ہے:

وَھٰکَذَافِی السِّرَاجِ الْوَھَّابِ اَلْبَعْرُ اِذَا وَقَعَ فِی الْمَحْلَبِ عِنْدَ الْحَلَبِ فَرُمِیَ مِنْ سَاعَتِہٖ لَا بَأْسَ بِہٖ وَاِنْ تَفَتَّتَ الْبَعْرُ فِی اللَّبَنِ یَصِیْرُ نَجِسًا لَا یَطْهُرُ بَعْدَ ذَالِکَ:

وضاحت:﴿مسئلہ﴾ اگر دودھ دوہنے کے وقت دودھ میں میگنی چلی جائے اگر فوراً نکال

دیا تو دودھ کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ میگنی کی رطوبت دودھ کے اندر مکس نہیں ہوئی، اور اگر دودھ کے اندر میگنی پھٹ گئی یعنی ریزا ریزا ہوگئی تو دودھ نجس ہو جائے گا اب اس کے بعد وہ پاک نہیں ہوگا ((اس پر دلیل یہ ہے کہ میگنی کی رطوبت دودھ کے اندر مکس ہوگئی ہے) اور یہ مسئلہ سراج الوہاب میں موجود ہے:

فتاویٰ عالم گیری جلد 1 صفحہ 48 الباب الثانی فی الاعیان

خلاصہ کلام

مذکورہ مستند حوالہ جات سے مندرجہ ذیل مسائل بالکل واضح ہوگئے ہیں:

(1) کہ میگنی میں جَو کے دانے کو دھو کر اس لیے کھایا جاتا ہے کہ وہ سخت ہوتی ہے اور اس میں نجاست کی رطوبت مکس نہیں ہوتی / اور گوبر میں جَو کے دانے کو دھو کر بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ وہ نرم ہے اور اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے: (2) روٹی کے سخت حصہ میں موجود چوہے کی بیٹ کو دور کر کے اس لیے کھا سکتے ہیں کہ نجاست کی رطوبت روٹی کے اندر مکس نہیں ہوتی / اور روٹی کے نرم حصہ میں موجود چوہے کی بیٹ کو دور کر کے اس لیے نہیں کھا سکتے کہ اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے:

(3) دودھ دوہنے کے وقت دودھ میں گرنے والی میگنی فوراً (پھٹنے سے پہلے) نکال دینے سے دودھ اس لیے پیا اور استعمال اس لیے کیا جاتا ہے کہ نجاست کی رطوبت دودھ کے اندر مکس نہیں ہوئی / میگنی کے پھول اور پھٹ جانے کے بعد دودھ اس لیے استعمال نہیں کیا جاتا کہ نجاست کی رطوبت دودھ میں مکس ہو جاتی ہے:

(4) زیتون میں کیڑا اچھٹنے سے پہلے نکال کر اس زیتون کو اس لیے کھایا جا سکتا ہے کہ اس کے اندر نجاست کی رطوبت مکس نہیں ہوئی/ اور زیتون میں کیڑا اپھول اور پھٹ جانے کے بعد زیتون اس لیے نہیں کھایا جاتا کہ اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے:

(5) تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر گندگی کھانے والے حلال جانوروں کے گوشت کو کھایا اور دودھ کو پیا (ایک معین مدت تک) اس لیے نہیں جاتا کہ ان کے جسموں میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے:

(6) اور مثانہ کو دھو کر بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے

(7) نر اور مادہ کی شرم گاہوں کو دھو کر بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ ان میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے:

(8) اب تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے فتویٰ کو مان کر گردنیں جھکا کر کہو کہ اوجھڑی کو بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ نجاست کی رطوبت اوجھڑی کے اندر مکس ہو جاتی ہے اور باقیوں کی طرح قیاس شرعی کے مطابق اوجھڑی کا کھانا بھی مکروہ تحریمی ہے:

〈3〉 دعویٰ 〈دارالعلوم نعیمه 〈لاهور〉〉

(3) ان میں سات اشیاء حدیث شریف والی کچھ علماء فقہاء نے نشان دہی کی اور 10 دس کے قریب ان میں اضافہ کیا اور چار کا شمار اعلیٰ حضرت نے فرمایا مگر ان میں علت کو شریح اور قاضی باقلانی نے علت لغوی قرار دیا ہے: اصل سے فرع کی طرف کسی بھی حکم کو متعدی کرنے کے لیے اصول یہ ہے اَن يَّتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهٖ اِلٰى اَنْوَاعٍ هُوَنَظِيْرُهٗ وَ هُوَ نَصٌّ فِيْهِ وَهٰذَاالشَّرْطُ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًاتَسْمِيَةً لٰكِنَّهٗ يَتَضَمَّنُ شُرُوْطًااَرْبَعَةً اَحَدُهَا كَوْنُ الْحُكْمِ شَرْعِيًّا لَالُغْوِيًّا وَالثَّانِىْ تَعْدِيَةٌ بِعَيْنِهٖ بِلَاتَغْيِيْرٍ وَّالثَّالِثُ كَوْنُ فَرْعٍ نَظِيْرَالْاَصْل

لَا اَدْوَنَ مِنْهُ الرَّابِعُ عَدَمُ وُجُوْدِالنُّصِّ فِى الْفَرْعِ:

ترجمہ: قیاس من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے فرع جو اصل کی نظیر ہے اس کے لیے کہ وہ حکم بعینہ متعدی ہو رہا ہو جو نص کے ساتھ اصل کے لیے ثابت ہے اگرچہ بظاہر یہ ایک شرط ہے مگر ضمناً اپنے اندر چار شرائط لیے ہوئے ہے (1) حکم شرعی ہونا چاہیے نہ کہ لغوی (2) اصل والا حکم فرع کی طرف بعینہ متعدی ہو رہا ہو بغیر تغیر و تبدل کے (3) فرع اصل کی نظیر ہو اس سے کم نہ ہو (4) فرع میں کوئی حکم منصوص نہ ہو:

(1) کوئی بھی شیء مقیس علیہ تب ہی بنے گی جبکہ علت حرمت شرعی ہو نیز اصل اور فرع میں وہ علت مشترکہ ہو:

جوابِ دعویٰ

ازجانب مدرسه نثارالعلوم یادگار کالن پیرسائیں رحمه الله علیه

مفتی صاحب کا دعویٰ یہ ہے منصوص علیہ پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی اور باقی فقہاء نے جن دس چیزوں کا اضافہ کیا تو ان میں علت لغوی ہے اور اصول فقہ کا مسلم قانون ہے کہ مقیس علیہ میں علت شرعی ہو اور وہی علت مقیس میں موجود ہو اور مشترک بھی ہو، اگر مقیس میں علت لغوی ہے تو وہ شیء مقیس بن ہی نہیں سکتی، فلہٰذا اعلیٰ حضرت اور باقی فقہاء نے جو دس چیزیں بڑھائی ہیں وہ درست نہیں ہے:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کا دعویٰ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ نے باقی فقہاء عظام کرام کی اتباع کرتے ہوئے اوجھڑی اور سرگین کو مقیس بنا کر اور مثانہ کو مقیس علیہ بنا کر مثانہ کی طرح اوجھڑی اور سرگین کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، اور اس پر دلیل یہ بیان کی کہ اس جگہ مقیس اور مقیس علیہ کے اندر جامع اور مشترک علت پائی جاتی ہے اور دونوں میں علت شرعیہ موجود ہے:

〈1〉**دلیل**: دارالعلوم نعیمہ کے مفتی صاحب نے فرمایا کہ اوجھڑی حلال ہے اور اس پر دلیل بیان کی کہ مینگنی میں موجودہ جَو کے دانے کو دھو کر اس لیے کھایا جاتا ہے کہ وہ مینگنی سخت ہوتی ہے اور اس جَو کے دانے میں نجاست کی رطوبت مکس نہیں ہوئی، اور یہ حکم شرعی ہے، تو اوجھڑی کی حلت کو اس مسئلہ پر قیاس کیا اور اوجھڑی کو مقیس ٹھرایا، اگر اوجھڑی میں علت لغوی ہے تو مفتی صاحب کا قیاس کرنا باطل ہو گیا بقول مفتی صاحب کے قیاس کرنے کے لیے علت کا علت شرعیہ جامعہ مشترکہ کا ہونا ضروی ہے تو مفتی صاحب نے خود نورالانوار کے حوالہ سے اس جیسے قیاس کو دلیل دیکر رد کر دیا، اور یہ دلیل گزر چکی ہے، اور گر مفتی صاحب نے اوجھڑی میں علت شرعیہ مشترکہ سمجھ کر اس کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا تو مفتی صاحب کا اس مسئلہ کو مینگنی میں پائے جانے والے جَو کے دانے کے نجس نہ ہونے پر قیاس کرنا باطل ہے، کیونکہ مقیس میں نجاست نرم ہے اور قابل سرایت ہے اور مقیس علیہ میں نجاست (مینگنی) سخت ہے اور شی میں مکس نہیں ہوتی، اور اصول یہ ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے،

فلہٰذا جب مفتی صاحب علت شرعیہ کے ذریعے سے اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت نہیں کر سکے تو علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ماننا پڑے گا اور یہ ہی ہمارا مقصود ہے:

〈2〉**دلیل**: مفتی صاحب نے اوجھڑی کے حلال ہونے پر دوسری دلیل یہ دی کہ دل کو چیرنے کے بعد خون منجمد کو نکالنے کے بعد خون کا اثر دل میں باقی ہوتا ہے اس کے باوجود دل حلال ہو سکتا ہے تو اوجھڑی سے گندگی نکالنے کے بعد دل کی طرح پاک کیوں ں نہیں ہو سکتی (اگر چہ اس میں گندگی کی رطوبت اوجھڑی میں مکس ہو گئی ہے جس طرح دل سے خون نکالنے کے بعد خون دل میں مکس ہو جاتا ہے اس کے باوجود دل حلال ہوتا ہے) اور یہ حکم شرعی ہے، تو اوجھڑی کی حلت کو اس مسئلہ پر قیاس کیا اور اوجھڑی کو مقیس ٹھرایا، اگر اوجھڑی میں علت لغوی ہے تو مفتی صاحب کا قیاس کرنا باطل ہو جائے گا بقول مفتی صاحب کے کہ قیاس کرنے کے لیے علت کا علت شرعیہ

جامعہ مشترکہ کا ہونا ضروی ہے، مفتی صاحب نے خود نورالانوار کے حوالہ سے اس جیسے قیاس کے باطل ہونے پر دلیل بیان کی ہے جو گزر چکی ہے، اور اگر مفتی صاحب نے اس اوجھڑی میں علت شرعیہ مشترکہ سمجھ کر اس کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا تو یہ قیاس باطل ہے، کیونکہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو دل سے جما ہوا خون نکالنے کے بعد جو دل میں یا دل پر خون رہ جائے اس پاک خون پر قیاس کیا ہے، حلانکہ یہ بات مسلم ہے کہ مقیس میں اوجھڑی سے گندگی نکالنے کے جو گندگی اس میں مکس ہو جاتی ہے یا اس پر لگی رہتی ہے وہ نجس (پلید) ہے تو اصول یہ ہے کہ کبھی بھی نجس چیز کو پاک چیز پر قیاس نہیں کر سکتے، اور مفتی صاحب نے خود بھی اصول بیان کیا ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے،

فلہٰذا جب مفتی صاحب علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت نہیں کر سکے تو علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ماننا پڑے گا اور یہی ہمارا مقصود ہے

〈3〉**دلیل**: مفتی صاحب نے اوجھڑی کی حلت پر ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ گردہ میں پیشاب بنتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر مثانہ میں پہنچتا ہے تو اگر گردہ حلال ہے تو پھر اوجھڑی کیوں حلال نہیں ہو سکتی، گردہ کا حلال ہونا حکم شرعی ہے تو اوجھڑی کی حلت کو اس مسئلہ پر قیاس کیا اور اوجھڑی کو مقیس ٹہرایا اگر اوجھڑی میں علت لغوی ہے تو مفتی صاحب کا قیاس کرنا باطل ہو جائے گا بقول مفتی صاحب کے قیاس کرنے کے لیے علت کا علت شرعیہ اور مشترکہ کا ہونا ضروی ہے مفتی صاحب نے خود نورالانوار کے حوالہ سے اس جیسے قیاس کے باطل ہونے پر دلیل بیان کی ہے جو گزر چکی ہے، اور اگر مفتی صاحب نے اس کی حلت پر علت شرعیہ مشترکہ سمجھ کر اس کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا تو مفتی صاحب کا یہ قیاس کرنا بھی باطل ہے، اس لیے کہ پیشاب کی نالی میں جب تک زائد پانی کے قطرے نہ گریں تو اس وقت تک اس پر پیشاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا (تفصیل اس کی آگے رہی ہے) اگر مفتی صاحب کی بات تسلیم کر لیں تو مکمل وجود کا حرام ہونا

لازم آئے گا اس لیے کہ گردہ پورے جسم کو غذا منتقل کرتا ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر پیشاب مثانہ میں پہنچ کر مثانہ کو مکروہ تحریمی کر سکتا ہے، اگر گردے میں یہ بنتا ہے تو یہ خون میں مکس ہو کر جب گردہ کے ذریعے جسم کے ایک ایک ذرہ میں پہنچے گا تو اس کو حرام کیوں نہیں کر سکتا، فلہٰذا اوجھڑی کے حلال ہونے کے لیے اس کو ہم کسی بھی صورت میں دلیل نہیں بنا سکتے اس وجہ سے مفتی صاحب کا یہ قیاس باطل ہو جائے گا، اور مفتی صاحب نے خود بھی اصول بیان کیا ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے،

فلہٰذا جب مفتی صاحب علت شرعیہ کے ذریعے سے اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت نہیں کر سکے تو علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ماننا پڑے گا اور یہی ہمارا مقصود ہے

﴿4﴾دلیل:علامہ برہان الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اَلنَّاقِضُ لِلْوُضُوْءِ کُلُّ مَایَخْرُجُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَوْجَاءَ اَحَدٌمِّنْکُمْ مِنَ الْغَائِطِ ...وَقِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَاالْحَدَثُ قَالَ مَایَخْرُجُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ کَلِمَۃُ مَاعَامَّۃٌ فَتَتَنَاوَلُ الْمُعْتَادَوَغَیْرَہٗ

وضاحت: ﴿مسئلہ﴾ ہر وہ چیز جو پیشاب کے دونوں راستوں سے نکلے اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے جو بھی تم میں سے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے (تو وہ طہارت حاصل کرے)، اور اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حدث کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا ہر وہ چیز جو پیشاب کے دونوں راستوں سے نکلے اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے،

وضاحت: حدیث مبارکہ میں لفظ ما عام ہے اور یہ معتاد اور غیرِ معتاد دونوں کو شامل ہے (معتاد جیسے پیشاب اور پخانہ، اور غیر معتاد نجاست جیسے خون اور پیپ وغیرہ ہے،

الھدایہ جلد 1 صفحہ 23 مکتبہ رحمانیہ (اردو بازار لاہور)

﴿5﴾دلیل: دلیل: وَالدَّابَّۃُ تَخْرُجُ مِنَ الدُّبُرِنَاقِضَۃٌ **ترجمہ:** اگر پیشاب کے پچھلے راستہ سے کیڑا نکلے تو اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے:

بدایۃ المبتدی جلد 1 صفحہ 3 مکان الناشر القاھرہ

﴿5﴾دلیل: امام فخرالدین عثمان بن الزیلعی الحنفی لکھتے ہیں

وَاِنْ کَانَ طَاھِرًافِیْ نَفْسِہٖ کَالدُّوْدَۃِ مِنَ الدُّبُرِلِاَنَّھَاتَسْتَصْحِبُ شَیْئًا مِّنَ النِّجَاسَۃِ وَتِلْکَ ھِیَ النَّاقِضَۃُ لِلْوُضُوْءِ:

وضاحت: اگر پیشاب کے دبر کے راستے سے پاک چیز ہی کیوں نہ نکلے اسے وضوء ٹاٹ جاتا ہے اس لیے کہ پاک شیء میں نجاست مکس ہوگئی ہے جیسے دبر سے کیڑے کا نکلنا (یہ اگرچہ پاک ہے مگر اس کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے نجاست کے خروج کے متحقق ہونے کی وجہ سے اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (اور اس کے اندر نجاست کے مکس ہو جانے کی وجہ سے اس کا کھانا بھی حرام ہوگا اور یہ دھونے سے بھی پاک نہیں ہوگی) تبیین الحقائق جلدصفحہ مکان النشر القاھر

﴿5﴾دلیل:علامہ مفتی اعظم نظام الدین حنفی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَالدُّوْدَۃُ الْخَارِجَۃُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ نَجِسَۃٌ لِاَنَّھَامُتَوَلِّدَۃٌ مِّنَ النِّجَاسَۃِ وَالْخَارِجَۃُ مِنَ الْجُرْحِ طَاھِرَۃٌ لِاَنَّھَامُتَوَلِّدَۃٌ مِنَ اللَّحْمِ وَھُوَطَاھِرٌ:

وضاحت: ﴿مسئلہ﴾ اگر پیشاب کے دونوں راستے سے کیڑا نکلا تو تو وہ کیڑا نجس ہوگا اس لیے کہ اس کیڑے کی پیدائش اور پرورش گندگی (نجاست) میں ہوئی ہے، اور اگر یہ کیڑا زخم سے نکلا تو وہ کیڑا پاک ہوگا، اس لیے کہ اس کی پیدائش گوشت سے ہوئی ہے اور گوشت پاک ہے:

الجوھرۃ النیرۃ جلد 1 صفحہ 147 / 148 باب الانجاس

﴿8﴾دلیل: محمدناصرالدین البانی لکھتے ہیں

وَیَجِبُ تَطْهِیْرُ الْبَدَنِ مِنْ کُلِّ نَجِسٍ لِقَوْلِهٖ ﷺ عَامَّةُ الْعَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ فَتَنَزَّهُوْا مِنَ الْبَوْلِ قَوْلُهٗ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَةُ دَعِی الصَّلَاةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّیْ

اَلْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ حَسَنٌ ....اَلْحَدِیْثُ الثَّانِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ،

اِنَّ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ خَاصٌ بِالْبَوْلِ ،وَالثَّانِیَ بِدِمَاءِ النِّسَاءِ وَلَایَخْفٰی اِنَّ قِیَاسَ النَّجَاسَاتِ عَلَیْهِمَا قِیَاسٌ صَحِیْحٌ بِجَامِعِ اِشْتِرَاکِهَافِیْ عِلَّتِ النَّجَاسَةِ فَیَجِبُ التَّنَزُّهُ مِنْ کُلِ نَجَاسَةٍ وَغَسْلُهَا اِذَا اَصَابَتِ الْبَدَنَ....قَالَ الْخَطَابِیْ اِنَّ جَمِیْعَ النَّجَاسَاتِ بِمَثَابَةِ الدَّمِ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِجْمَاعًا کَمَانَقَلَهٗ فِی الْفَتْحِ فَسَائِرُ النَّجَاسَاتِ بِمَثَابَتِهٖ لَافَرْقَ بَیْنَهُمَافِی الْقِیَاسِ:

وضاحت: (مسئلہ) ہرطرح کی نجاست سے جسم کو پاک کرنا ضروری ہے اس پر دلیل یہ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچو اس لیے کہ اسے قبر کا عذاب ہوتا ہے، اور اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیض کے ایام میں عورت نماز کو چھوڑ دے اور استحاضہ کے دنوں میں خون کو صاف کر کے ہر نماز کے لیے دوبارہ وضوء بنا کر نماز ادا کرے:

وضاحت: پہلی حدیث بول کے ساتھ، اور دوسری حدیث عورتوں کے خون کے ساتھ خاص ہے اور یہ بات قطعاً پوشیدہ نہیں ہے کہ باقی سب غیر منصوص علیہ نجاستوں کو منصوص علیہ دونوں نجاستوں یعنی بول اور خون پر قیاس کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ اس جگہ مقیس اور مقیس علیہ دونوں میں علت جامعہ مشترکہ پائی جاتی ہے (اور خبث یعنی نجاست ہے) فلہٰذا ہر نجاست سے بچنا اور اس کا دھونا واجب ہے، اور امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں غیر منصوص علیہ تمام نجاستیں منصوص علیہ خون کی طرح ہیں اور اس پر اجماع ہو چکا ہے، فتح القدیر میں اسی طرح مسئلہ موجود ہے، غیر منصوص علیہ تمام نجاستیں منصوص علیہ خون کی طرح ہیں قیاس کرنے کے اندر منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ میں کوئی فرق نہیں ہے:

الثمر المستطاب فی فقه السنة والکتاب 1 / 325،328 الناشر غراس للنشر التوزیع

﴿9﴾دلیل: مفتی صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اجتہاد کے ذریعے جن چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے ان میں علت لغوی ہے، اور اس پر دلیل یہ بیان کی قاضی شریح اور قاضی باقلانی نے ان میں علت لغوی بیان کی ہے، قاضی شریح تابعین میں سے ہے: آپ کے بارے میں محمد بن عبدالرحمٰن حنبلی لکھتے ہیں وَشَرِیْحٌ مِنْ اَکَابِرِ التَّابِعِیْنَ ترجمہ: قاضی شریح تابعین اکابرین میں سے ہیں: آلِ رَسُوْل الله و اولیاؤہ جلد 1 صفحہ 184

قاضی باقلانی کا وصال تقریباً 400ھ میں ہوا، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا وصال 1340ھ میں ہوا قاضی شریح اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی ؒ کے درمیان تقریباً 1200 سو سال کا وقفہ ہے اور امام باقلانی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے درمیان تقریباً 800 سو سال کا وقفہ ہے، اس وضاحت کے بعد یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ دونوں بزرگ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ سے بہت پہلے گزرے ہیں آپ نے یہ مسائل بعد میں بیان کیے ہیں اور مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ قاضی شریح اور امام باقلانی نے اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ مسائل میں علت لغوی بیان کی ہے، اور اس دعویٰ پر کوئی ان بزرگوں کی عبارت نقل نہیں کی اور نہ ہی کوئی کتاب کا نام اور صفحہ نمبر سے آگاہ کیا ہے تو یہ دعویٰ مفتی صاحب کا بغیر دلیل کے ہے اور یہ مسلم قانون ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل کے مردود ہوا کرتا ہے:

تو مفتی صاحب کو چاہیے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی ؒ کے دعویٰ کو رد کرنے کے لیے دعویٰ مع الدلیل بیان فرمائیں: اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم سب کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے امین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قضائے حاجت کی فراغت کے بعد (عام ازیں کہ قضاء حاجت بڑی ہو یا چھوٹی) پاکیزگی حاصل کرنے کا حکم فرمایا، اور آپ نے دونوں نجاستوں کو حدث فرمایا ہے اور یہ دونوں ناقض وضوء ہیں تو اس سے واضح ہوگیا کہ بول و براز دونوں علت شرعیہ کی

وجہ سے نجس ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ کیڑا دونوں راستوں سے نکلے تو وہ ناقض وضوء ہے اور اس کا کھانا حرام ہے، اس لیے کہ اس کی پرورش اور اس کی ولادت گندگی میں ہوئی ہے اور اس کے اندر نجاست مکس ہوگئی ہے، اور مثانہ اور اوجھڑی میں پائی جانے والی نجاست نرم ہے اور شئی میں مکس ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے اور دونوں نجاستیں ہر حال میں قابل نفرت ہیں اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا وہ قبر کے عذاب میں مبتلاء ہوتا ہے،

آپ کا کیا خیال ھے کہ اگر کوئی جسم پر بڑے پیشاب کے لگنے سے نہیں بچتا تو اس کو قبر کا عذاب نہیں ہوگا کیونکہ حدیث پاک میں تو چھوٹے پیشاب کا ذکر ہے، میرے بھائی سمجھنے کی کوشش کرو کہ اگر چھوٹے پیشاب سے نہ بچنے سے قبر کا عذاب ہوسکتا ہے، تو بڑے پیشاب سے تو بدرجہ اولیٰ ہوسکتا ہے، اس لیے کہ یہ زیادہ قابل نفرت ہے اور آپ اسکو علت شرعیہ کہتے ہو،

کیا خیال ہے آپ کا کہ اگر کیڑا پیشاب کے کسی راستہ سے نکلے تو آپ دھو کر اس کو کیوں نہیں کھاتے حلانکہ فی نفسہ کیڑا تو پاک ہے تو آپ یہی جواب دیتے ہو کہ کیڑا تو پاک ہے، کھاتے ہم اس لیے نہیں کہ اوجھڑی اور مثانہ کی گندگی اس کے اندر مکس ہوگئی ہے اور آپ اس کو علت شرعیہ کہتے ہو،

آپ کا کیا خیال ھے کہ اگر دودھ اور نرم روٹی میں گائے اور کھوڑے کی لید اور گوبر مکس ہوجائیں تو آپ اس کو استعمال کیوں نہیں کرتے حلانکہ یہ پاک ہیں تو آپ جواب دیتے ہو کہ ان کے اندر نجاست مکس ہوگئی ہے اس وجہ سے ہم اس کا استعمال نہیں کرتے اور آپ اس کو علت شرعیہ کہتے ہو،

کیا خیال ھے آپ کا کہ پیشاب کی نالیوں کو صَرف اور صابن سے اچھی طرح دھولیا جائے تو آپ ان کو کھالوگے، ہرگز نہیں کھاؤ گے اور جواب دوگے کہ ان نالیوں سے پیشاب فقط گزرا ہے، اور اس کی نجاست کی رطوبت ان کے اندر مکس ہوگئی ہے اور آپ اس

حرمت پر دلالت کرنے والی علت کو علت شرعیہ کہتے ہو،

کیا خیال ھے کہ اگر کوئی ماہر شخص آپ کو مثانہ دھو کر دے دے آپ کھالوگے، کیوں نہیں کھاتے تو آپ یہی جواب دوگے کہ اس کے اندر چھوٹے پیشاب کی پلید رطوبت مکس ہوگئی ہے، اور اس کی حرمت پر دلالت کرنے والی علت کو آپ علت شرعیہ کہتے ہو:

مذکورہ بعض چیزیں مقیس علیہ ہیں جو دلیل ظنی سے ثابت ہیں یعنی خبر واحد سے ہیں، اور بعض چیزیں مقیس ہیں جو دلیل ظنی (قیاس شرعی) سے ثابت ہیں اور ان کے اندر ایک جامع اور مشترک علت کے پائی جانے کی وجہ سے آپ اس کو علت شرعیہ کہتے ہو:

فلہذا ماننا پڑے گا کہ اوجھڑی کو بھی اس لیے نہیں کھایا جاتا کہ وہ گندگی کا ڈھیر ہے، اور پیدائش سے لیکر ذبح تک اس کے اندر نجاست بنتی رہی ہے اور اس کی ایک ایک جزو کے اندر نجاست کی رطوبت مکس ہوگئی ہے اور اس کی حرمت پر دلالت کرنے والی علت کو علت شرعیہ ہی کہا جائے گا اور یہی ہمارا مقصود ہے:

کتبہ: م،م،م — واللہ و رسولہ اعلم بالصواب

⟨4⟩ ☆⟨دارالعلوم نعیمیہ ⟨لاھور⟩ کادعوی⟩ ☆

اگر اسے علت مانا جائے تو پھر گردے کو خارج اور حلال قرار دینا کیوں کر صحیح ہوگا؟ گردہ نہ صرف دم مسفوح کی گزرگاہ ہے بلکہ بول کو تقطیر کرکے مثانہ میں پہچانے والا گردہ ہی ہے (جب گردہ حلال ہے تو اوجھڑی بھی حلال ہے)

☆جواب دعویٰ☆

من جانب: دارالعلوم نثاریہ یادگار کالن پیرسائی رحمہ اللہ علیہ

سائنسی تحقیق سے ثابت ہے کہ گردہ اپنی کثیر تعداد نالیوں کے ذریعے پورے جسم کو غذا فراہم کرتا ہے واپسی پر اعضاء سے خون اور پانی مکس ہوکر گردہ کی طرف آتے ہیں قدرت الٰہی سے وہاں

چھانہ موجود ہوتا ہے جو خون اور پانی کو الگ کرتا ہے، خون گردہ کی غذا ہے، گردہ صرف از صرف اپنے اندر خون جذب کرتا ہے، اور زائد پانی کا قطرہ قطرہ یوریٹرز نالیوں میں گرتا ہوا ابتدائی پیچ دار نالی میں گرتا ہے، اور وہاں سے گزرتا ہوا بعید پیچ دار نالی سے گذرتا ہوا پیشاب جمع کرنے والی نالی میں جمع ہو جاتا ہے تو پیشاب نہ گردہ میں ہوتا ہے، اور نہ گردہ میں بنتا ہے اور اگر آپ کی بات مان بھی لیں تب بھی اس زائد پانی پر پیشاب کا اطلاق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جبتک اس خون سے جدا نہیں ہو سکتا جس کے ساتھ مکس ہو کر اعضاء سے واپسی گردہ کی طرف منتقل ہو کر خون گردہ میں جذب نہ ہو جائے اور زائد پانی یوریٹرز نالیوں میں نہ گرے اب اس کو تفصیل سے سمجھیں:

☆گردہ کی تحقیق☆

گردوں کا کام خون میں سے فاسد مادے اور زائد پانی کو پیشاب کی صورت میں خارج کرنا ہوتا ہے، پیشاب کی دو نالیاں ہوتی ہیں یہ دو نالیاں گردوں کے ساتھ متصل ہیں اور مثانہ تک پہنچتی ہیں گردوں سے فاسد اور زائد پانی کا ایک ایک قطرہ ان دو نالیوں میں گرتا ہے اور گردہ سے منفک ہوتا ہے تو اسے پیشاب کا نام دیا جاتا ہے، اور یہ پیشاب مثانہ میں منتقل ہوتا ہے اور ان دو نالیوں کو یوریٹرز کہتے ہیں، اور دوسری نالی جو مثانہ کی گردن سے شروع ہوتی ہے، اور اس کے ذریعہ مثانہ سے پیشاب باہر آتا ہے اس نالی کو یوریتھرا کہتے ہیں:

☆گردے کی کارکردی☆

گردے کے درج ذیل افعال ہوتے ہیں

(1) گردے جسم میں پانی کا توازن قائم رکھتے ہیں (2) خون میں نمکیات کی کثافت کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں (3) خون کے ری ایکشن کو قائم رکھتے ہیں (4) گردے جسم سے فاضل (زائد) مادے اور نمکیات کی زیادتی کو خارج کرتے ہیں:

☆مسیح الملک حکیم اجمل خان فرماتے ھیں☆

گردے کے منافع

ہم جس قدر پانی پیتے ہیں یا رقیق چیزیں استعمال کرتے ہیں وہ صرف غذا کو رقیق کر کے باریک باریک راستوں اور رگوں سے گزار کر اعضاء تک پہنچا دیتا ہے جب غذا اعضاء تک پہنچ جاتی ہے، تو گردوں کی غذا یعنی خون میں ملا ہوا پانی واپس ہو کر گردوں میں آتا ہے، گردوں کا یہ کام ہے کہ اسے اپنی غذائیت (خون) کا حصہ جذب کر کے باقی صاف پانی کو بذریعہ حالبین یعنی گردوں کی دو نالیوں کے ذریعے مثانہ تک پہنچاتے ہیں، حالبین سے مثانہ رفتہ رفتہ پیشاب سے پر ہو جاتا ہے تو اس پیشاب مجرائے بول یعنی پیشاب کی نالیوں کے ذریعہ خارج کر دیتا ہے:

حاذق مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی صفحہ نمبر 378

☆کتاب الابدان میں حکیم محمدسعیدلکھتے ھیں☆

گردہ،عروق،واعصاب

(1،2،3،4) کلاہ گردہ کی عروق دموی (5) شریان گردہ (6) عصبی ضفیرہ بطینہ (7) درد یدہ گردہ (8،41) حوض گردہ (9،10) وریدی اور شریانی شاخیں (11،12) کلاہ گردہ (31، 14) کاس الکلیہ (51) حالب (17،21) اہرام (18) قشری جزو (19) لحمی جزو (20) شحمی ساخت

الیضا صفحہ 6 5

☆گردہ کی پیشاب لے جانے والی نالی☆

(1) ابتدائی پیچ دار نالی (2) بعید پیچ دار نالی (3) پیشاب اکٹھا کرنے والی نالی بومینز کیپ سول (4) اترنے والے بازوں (5) ہنلے کا حلقہ (6) چڑنے والا بازوں: الیضا صفحہ 57

☆جسم میں پانی کاتوازن☆

جسمانی افعال کی برقراری جسم میں پانی کی مناسب مقداراورایک خاص توازن پر منحصر ہے جسم میں سیال کے اس توازن کو برقرار رکھنے کے لیے گردے اہم فعل انجام دیتے ہیں، جسمانی وزن کی ترکیب میں کم وبیش شامل ہوتا ہے اس کا زیادہ تر (تقریبا 65) فی صد خلیات کے اندر ہوتا ہے جو خلیے کا مادہ حیات کا بنیادی جزو ہے، پانی کا باقی حصہ خلیات کے باہر ہوتا ہے مثلا نسیجی سیال جو خلیات کے درمیان ہوتا ہے، یادوسرے جسمانی سیلات مثلا خون ملف دماغی نخاعی سیال، اور مختلف قسم کے افرازات نسیجوں میں پانی کی تقسیم انکی ساخت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے ذیل کے نقشے میں اہم ساختوں میں پانی کا فی صد تناسب بتایا گیاہے:

چربی......6......10 فی صد....../ہڈی ..../جوارح اور کھوپڑی ..14....22 فی صد/مہرے اور پسلیا.....16.....44فی صد/اوتار ورباطات..56......58فی صد/دماغ ...../سفید مادہ..89......07 فی صد ،خاکی مادہ..82....85فی صد/عضلی ساخت...75 ....78فی صد غدود درقیہ...77.....18فیصد

☆پانی کے اخراج کے ذرائع☆

جسم سے روزانہ خارج یا ضائع ہونے والے پانی اوسط مقدار جبکہ جسمانی کارکردگی جسم اور ماحول کا درجہ حرارت معتدل ہو یہ ہوتی ہے:

جلد کے ذریعے..............500 سی سی، پھیپڑوں کے ذریعے....................350 سی سی

گردوں کے ذریعے کے ذریعے..1500 سی سی اور آنتوں کے ذریعے.....150 سی سی

کتاب الابدان حصہ دوم صفحہ 73 مکتبہ بیت الحکمت کراچی 7477

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ گردے میں بے شمار نالیاں اورراستے ہوتے ہیں جن کے ذریعے جسم کی ہر ہر جز میں گردہ غذا پہچاتا ہے جس سے جسمانی اعضاء کوتقویت ملتی ہے اگر پیشاب گردہ میں جمع ہوتا ہے اور بنتا ہے تو مذکورہ تحقیق سے لازم آئے گا جسم کی ہر ہر جز و نجس ہوجائے اور حلال جانوروں کا کھانا مطلقا کھانا حرام ہوجائے گا فلہٰذا مذکورہ تحقیق کے مطابق گردہ میں بہت سی آیسی نالیاں ہوتی ہیں جن سے گردہ سے غذا منتقل ہو کر گوشت میں جاتی ہے اور گوشت سے پسینہ پیدا ہوتا ہے اور لعاب پیدا ہوتا ہے اور خون پیدا ہوتا ہے اور ہڈیوں اور دل اور دماغ کوتقویت ملتی ہے، اگر پیشاب گردہ میں بنتا ہے اگر یہ پیشاب حالبین کے ذریعے مثانہ میں پہنچ کر مثانہ کوحرام کرسکتا ہے تو باقی اجزاء میں ملکر اگر اس کی رطوبت گوشت میں پہنچے تو گوشت اور گوشت کی وجہ سے لعاب اور پسینہ اور ہڈیاں نجس کیوں نہیں ہوسکتی فلہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ پیشاب گردہ میں بنتا ہی نہیں، اوراس کو آپ آسانی کے ساتھ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ گردہ غذا دیتا بھی اور لیتا بھی ہے، یعنی گردہ کو غذا دینے کے لیے ضروی ہے کہ وہ غذا لے بھی سہی، گردہ اپنی نالیوں کے ذریعے غذا جب اعضاء میں پہچا تا ہے، تو واپسی پر خون اور زائد پانی ملکر گردوں تک پہنچتے ہیں تو گردہ پر قدرت الٰہی سے ایک چھانہ لگا ہوا ہوتا ہے جس کے ذریعے خون گردوں میں چلا جاتا ہے اورزائد پانی کے قطرے ابتدائی پیچ دار نالی میں گرتے ہیں، پھروہ قطرے بعید پیچ دار نالی میں گرتے ہیں پھر اس کے بعد یہ قطرے پیشاب اکٹھا کرنے والی نالی میں جمع ہوتے ہیں:

علیٰ ھذا القیاس فلہٰذا جب تک خون اور پانی جمع رہتے ہیں ان پر پیشاب کا اطلاق نہیں ہوسکتا جب چھانے کے ذریعے زائد پانی پیشاب کی نالی میں گرتا ہے تو اس پر پیشاب کا اطلاق ہوتا ہے :اور یہ سائنسی تحقیق تھی

☆ اب فقه کی روسے اسے سمجھیں ☆

کہ جب قربت کے طور پانی استعال کیا تو پانی مستعمل ہو جائے گا اب پانی کی جنس ایک ہے اگر یہ پانی صرف اعضاء پر لگے تو پاک ہے اور اعضاء پر لگنے سے قبل پاک ہے اور یہی پانی اعضاء سے لگ کر اعضاء سے جدا ہوتے ہی مائے مستعمل ہو جاتا ہے اور عند البعض نجاست خفیفہ بن جاتا ہے اور عند البعض پاک رہتا ہے لیکن پاک نہیں کر سکتا، اور اسی طرح شہید کا خون اگر اس کے جسم پر ہو تو پاک ہے اور وہی خون کسی دوسرے کے جسم پر لگ جائے تو حرام ہو جاتا ہے، فلہٰذا خون اور پانی دونوں جمع ہو کر گردہ تک پہنچتے ہیں اور ان کو ہم پیشاب کا نام نہیں دے سکتے خون کو خون اور پانی کو زائد پانی کا نام دیا جاتا ہے اور جیسے کوئی پانی کا قطرہ حالبین میں گرتا ہے تو اس زائد پانی کو پیشاب کا نام دیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ جگر کی غذا صرف خون ہے، اور واپسی پر صرف اپنے اندر اپنی غذا خون ہی جذب کرتا ہے، اور زائد پانی حالب میں گرتا ہے تو اس کو پیشاب کا نام دیا جاتا ہے:

فلہٰذا مفتی صاحب کا اوجھڑی کو حلال کرنے کے لیے اس سے استدلال کرنا صراحتا باطل گیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کے دلائل کو رد کرنے کے لیے کوئی اور دلیل پیش کریں

کتبہ: م،م،م

اللہ تعالی ہمیں سمجھنے کی توفیق دے

دوسرا باب

اس باب میں راجح اور قوی ترین مذهب کا بیان هو گا

السوال

حدیث پاک میں صرف سات چیزوں کا ذکر ہے اور آپ لوگوں نے اسمیں پندرہ چیزوں کا اضافہ کیوں کیا ہے اور کس روح سے کیا اس کو دلائل سے واضح کریں؟

الجواب

آپ کی بات بالکل درست ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حدیث پاک میں صرف سات چیزوں کی حرمت کا ذکر ہے ہم بقیہ پندرہ چیزوں کا اضافہ قیاس شرعی کے ذریعے کرتے ہیں، اور اہل سنت والجماعت بلکہ اہل حدیث کے علاوہ مسلک حنفی، اور مسلک شافعی، اور مسلک حنبلی، اور مسلک مالکی اور فقہ جعفریہ یہ جمیع مسالک قیاس شرعیہ کو شریعت کی ایک مستقل دلیل شرعی مانتے ہیں، اور قیاس شرعی کا ثبوت قرآن حدیث اور اجماع امت میں بکثرت ملتا ہے مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت سے قبل ہم قیاس شرعی کی تعریف اور اس پر چند دلائل بیان کرتے ہیں:

☆ قیاس کی تعریف ☆

اَلْقِیَاسُ فِی اللُّغَةِ التَّقْدِیْرُ: اَلْقِیَاسُ فِی الشَّرِیْعَةِ تَقْدِیْرُ الْفَرْعِ بِالْاَصْلِ فِی الْحُکْمِ وَ الْعِلَّةِ

ترجمہ: قیاس کا لغوی معنی انداز کرنا ہے:

قیاس اصطلاحی کی تعریف: علت اور حکم میں فرع اور اصل کو برابر کرنے کا نام قیاس اصطلاحی ہے

نور الانور مع حاشیہ قمر الاقمار صفحہ 224 سعید ایس ایچ کمپنی (کراچی)

☆ قیاس شرعی کی تعریف ☆

اَلْقِیَاسُ الشَّرْعِیُّ هُوَتَرَتُّبُ الْحُکْمِ فِیْ غَیْرِالْمَنْصُوْصِ عَلَیْهِ عَلٰی مَعْنًی هُوَعِلَّةٌ لِذَالِكَ الْحُکْمِ فِی الْمَنْصُوْصِ عَلَیْهِ ثُمَّ اِنَّمَایُعْرَفُ کَوْنُ الْمَعْنٰی عِلَّةً بِالْکِتَابِ وَبِالسُّنَّةِ وَ بِالْاِجْمَاعِ وَبِالْاِجْتِهَادِ وَ الْاِسْتِنْبَاطِ:

ترجمہ: قیاس شرعی اسے کہتے ہیں کہ منصوص علیہ میں جس علت سے حکم ہوا ہے اسی علت سے غیر منصوص علیہ کے اندر حکم ثابت کرنے کا نام قیاس شرعی ہے، اور علت کا معنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت اور قیاس اور استنباط کے ذریعے سے پہچانا جاتا ہے:

فصول الحواشی شرح اصول الشاشی صفحہ 408 الناشر مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆خلاصہ کلام☆

مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس کا دارمدار علت پر ہے، اور یہی علت اصل اور فرع میں مشترک ہوتی ہے اور اس علت کی وجہ سے اصل کا حکم فرع کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اصل منصوص علیہ میں حکم علت کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے، اور علت نص سے ثابت ہوتی ہے:

☆ قیاس دین کے اصولوں میں سے دین کی ایک اصل ہے ☆

دلیل: علامہ کیکلدی علائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اِنَّ الْقِیَاسَ اَصْلٌ مِنْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ وَحُجَّةٌ مِنَ الْحُجَجِ الشَّرْعِیَّةِ وَالْعَمَلُ عِنْدَعَدَمِ النَّصِ لَایُتْرَكُ لِقَوْلِ الصَّحَابِیِّ وَ یُؤَیِّدُهٗ حَدِیْثُ مُعَاذٍالْمَشْهُوْرُوَقَوْلُهٗ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ یَجْتَهِدُ رَأْیَهٗ بَعْدَالْکِتَابِ وَ السُّنَّةِ:

ترجمہ: دین کے اصولوں میں سے دین کی ایک اصل قیاس بھی ہے، اور یہ قیاس شریعت کی

حجتوں میں سے ایک شرعی حجت ہے، اور جب نص نہ ملے تو قیاس پر عمل کیا جائے گا، اور اس کی تائید حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث سے ہوتی ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی اگر مجھے حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ملا، تو اپنی رائے سے (قران وحدیث کے مطابق) مسئلہ کا حل تلاش کرونگا:

اجمال الاصابۃفی قول الصحابۃ 72/1 الناشراحیاء التراث الکویت

دلیل: علامہ ابوالقاسم اسماعیل بن محمدالتیمی متوفی535 ھ فرماتے ھیں

اِنَّمَااُبِیْحَ اِجْتِهَادُالرَّأْیِ نَحْوَمَااَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمُعَاذٍ ،مَااَبَاحَ عُمَرُرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِشُرَیْحٍ ،وَمَااَبَاحَ ابْنُ مَسْعُوْدٍرَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِاَهْلِ الْعِلْمِ :

ترجمہ: (قران وحدیث میں مسئلہ کا حل نہ ملنے کی صورت میں) مجتہد اپنی رائے سے مسئلہ کا حل نکال سکتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا، اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اہل علم کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا:

الحجۃ فی بیان المحبۃ 430/2 الناشر السعودیہ /الریاض1419ھ

دلیل:علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ متوفی 970ھ لکھتے ھیں

قَالَ الصَّدْرُالشَّهِیْدُاِنَّ عُمَرَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِسْتَقْضَی رَجُلًاعَلَی الشَّامِ یُقَالُ لَهٗ حَابِسُ بْنُ سَعْدٍالطَّائِیُّ عَلٰی قَضَاءِ حِمْصَ قَالَ لَهٗ یَاحَابِسُ کَیْفَ تَقْضِی قَالَ اَقْضِیْ بِمَافِیْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی ....قَالَ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی؟...قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ...قَالَ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟..قَالَ اَجْتَهِدُبِرَأْیِیْ وَاَسْتَشِیْرُجُلَسَائِیْ فَقَالَ عُمَرُرَضِیَ اللّٰهُ اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ:

ترجمہ: صدر الشریعت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حابس بن طائی رضی

اللہ عنہ کو حمص کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ آئے حابس فیصلہ کیسے کرو گے ...عرض کی میں کتاب اللہ سے فیصلہ کا حل نکالونگا: فرمایا کہ اگر اس فیصلہ کا حل اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تجھے نہ ملے؟ عرض کی میں اس فیصلہ کا حل رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ سے کرونگا: فرمایا کہ اگر تجھے اس کا حل سنت رسول ﷺ سے بھی نہ ملے تو کیا کرے گا؟ عرض کی اپنی رائے سے اس فیصلہ کا حل کرونگا اور اپنی ساتھیوں سے مشورہ کرونگا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو درست راستہ تک پہنچا ہے: البحر الرائق 6/300 الناشر دار المعرفت بیروت

دلیل: العنایہ شرح الھدایہ میں ھے

وَيُؤَيِّدُهُ مَاذَكَرَهُ اَحْمَدُبْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْفَذَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ وَاَنَاحَدِيْثُ السِّنِ فَقُلْتُ تُنْفِذُنِيْ اِلٰى قَوْمٍ يَّكُوْنُ بَيْنَهُمْ اَحْدَاثٌ لَاعِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَيَهْدِيْ لِسَانَكَ وَيُثَبِّتُ قَلْبَكَ فَمَاشَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ بَعْدَذَالِكَ:

ترجمہ: قیاس شرعی کی تائید میں وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ذکر کیا کہ رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کم عمر تھا، تو میں نے عرض کی آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جن کے مقدمات بہت زیادہ ہیں میں اس قدر فیصلوں کا علم نہیں رکھتا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تیری زبان پر ہدایت جاری کرے گا، اور فیصلہ کرنے میں تیرے قلب کو ثابت رکھے گا، (فرماتے ہیں) اس کے بعد کسی بھی فیصلہ کرنے میں مجھے شکایت پیش نہیں آئی:

العنایہ شرح الھدایہ 10/208

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ تمام مستند حوالہ جات سے قیاس شرعی کا ہونا ثابت ہو گیا، اور چند دلائل ذکر کر دیے ہیں تا نکہ سیدھے ساد ے مسلمانوں کو جو گمراہ کرنے والے ہیں انہیں حقیقت معلوم ہو جائے کہ مسلک اہل حدیث کے علاوہ باقی سب مذہب اسلام رکھنے والے قیاس شرعی کو دین کی اصل اور حجت مستقلہ مانتے ہیں، اب مذکورہ سوال آسانی کے ساتھ سمجھ آ جائے گا:

مذکورہ سوال یہ تھا کہ حدیث پاک میں صرف سات چیزوں کا ذکر ہے تو آپ نے پندرہ چیزوں کا اضافہ کیوں کیا:

☆حصر کے باطل ہونے پر دلائل ☆

مذکورہ حدیث مبارکہ میں سات چیزوں کی حرمت کا ذکر حصر حقیقی نہیں بلکہ سات کا عدد ذکر اتفاقی ہے اور اس جگہ حرمت کا دارومدار علت خبث پر ہے، یعنی ان سات چیزوں کی حرمت نص سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس علت سے ثابت ہوتی ہے جو ان سات چیزوں میں موجود ہے اور اس علت کا ثبوت نص صریح میں موجود ہے یعنی ان سات چیزوں کی حرمت کا ثبوت علت خبث سے ہوتا ہے اور علت خبث کا ثبوت نص صریح سے ہوتا ہے، اس جیسی بہت ساری مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں مثلاً

دلیل: حضرت امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّبِالْبُرِّوَالشَّعِيْرُبِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُبِالتَّمْرِوَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًابِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًابِيَدٍفَاِذَااخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْاكَيْفَ شِئْتُمْ اِذَاكَانَ يَدًابِيَدٍ:

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

سونے کو سونے کے بدلے بیچنا، اور چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنا، گندم کو گندم کے بدلے بیچنا اور جو کو جو کے بدلے بیچنا، اور کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنا، اور نمک کو نمک کے بدلے بیچنا اگر برابر اور نقد بہ نقد (تو یہ جائز ہے) اگر اقسام مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو بیچو اس شرط پر کہ نقد بہ نقد ہوں

صحیح مسلم 5/44/4147 الناشر دار الجبل بیروت

دلیل: علامہ یحیی بن شرف نوی رحمہ اللہ متوفی 676ھ مذکورہ حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

قَدْ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى تَحْرِيْمِ الرِّبَا فِى الْجُمْلَةِ وَاِنِ اخْتَلَفُوْا فِىْ ضَابِطِهٖ وَتَفَارِيْعِهٖ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَحَرَّمَ الرِّبَا وَالْاَحَادِيْثُ فِيْهِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ ....وَنَصَّ النَّبِىُّ ﷺ فِىْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى تَحْرِيْمِ الرِّبَا فِىْ سِتَّةِ اَشْيَاءَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ :

﴿اهل حدیث کا مذهب﴾

فَقَالَ اَهْلُ الظَّاهِرِ لَا رِبَا فِىْ غَيْرِ هٰذِهِ السِّتَّةِ بِنَاءً عَلٰى اَصْلِهِمْ فِىْ نَفْيِ الْقِيَاسِ ......قَالَ جَمِيْعُ الْعُلَمَاءِ سِوَاهُمْ لَا يَخْتَصُّ بِالسِّتَّةِ بَلْ يَتَعَدّٰى اِلٰى مَا فِىْ مَعْنَاهُ وَهُوَ مَا يُشَارِكُهَا فِى الْعِلَّةِ ......وَاخْتَلَفُوْا فِى الْعِلَّةِ الَّتِىْ هِىَ سَبَبُ تَحْرِيْمِ الرِّبَا فِى السِّتَّةِ :

﴿امام شافعی رحمه الله کا مذهب﴾

قَالَ الشَّافِعِىُّ ....اَلْعِلَّةُ فِى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَوْنُهُمَا جِنْسَ الْاَثْمَانِ فَلَا يَتَعَدَّى الرِّبَا مِنْهُمَا اِلٰى غَيْرِهِمَا مِنَ الْمَوْزُوْنَاتِ وَغَيْرِهَا لِعَدَمِ الْمُشَارَكَةِ قَالَ وَالْعِلَّةُ فِى الْاَرْبَعَةِ الْبَاقِيَةِ كَوْنُهَا مَطْعُوْمَةً فَيَتَعَدَّى الرِّبَا مِنْهَا اِلٰى كُلِّ مَطْعُوْمَةٍ :

﴿امام مالک رحمه الله کا مذهب﴾

وَاَمَّا مَالِكٌ فَقَالَ فِى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَقَوْلِ الشَّافِعِىِّ ..وَقَالَ فِى الْاَرْبَعَةِ الْعِلَّةُ فِيْهَا كَوْنُهَا تُدَّخَرُ لِلْقُوْتِ وَتَصْلُحُ لَهٗ فَعَدَّاهُ اِلَى الزَّبِيْبِ لِاَنَّهٗ كَالتَّمْرِ وَاِلَى الْقُطْنِيَّةِ لِاَنَّهَا فِىْ مَعْنَى الْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ

﴿احناف کا مذهب﴾

وَاَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ الْعِلَّةُ فِى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ الْوَزْنُ وَفِى الْاَرْبَعَةِ الْكَيْلُ فَيَتَعَدّٰى اِلٰى كُلِّ مَوْزُوْنٍ مِّنْ نُحَاسٍ وَّحَدِيْدٍ وَّغَيْرِهِمَا وَاِلٰى كُلِّ مَكِيْلٍ كَالْجِصِّ وَالْاُشْنَانِ وَغَيْرِهِمَا:

وضاحت: نبی ﷺ نے صرف چھ چیزوں میں سود کو حرام قرار دیا ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں سونا، چاندی، گندم، جو، چھوارے اور نمک:

﴿اهل حدیث کا مذهب﴾

غیر مقلدین کا مذہب: غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے کہ ان چھ چیزوں کے علاوہ اگر باقی چیزوں میں کمی اور زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کی تو جائز ہے اور کوئی سود نہیں ہے

﴿جمهور علماء کا مذهب﴾

جمیع فقہاء کا مذہب: غیر مقلدین کے علاوہ باقی جمیع فقہاء کا نظریہ ہے کہ سود والی حرمت کا حکم صرف ان چھ چیزوں کے سات خاص نہیں بلکہ جو چیزیں ان معنی میں شریک ہوں تو ان کو بھی زیادتی کے ساتھ بیچنا حرام ہوگا: سود کی علت میں اختلاف ہے:

﴿امام شافعی رحمه الله کا مذهب﴾

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سونے اور چاندی میں علت حرمت ان کا جنس ثمن سے ہے، اس لیے باقی وزنی چیزوں میں کمی اور بیشی کے ساتھ بیع حرام نہیں ہے کیونکہ علت حرمت مشترک نہیں ہے...حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں باقی چار چیزوں میں علت حرمت کھانے کی جنس سے ہونا ہے فلہذا ہر کھانے والی چیزوں میں زیادتی کے ساتھ بیع حرام ہوگی:

﴿امام مالک رحمه الله کا مذهب﴾

امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب: سونے اور چاندی میں آپ کا قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی

طرح ہے، اور باقی چار چیزوں میں آپ کے نزدیک علت حرمت خوراک کے لیے ذخیرہ ہونے کی صلاحیت ہے فلہٰذا آپ کے نزدیک مُـنَـقّٰـی میں زیادتی کے ساتھ بیع حرام ہوگی کیونکہ گندم اور جَو کی طرح ان کا بھی ذخیرہ ہوسکتا ہے:

(احناف کا مذھب)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب: آپ فرماتے ہیں کہ سونے اور چاندی میں علت وزن ہے، اور باقی چار چیزوں میں علت حرمت ماپنا ہے فلہٰذا ہر وہ چیز جس کی بیع وزن اور ماپنے سے ہوتی ہے تو اتحاد جنس کی صورت میں ہو تو اس میں بیع زیادتی کے ساتھ حرام ہے:

شرح صحیح مسلم 2/24 قدیمی کتب خانہ مقابل ارام باغ کراچی

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ آئمہ کرام کے فرمودات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ سود کی حرمت چھ چیزوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ سود کی حرمت علت پر موقوف ہے، اور علت کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے فلہٰذا یہ منصوص علیہ میں یا یہی علت غیر منصوص علیہ میں ہو تب بھی حکم حرمت کا ہوگا،

تو اسطرح حلال جانوروں کے بعض اجزاء کی حرمت علت خبث کی وجہ سے ہے خواہ وہ علت منصوص علیہ میں ہو یا غیر منصوص علیہ میں، ہو دونوں کا حکم ایک ہوگا، اگر منصوص علیہ میں علت کی وجہ سے حکم حرمت کا ہوگا تو اگر وہی علت غیر منصوص علیہ میں ثابت ہوجائے تو اس میں بھی حکم حرمت کا ہوگا، اور غیر مقلدین کے علاوہ سب آئمہ عظام کے نزدیک متفق طور پر یہ فیصلہ ہے کہ علت جامعہ مشترکہ کی وجہ سے منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ کا حکم ایک ہی ہوگا اور یہ بھی مسلم قانون ہے کہ جب حلت اور حرمت کا آپس میں تعارض ہوجائے تو حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی، اور سات منصوص علیہ چیزوں میں سے ایک کے حرام اور چھ کے مکروہ تحریمی ہونے پر اللہ کے فضل

وکرم سے دلائل بیان کیے جاچکے ہیں اور عنقریب غیر منصوص علیہ کے مکروہ تحریمی ہونے پر دلائل کو انشاء اللہ بیان کیا جائے گا:

☆حصر کے باطل ھونے پر دوسری دلیل☆

جس حدیث میں سات اجزاء کی حرمت کا بیان ہے اسی حدیث میں لفظ شاۃ کا ذکر ہے (عَنْ اِبْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ)(المعجم الاوسط 10/217 رقم الحدیث 9486 مکتبہ المعارف) اور شاۃ کا معنی ہے بکری، اب حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ بکری کہ چھ اجزاء مکروہ ہے، جبکہ متفق طور پر فیصلہ ہے کہ ہر حلال جانور میں ایک جزء حرام اور چھ اجزاء مکروہ ہیں تو اس سے واضح طور حصر باطل ہوگیا فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ بکری کا ذکر اتفاقی ہے نہ کہ حصر کے طور پر:

دلیل: ردالمحتار میں ھے

قَوْلُہٗ مِنَ الشَّاۃِ ذِکْرُالشَّاۃِ اِتِّفَاقِیٌّ لِاَنَّ الْحُکْمَ لَایَخْتَلِفُ فِیْ غَیْرِھَا مِنَ الْمَاْکُوْلَاتِ

ترجمہ: حدیث مبارکہ میں بکری کا ذکر اتفاقی ہے اس لیے کہ سات اجزاء کی حرمت کا حکم تمام حلال جانوروں کے لیے ہے نہ کہ صرف بکری کے لیے: ردالمحتار مسائل 29/319

حصر کے باطل ھونے پر تیسری دلیل

حدیث مبارکہ (عَنْ اِبْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ)(المعجم الاوسط 217/10 رقم الحدیث 9486 مکتبہ المعارف) میں لفظ یکرہ مطلقا بولا گیا ہے اور مجتہد فی الشریعۃ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک (خون) کو حرام اور باقی کو مکروہ قرار دیتا ہوں:

دلیل: تکملہ حاشیہ ردالمحتار میں ھے

وَالْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ قَالَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَّاَکْرَہُ السِّتَّۃَ فَاَطْلَقَ الْحَرَامَ عَلَی الدَّمِ وَمَاسِوَاہُ مَکْرُوْہٌ لِاَنَّ الْحَرَامَ الْمُطْلَقَ مَاثَبَتَ حُرْمَتُہٗ بِدَلِیْلٍ مَّقْطُوْعٍ بِہٖ وَھُوَالْمُفَسَّرُ مِنَ الْکِتَابِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (وَدَمًامَّسْفُوْحًا) وَانْعَقَدَالْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَتِہٖ .....وَاَمَّا حُرْمَۃُ مَاسِوَاہُ مِنَ السُّنَّۃِ بِدَلِیْلٍ مَقْطُوْعٍ بِہٖ بَلْ بِالْاِجْتِھَادِاَوْ بِظَاھِرِالْکِتَابِ الْمُحْتَمِلِ لِلتَّاوِیْلِ اَوْلِحَدِیْثٍ فَلِھٰذَااَفْصَلُ فَسُمِّیَ الدَّمُ حَرَاماً وَذَامَکْرُوْہٌ :

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ خون کی حرمت نص صریح سے یعنی دلیل قطعی سے ثابت ہے اس وجہ سے حرام ہے، اور باقی کی حرمت حدیث یا اجتہاد سے ثابت ہے یعنی دلیل ظنی سے ثابت ہے اس وجہ سے چھ چیزیں مکروہ ہیں: تکملہ حاشیہ ردالمحتار 340/1

حصر کے بطلان پرچوتھی دلیل

حدیث میں صرف لفظ یکرہ ہے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ان چھ چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے یعنی حدیث میں صرف مکروہ کا ذکر ہے تو حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے اسکو تحریمی کے ساتھ مقید کردیا؛ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

دلیل: ردالمحتار میں ھے

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَہُ السِّتَّۃَ وَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ) اَلْاٰیَۃَ فَلَمَّاتَنَاوَلَہُ النَّصُّ قُطِعَ تَحْرِیْمُہٗ ،وَکُرِہَ مَاسِوَاہُ لِاَنَّہٗ مِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ وَتَکْرَھُہٗ وَھٰذَا الْمَعْنٰی سَبَبُ الْکَرَاھَۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ،قَالَ فِی الْبَدَائِعِ فِیْ اٰخِرِکِتَابِ الذَّبَائِحِ وَمَارُوِیَ عَنْ مُّجَاھِدٍ فَالْمُرَادُمِنْہُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمَۃِ لِاَنَّہٗ جَمَعَ بَیْنَ

السِّتَّۃِ وَبَیْنَ الدَّمِ فِی الْکَرَاھَۃِ:

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اس لیے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے، اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ یہ دلیل ظنی سے ثابت ہیں، اور اس پر عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان کی طبعیت سلیمہ ان خبیث چیزوں کو پسند نہیں کرتی، اور اس سبب کی وجہ سے یہ چھ چیزیں مکروہ ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے آے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں:

بدائع میں کتاب الذبائح کے آخر میں ہے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ (آپ ﷺ نے) ان چھ چیزوں کو خون کے ساتھ ملا کر جمع کیا ہے: ردالمحتار 9/ 319

☆حصر کے بطلان پرپانچوی دلیل☆

دلیل: سات کاعدد حصر پر دلالت نہیں کرتا

فَقَدْاَسْلَفْنَاعَنِ السُّغْنَاقِیْ وَالزَّیْلَعِیْ وَالشَّامِیْ اِنَّھَانَجِسَۃٌ وَّمَعْلُوْمٌ اَنَّ کُلَّ نَجِسٍ حَرَامٌ ،وَقَدْقَالَ فِی الْھِدَایَۃِ فِی الْجَنِیْنِ التَّامِ الْخَلْقَۃِ اَنَّہٗ جُزْءٌ مِّنَ الْاُمِّ حَقِیْقَۃً لِاَنَّہٗ مُتَّصِلٌ بِھَاحَتّٰی یَنْفَصِلَ بِالْمِقْرَاضِ الخ قُلْتُ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ صِحَّۃُ الْاِسْتِثْنَاءِ وَھُوَحَقِیْقَۃٌ فِی الْاِتِّصَالِ وَاِذَا کَانَ ذَالِکَ کَذَالِکَ فَالْمُضْغَۃُ اَوْلٰی بِالْجُزْئِیَّۃِ ،وَھٰذَایَدُلُّ اَنَّ السَّبْعَ لَمْ تَسْتَوْعِبِ الْاَجْزَاءَ فَضْلاًمِنَ الْاِخْلَاطِ اَخَوَاتِ الدِّمَاءِ:

ترجمہ: ہم علامہ سغناقی، زیلعی اور شامی سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ وہ نجس ہے اور ہر نجس کا حرام ہونا معلوم ہے اور ہدایہ میں میں فرما چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں مکمل خلقت بچہ ماں کی جز ہے کیونکہ وہ حقیقی جز ہے حتی کہ اس کو کاٹ کر جدا کیا جاتا ہے الخ، میں کہتا ہوں اور استثناء کی

حقیقت اتصال ہے تو جب معاملہ یوں ہے تو مضغہ بطریقہ اَولیٰ ماں کا جز ہے ....اور اسی سے اس بات پر دلالت ہے کہ سات کا عدد پورے اجزاء کو شامل نہیں چہ جائیکہ خون کی آمیزش سے پیدا ہونے والے امور کو شامل ہو:

الھدایۃ کتاب الذبائح مطبع یوسفی لکھنو 4/438

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ چھ میں حصر حقیقی نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں سبع اور شاۃ کا ذکر اتفاقی ہے اور ان چھ چیزوں میں حرمت علت خبث کی وجہ سے ہے، اور علت خبث کا ثبوت نص صریح سے ثابت ہے، فلہٰذ علت جب اصل اور فرع دونوں میں موجود ہو تو دونوں کا حکم ایک ہی ہوگا غیر منصوص علیہ میں علت خبث کو ثابت کرنے کے لیے یہاں اہل سنت والجماعت کے تین دعوی ہونگے تفصیل سمجھنے سے پہلے اجمالی طور ان کا خاکہ ذہن نشین کر لیں، پہلا دعویٰ: منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ دونوں میں علت خبث ہے، دوسرا دعویٰ: منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ میں علت جامعہ مشترکہ کی وجہ سے دونوں کا حکم ایک ہی ہوتا ہے، تیسرا دعویٰ: حلال اور حرام مشتبہ ہو جائیں یا دونوں میں تعارض ہو جائے تو جمہور آئمہ عظام کا اتفاق ہے کہ حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی:

☆راجح اور قوی ترین مذہب☆

راجح اور مظبوط ترین مذہب یہ ہے کہ یہ پندرہ اجزاء مکروہ ہیں اور پھر اس میں دو مذہب ہیں ..راجح اور قوی مذہب.....مرجوح اور کمزور مذہب:

☆راجح اور قوی ترین مذہب کا اجمال☆

جمہور علماء اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ یہ پندرہ اجزاء بھی مکروہ تحریمی ہیں جس طرح وہ سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں جو نص حدیث سے ثابت ہیں بلکہ اِن میں بعض اجزاء وہ ہیں جو متقدمین کے نزدیک بھی مکروہ تحریمی ہیں اور ان چودہ اجزء کا مکروہ تحریمی ہونا قیاس شرعی سے

ثابت ہے اور ان کو آپ پہلے اختصار کے ساتھ سمجھیں پھر تفصیل کے ساتھ، متقدمین اور متأخرین علماء اور فقہاء اور موجودہ زمانہ کے علماء عظام نے ان پندرہ اجزاء کو ان سات اجزء پر قیاس کیا ہے جن کی حرمت نص قران عظیم اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہے اور مقیس علیہ اور مقیس کے درمیان خبث (نجاست) والی جامع علت کو مشترک قرار دیاہ:

نمبر شار	نام	ماخذ	حکم	علت/خبث
1	بہنے والا خون حرام ہے	القرآن	حرام مطلق	جو حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو وہ فرض ہے
2 سے 7 تک	پتہ/مثانہ/فرج/ذکر/خصیتین/غدہ	حدیث	مکروہ تحریمی	امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلم قانون بیان کیا جو حکم قران سے نہ ہو وہ مکروہ ہے

نمبر شار	نام	ماخذ	حکم	علت/خبث
1 سے 2 تک	حرام مغز/گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں	مفتی اعظم قاضی بدیع الدین/مفتی اعظم قہستانی/مفتی اعظم احمد مصری رحمھم اللہ	مکروہ تحریمی	اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بیان کردہ اصول کے مطابق (علت خبث کی وجہ سے)
3 سے 5 تک	خون جگر/خون طحال خون/خون گوشت یعنی خون بہ جانے کے بعد جو خون گوشت رہ جاتا ہے	مفتی اعظم مجتہد قاضی بدیع الدین/مفتی اعظم احمد مصری رحمھما اللہ	مکروہ تحریمی	امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلم قانون بیان کیا جو حکم قران سے نہ ہو وہ مکروہ ہے

امام العلماء تاج الفقہاء مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عظیم البرکت قدس سرہ کا اجتہاد

	(حکم)	
(6) دل کا خون (7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہو گیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکالیا یا بغیر ذبح کے نکلا یا بغیر ذبح کے مر گیا:	مکروہ تحریمی ہے	مجتہد فی الشریعت سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ اصول کے مطابق ان میں علت خبث موجود ہیں

مندرجہ ذیل علماء کرام نے مذکورہ مجتھد کرام کی اتباع کی ھے

(1) علامہ شیخ الاسلام شیخ الحدیث مفتی اعظم علامہ عبدالمتین نقشبندی مہتمم جامعہ فخر العلوم (بہاول پور)

(2) مفتی بدرالدین، آف براؤن شریف.......

(3) مفتی جلال الدین احمد امجدی (آف براؤن شریف)

(4) شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان۔

(5) حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللطیف صاحب (نعیمہ لاہور)

(6) غازی ملت حضرت علامہ مولٰنا مفتی محبوب علی خان قبلہ رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ خطیب سابق سنی بڑی مسجد مدن پورہ بمبئی

(7) حضرت علامہ مولٰنا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب سابق مفتی مرکزی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

(8) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضل الدین صاحب قبلہ جامع مسجد درگ مفتی اعظم صوبہ ایم پی

(9) محمد شریف الحق رضوی صاحب قبلہ امجدی نائب مفتی اعظم ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، خادم دارالافتاء اشرفیہ مبارک پور 18 صفر 1399ھ

(10) حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب قبلہ بستوی مفتی مرکزی دارالافتاء منظر اسلام بریلوی شریف

(11) حضرت علامہ مفتی محمد عنایت احمد قبلہ نعیمی صدر المدرسین دارالعلوم ضیاء الاسلام اترولہ ضلع گونڈہ بھارت

(12) حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب

قبلہ مع تصدیق حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

(12) حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

(13) حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ مفتی مرکزی دارالافتاء منظر اسلام بریلوی شریف، مع تصدیق (22) حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتهم القدسیه

(14) مفتی عبدالعلیم صاحب جامعہ نعیمہ لاہور

(15) حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی صدرالمدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیا سابق فیض الرسول براؤن شریف

(16) نائب مفتی (جامعہ نظامیہ لاہور)

(17) احمد رضا خان ابن مفتی غلام محمد شرق وپوری بندیالوی نائب ناظم مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرق پور روڈ شیخوپور

(18) مفتی وقارالدین آپ کا وقارالفتوی مشہور تصنیف ہے (آف کراچی) (28) مفتی غلام محمد شرقپوری (آف شیخوپورہ)..

(19) مفتی منیب الرحمٰن آپ کی المعروف مسائل شرعیہ پر تفہیم المسائل ہے (آف کراچی)۔

(20) مفتی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب جو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی بے مثل شرح کرنے والے اور تبیان القران کی اعلی انداز میں تفسیر کرنے والے اور تذکرۃ المحدثین کے مصنف ہیں۔

(21) مفتی اعظم محدث علامہ فیض احمد اویسی جو جو تقریبا چار ہزار سے کتب کے مصنف ہیں جس میں تفسیر کی المعروف روح البیان کی تفسیر کی......

(22) حضرت علامہ شیخ الحدیث و مفتی اعظم مولانا امیر صاحب صدر مدرس مدرسہ اویسیہ بہاول پور

(23) علامہ مفتی مولانا صدیق صاحب (چنیوٹ) صدر مدرس مرکزی خان گاہ نقشبندیہ (کراچی)

(24) علامہ مفتی سلیم اختر صاحب صدر مدرس و مہتمم جامع نثار العلوم (کھروڑ پکا)....

(25) علامہ سید باغ علی بن باقر بن عبدالقادر شاہ بخاری صدر مدرس و ناظم اعلیٰ مدرسہ قادریہ اسرار العلوم (دھنوٹ)...

(26) خطیب پاکستان علامہ سید ناصر حسین شاہ بخاری (خانگاہ شریف بہاول پور)

(27) علامہ خادم حسین مہروی (کھروڑ پکا) (38) علامہ سید شوکت حسین نقشبندی (آف بستی خوجہ)

(28) مفتی محمد اشرف زاہد عطاری، آف گوجرہ

(29) حضرت علامہ سید سجاد حسین شاہ بخاری (بستی خوجہ، تحصیل شجاع آباد)

(30) علامہ ابن علامہ ابن علامہ کوثر عباس صاحب (آف میرے ملہ تحصیل شجاع آباد)

(31) علامہ مفتی اکمل عطا دامت برکاتہم العالیہ

مذکورہ بعض وہ مجتہدین ہیں جنھوں نے علت خبث کی بناپر قیاس شرعی کے ذریعہ ایک اور بعض نے دو اور بعض نے تین اور بعض نے دس چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا اور بعض وہ علماء ہیں جنھوں نے مجتہدین کی اتباع کرتے ہوئے ان پندرہ چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا:

☆ راجع اورقوی ترین مذہب کی تفصیل ☆

(1) دعویٰ

یہ پندرہ اجزاء مکروہ تحریمی ھیں

حلال جانور میں سات چیزیں تو حدیث میں شریف میں آچکی ہیں، ان سات چیزوں پر فقہاء نے اضافہ فرمایا اور وہ مندرجہ ذیل ہیں (1) حرام مغز (2) گردن کے دو پٹھے جو کندھوں تک آتے ہیں (3) جگر کا خون (4) تلی کا خون (5) خون گوشت جو ذبح کے بعد نکلتا ہے (6) دل کا خون

(7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہو گیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح کے نکلا یا بغیر ذبح کے مر گیا:

تنبیہ: دلائل سے پہلے مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی کی تعریفیں کرنا ضروری ہے تا نکہ مسئلہ کی تحقیق صحیح طریقہ سے معلوم ہو جائے:

مکروہ کی تحقیق

مکروہ واحد مذکر اسم مفعول کا صیغہ ہے اور فَعِلَ یَفْعَلُ چوں کَرِہَ یَکْرَہُ کے باب سے ہے اور اس کا معنی ہے جس کو ناپسند کیا گیا ہو..... شریعت مطہرہ میں جو کام پسند نہیں اس کام کو مکروہ کا نام دیا جاتا ہے اور طبعیت سلیمہ جس چیز سے نفرت کرے اور اس چیز سے گھن آئے خواہ وہ طعام یا مشروب یا قول یا فعل کی صورت میں ہو تو طبعاً اس چیز کو بھی مکروہ کہا جاتا ہے اور بعض چیزوں میں بہت زیادہ کراہت ہوتی ہے، اور یہ کراہت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے اس کو حرام کا نام دیا جاتا ہے جیسے سود اور گالیاں دینا اور حرام اشیاء کا کھانا اور رشوت لینا یا دینا وغیرہ وغیرہ....اور یہ واجب کی ضد ہے......بعض چیزیں وہ ہوتی ہے جن میں بہت زیادہ کراہت ہوتی ہے لیکن دلیل ظنی یعنی حدیث خبر واحد یا قیاس شرعی سے ثابت ہوتی ہیں، اور اس کرنا بھی حرام کے قریب ہوتا ہے اور شریعت میں اس کے کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہوتی، اور یہ واجب کی ضد ہے جس طرح واجب میں کرنا ضروری ہے اسی طرح مکروہ تحریمی میں نہ کرنا ضروی ہے، اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ حرام کا منکر کافر ہوتا ہے اور مکروہ تحریمی کا منکر کافر نہیں ہوتا، اور اس کے کرنے میں صغیرہ گناہ ہوتا ہے اور اگر اس کو بار بار کیا جائے تو یہ گناہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے ....بعض چیزوں میں کراہت تھوڑی ہوتی ہے یہ کسی پختہ دلیل سے ثابت نہیں ہوتی اس میں کام کا کرنا شریعت کو پسند نہیں ہوتا اگر کوئی کر لیتا ہے تو اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا اور اسے

کوئی سزا وغیرہ نہیں ملتی،

لیکن اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی منشاء اور رضاء یہی ہوتی کہ مکروہ تنزیہی کام نہ کیا جائے اور فقہاء نے اس بات کی تصریح فرمادی ہے کہ مکروہ تنزیہی کام کے چھوڑ دینے میں ثواب اور اجر عظیم ملتا ہے اور یہی سالک کی ابتدائی بنیاد ہے اور علماء کو بھی چاہیے کہ تقوی کی بنا پر لوگوں مکروہ تنزیہی کام کرنے سے بھی روکیں......اب مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی کی تعریفات آئمہ عظام کی عبارات سے ملاحظہ فرمائیں:

☆مکروہ کی تعریف اوراس کی اقسام☆

علامہ احمدبن محمداسماعیل الطحاوی الحنفی متوفی 1213ھ لکھتے ہیں

وَالْمَکْرُوْہُ عِنْدَالْفُقَھَاءِ نَوْعَانِ مَکْرُوْہٌ تَحْرِیْمًاوَھُوَالْمَحَلُّ عِنْدَاِطْلَاقِھِمُ الْکَرَاھَۃَ وَھُوَمَاتَرْکُہٗ وَاجِبٌ وَیَثْبُتُ بِمَایَثْبُتُ بِہِ الْوَاجِبُ کَمَافِی الْفَتْحِ ....وَمَکْرُوْہٌ تَنْزِیْھًاوَّھُوَتَرْکُہٗ اَوْلٰی مِنْ فِعْلِہٖ وَکَثِیْرًامَّایُطْلِقُوْنَہٗ فَلَابُدَّمِنَ النَّظْرِفَاِنْ کَانَ نَھْیًا ظَنِّیًّا یُحْکَمُ بِکَرَاھَۃِ التَّحْرِیْمَۃِ مَالَمْ یُوْجَدْصَارِفٌ عَنْہُ اِلَی التَّنْزِیْہِ ....وَاِنْ لَّمْ یَکُنِ الدَّلِیْلُ نَھْیًابَلْ کَانَ مُفِیْدًا لِلتَّرْکِ الْغَیْرِالْجَازِمِ فَمَعْنٰی تَنْزِیْھِیَّۃٍ ....ثُمَّ الْمَکْرُوْہُ تَنْزِیْھًااِلَی الْحِلِّ اَقْرَبُ اِتِّفَاقًاکَمَافِی اِسْتِحْسَانِ الْبُرْھَانِ ....وَاَمَّاالْمَکْرُوْہُ تَحْرِیْمًا فَعِنْدَ مُحَمَّدٍحَرَامٌ وَلَمْ یُطْلِقْہُ عَلَیْہِ لِعَدَمِ النَّصِّ الصَّرِیْحِ فِیْہِ .. وَالْمَشْھُوْرُعَنْھُمَااَنَّہٗ اِلَی الْحَرَامِ اَقْرَبُ ، وَالْوَاجِبُ فِیْ رُتْبَۃِ الْمَکْرُوْہِ تَحْرِیْمًا:

ترجمہ: فقہاء کے نزدیک مکروہ کی دوقسمیں ہیں

مکروہ تحریمی ....مکروہ تنزیہی

مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جس کا چھوڑنا واجب ہے اور جس سے واجب ثابت ہوتا ہے اسی سے

مکروہ تحریمی بھی ثابت ہوتا ہے..فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے،

مکروہ تحریمی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہے......اور صاحبین کے نزدیک حرام کے قریب ہے اور اس پر نص صریح نہ ہونے کی وجہ سے اس کا مکروہ تحریمی ہونا ضروری ہے اور مکروہ تحریمی دلیل ظنی سے ثابت ہوتا ہے،

مکروہ تنزیہی اسے کہتے ہے جس کا چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہو(اور اگر اس کام کو کرلیا تو اس پر کوئی وعید نہ ہوئی ہو)اور یہ دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا:

حاشیۃ علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح 1 / 52 الناشر مصر 1318ھ

☆ فقه العبادةحنفی میں هے☆

مَکْرُوْہٌ تَحْرِیْمًاوَھُوَمُخَالَفَۃُ الْوَاجِبِ اَوِالسُّنَّۃِالْوَارِدَۃِ بِلَفْظِ النَّھْیِ وَھُوَاِلَی الْحَرَامِ اَقْرَبُ

ترجمہ: مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جس کا کرنا منع ہو اور اسکی ضد واجب یا سنت مؤکدہ ہے اور یہ حرام کے زیادہ قریب ہے:

مَکْرُوْہٌ تَنْزِیْھًااِذَاکَانَ الدَّلِیْلُ النَّھْیُ غَیْرَالْجَازِمِ ،اَوْمَاکَانَ خِلَافُ السُّنَّۃِ غَیْرَالنَّاھِیَّۃِ

ترجمہ: مکروہ تنزیہی اسے کہتے ہی جس کا نہ کرنا غیر یقینی ہو یا سنن غیر مؤکدہ کا خلاف ہو:

فقہ العبادۃ حنفی....باب تعریف بالاحکام التکلیف... 1/15

☆مفتی امجدعلی رحمه الله فرماتے هیں☆

☆مکروہ تحریمی کی تعریف ☆

مکروہ تحریمی یہ واجب کا مقابل ہوتا ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہوجاتی ہے..اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے

☆مکروہ تنزیھی کی تعریف ☆

مکروہ تنزیہی جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے، یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے:

☆خلاف اولیٰ کی تعریف ☆

خلاف اولیٰ (یہ ہے) کہ وہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں ہے یہ مستحب کا مقابل ہے ۔

بہار شریعت..... 1/59......ناشر تاجران کتب اردو بازار بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

☆علامہ مفتی لیاقت علی رضوی لکھتے ھیں ☆

☆مکروہ تحریمی کی تعریف ۔☆

مکروہ تحریمی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو..یہ واجب کے مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے، اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے، اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کو کرنا گناہ کبیرہ ہے:

حرام اورمکروہ تحریمی میں فرق

حرام اور مکروہ تحریمی میں جوفرق ہے وہ باعتبار عقیدہ کے ہے حرام قطعی کا انکار کرنے والا کافر ہے جبکہ مکروہ تحریمی کی ممانعت کا منکر کافر نہیں ہے .....اور بچنا جس طرح حرام سے فرض ہے، یونہی مکروہ تحریمی سے باز رہنا لازم ہے اس بنا پر مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں بلکہ ائمہ متقدمین حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں:

☆مکروہ تنزیھی کی تعریف ☆

مکروہ تنزیہی وہ ممنوع شرعی ہے جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں ہے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید

عذاب فرمائے، اس کا ترک کرنے والا فضیلت اور ثواب پائے گا، اور کرنے والے پر نہ عذاب ہے نہ عتاب..... یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے:

فیوضات رضویہ فی تشریحات الهدایة المعروف شرح الهدایه 1/415

☆خلاصہ کلام☆

مذکور مستند آئمہ عظام کے مبارک اقوال سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، اور اس فعل کو چھوڑ دینا واجب ہو، اور اگر اس کام کو نہیں کیا تو گناہ صغیرہ ہو، اور اس کو بار بار کیا تو صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، اور اس کا منکر کافر نہیں ہوتا، اور اس کی ضد واجب ہے، اور جس طرح واجب کے چھوڑنے میں ہرگز گنجائش نہیں ہوتی، اسی طرح مکروہ تحریمی میں بھی اس کام کے کرنے میں ہرگز گنجائش نہیں ہوتی،

اس تعریف سے واضح ہوگیا کہ جن عظیم فقہاء کا یہ نظریہ ہے کہ اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے انکے نزدیک اس کی دوصورتیں ہیں:

صــــورت اول: امام محمد رحمہ اللہ کی مکروہ تحریمی کی تعریف کو اگر مدِ نظر رکھا جائے تو اوجھڑی کا کھانا حرام ہے:

دوسری صورت: شیخین کی مکروہ تحریمی کی تعریف کو اگر مدِ نظر رکھا جائے تو اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے یعنی حرام تو نہیں مگر حرام کے بالکل قریب ہے اور اس کے کھانے میں (الکراهة وهو ماترك واجب) قطعاً گنجائش نہیں ہے، اگر زندگی میں ایک دو مرتبہ کھائی تو یہ گناہ صغیرہ ہوگا، اور اگر اس کو بار بار کھایا تو یہ گناہ کبیرہ بن جائے گا، فلہذا اگر لاعلمی میں کھالی ہے تو خدا سے معافی مانگیں، اور آئندہ کے لیے پکی توبہ کریں اللہ تعالی ہمیں اس سے محفوظ رکھے.......

اور جن فقہاء کے نزدیک مرجوح قول کے مطابق اوجھڑی مکروہ تنزیہی ہے تو ان کے نزدیک بھی اس کی دوصورتیں بنتی ہیں:

صـــورت اول : مکروہ تنزیہی کام کے کرنے میں عذاب نہیں ہے اور نہ ہی اس پر سزا ہے اور نہ ہی اس پر ثواب ہے فلہٰذا اس صورت میں اوجھڑی کا کھانا جائز ہوگا:

دوسری صورت : مکروہ تنزیہی کام کا چھوڑنا (وَمَکْرُوْہٌ تَنْزِیْھًاوَھُوَتَرْکُہٗ اَوْلٰی مِنْ فِعْلِہٖ) سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے اور اس (اس کا ترک کرنے والا فضیلت اور ثواب پائے گا (فیوضات رضویہ)) پر ثواب حاصل ہوتا ہے اور مکروہ تنزیہی کا چھوڑنا تقویٰ ہے، چند حوالہ جات ملاحظہ کریں

☆مکروہ تنزیہی کا چھوڑنا افضل ھے☆

〈1〉 دلیل: ایقاظ الافھام میں ھے

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ ھُوَالسَّالِمُ مِنَ الشِّرْکِ وَالْبِدْعَۃِ وَالْاٰفَاتِ وَالْمَکْرُوْھَاتِ وَلَیْسَ فِیْہِ اِلَّا مَحَبَّۃُ اللّٰہِ

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچا رہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا خوف ہوتا ہے:

ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16

〈2〉 دلیل: احمد بن ابوبکر اسماعیل بیصوری رحمہ اللہ لکھتے ھیں

عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ) دَعْ مَایُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَایُرِیْبُکَ الخ فَاِنَّ الْقَلْبَ یَسْکُنُ لِلْحَلَالِ وَلَایَسْکُنُ لِلْحَرَامِ ،وَاِنَّ الْوَرَعَ الْمُسْلِمَ یَدَعُ الصَّغِیْرَمَخَافَۃَ اَنْ یَّقَعَ فِی الْکَبِیْرِ:

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشکوک چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو، حلال چیزوں کے اختیار کرنے میں دل کو سکون ملتا ہے، اور حرام میں دل کو سکون نہیں ملتا، متقی پرہیز گار مسلمان چھوٹے گناہ اس لیے چھوڑ دیتا ہے

کہ اس کی وجہ سے کہیں بڑے گناہ میں مبتلاء نہ ہو جائے: اتحاف الخیرۃ المھرۃ 1/243

〈3〉 دلیل: ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد رجب حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ھیں

قَالَ لِیْ کَیْفَ بِالْعِلْمِ لِذَالِکَ قَالَ (ﷺ) اِذَااَرَدتَّ اَمْرًافَضَعْ یَدَکَ عَلٰی صَدْرِکَ فَاِنَّ الْقَلْبَ یَضْطَرِبُ لِلْحَرَامِ وَیَسْکُنُ لِلْحَلَالِ ،وَاِنَّ الْمُسْلِمَ الْوَرِعَ یَدَعُ الصَّغِیْرَۃَ مَخَافَۃَ الْکَبِیْرَۃِ

ترجمہ: فرماتے ہیں میں نے عرض کی مشکوک اور غیر مشکوک کو میں کیسے پہچانوں گا تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا جب تجھے کسی معاملہ میں تردد ہو جائے تو اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سوچ کہ دل حرام میں پریشان ہوتا ہے اور حلال میں دل کو سکون ملتا ہے، پرہیز گار مسلمان وہ ہے جو چھوٹے گناہوں کو اس لیے چھوڑ دیتا ہے کہ کہیں اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو جائے: جامع العلوم والحکم 1/109 الناشر دار المعرفت بیروت 1409 ھ

〈4〉 دلیل: ایقاظ الافھام فی شرح عمدۃ الاحکام میں ھے

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ مَازَالَتِ التَّقْوٰی بِالْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی تَرَکُوْاکَثِیْرًامِّنَ الْحَلَالِ مَخَافَۃَ الْوُقُوْعِ بِالْحَرَامِ:

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں متقین ہمیشہ تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں یہاں تک بہت ساری حلال چیزوں کو اس لیے چھوڑ دیتے کہ کہیں حرام میں مبتلاء نہ ہو جائیں:

〈5〉 دلیل: التیسیر بشرح الجامع الصغیر میں ہے

وَرَعُ الصَّالِحِیْنَ وَھِیَ التَّحَرُّزُ عَمَّا یَتَطَرَّقُ اِلَیْهِ اَعْمَالُ التَّحْرِیْمِ وَاِنْ اَفْتٰی بِحِلِّهٖ بِنَاءً عَلَی الظَّاهِر

ترجمہ: صالحین کا تقویٰ یہ ہے کہ اس عمل سے بچتے ہے جو حرام کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اگر چہ ظاہراً فتویٰ حلال ہونے پر ہی کیوں نہ ہو:

التیسیر بشرح الجامع الصغیر 2/13 الناشر مکتبہ الامام الشافعی الریاض 1408ھ

〈6〉دلیل: تیسیر العلام شرح فی عمدۃ الحکام میں ھے

قَالَ الْغِزَالِیُّ الْوَرَعُ اَقْسَامٌ ،وَرَعُ الصِّدِّیْقِیْنَ وَھُوَ مَاتَرَكُ مَایَتَنَاوَلُ لِغَیْرِنِیَّةِ الْقُوَّةِ عَلَی الْعِبَادَةِ ..... وَرَعُ الْمُتَّقِیْنَ هُوَ تَرْكُ مَالَاشُبْهَةَ فِیْهِ وَلٰکِنَّ یُخْشٰی اَنْ یَجُرَّ اِلَی الْحَرَامِ .....وَرَعُ الصَّالِحِیْنَ وَهُوَ تَرْكُ مَالَایَتَطَرَّقُ اِلَیْهِ اِحْتِمَالُ التَّحْرِیْمِ بِشَرْطِ اَنْ یَّکُوْنَ لِذَالِكَ الْاِحْتِمَالِ مُوْقِعٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَهٗ مُوْقِعٌ فَهُوَ وَرَعُ الْمُوَسْوِسِیْنَ:

ترجمہ: حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تقوی کی چند قسمیں ہیں

پہلی قسم: صدیقین کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے اندر عبادت کرنے میں تقویت حاصل کرنے کی نیت نہ ہو:

دوسری قسم: متقین کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس میں کوئی شبہ نہ ہو اس ڈر سے کہ اس کے کرنے سے کہیں ہم حرام تک نہ پہنچ جائیں:

تیسری قسم: عام نیک لوگوں کا تقوی یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس کرنے میں صرف اس قدر احتمال ہو کہ جائز کام کے کرنے سے حرام میں مبتلاء نہ ہو جائیں اور یہ صورت نہ ہو تو یہ وسوسوں میں مبتلاء ہونے والوں کا تقویٰ ہے:

تیسیر العلام شرح عمدۃ الحکام للبسام 2/197

〈7〉دلیل: فیض الباری میں ھے

(دَعْ مَایُرِیْبُكَ)اُتْرُكْ مَاتَشَكَّكَ فِیْ کَوْنِهٖ حَسَنًا اَوْقَبِیْحًا اَوْ حَلَالًا اَوْ حَرَامًا (اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ) اَیْ وَ اَعْدِلُ اِلٰی مَالَاشَكَّ فِیْهِ یَعْنِیْ مَاتَیَقَّنْتَ حَسَنَهٗ وَحِلَّهٗ :

ترجمہ: (چھوڑ دے اس چیز کو) جس چیز کے حسن اور قبیح اور حلال اور حرام ہونے میں تجھے شک ہو جائے، تقویٰ یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دے، (اور اس چیز پر عمل کر جس میں تجھے شک نہ ہو) یعنی جس چیز کے حسن اور حلال ہونے میں تجھے یقین ہو جائے تو تقویٰ یہ ہے کہ اس کو اختیار کر:

فیض الباری جلد 3 صفحہ 706 الناشر دار الکتب العلمیہ بیروت 1415ھ

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تقویٰ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی میں بھی شئ کو چھوڑ دینا افضل ہے، اور اس پر ثواب ہے اور اسی میں اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی رضاء اور خشنودی ہے فلہذا غیر منصوص علیہ پندرہ چیزوں میں مرجوح قول کے مطابق اگر مکروہ تنزیہی کو بھی مدنظر رکھا جائے تو تب بھی ان میں علت خبث کے قوی احتمال کے پائے جانے کی وجہ سے اوجھڑی کھانے سے بچنا افضل ہے، اور اسی میں تقویٰ ہے، اور اسی میں نجات ہے، اور اسی میں ثواب ہے، اور اسی میں اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی رضاء اور خوشنودی ہے:

☆پہلا دعویٰ☆

دعویٰ یہ ہے کہ منصوص علیہ میں علت خبث پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے ایک چیز حرام اور چھ چیزیں مکروہ تحریمی ہیں کیوں کے خبیث چیزوں سے قلب سلیم نفرت کرتی ہے اور گھن کھاتی ہے

(القلب السليم هو السالم من الشرك والبدعة والآفات والمكروهات وليس فيه الامحبة الله :

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جوشرک اور بدعت اورآفات اورمکروہات سے بچارہے اوراس قلب میں صرف ازصرف اللہ تعالی کی محبت اوراس کاخوف ہوتا ہے (ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16))

بالفاظ دیگر

ہرنجاست خبیث چیزہے ....ہرخبیث چیزسے دلی نفرت ہوتی ہے......

فلہٰذاہرنجاست سےنفرت ضروری ہے(بالفاظ دیگر) ہرنجاست خبیث چیزہے.......ہرخبیث چیزسے اللہ اوراس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورمومن طبیعتِ سلیمہ جبلی فطرت رکھنے کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں...فلہٰذاہرنجاست سےنفرت ضروری ہے:

اگرخبیث چیز کاخبث قطعی دلیل سے ثابت ہوتو خبیث چیزحرام ہے:اگرخبیث چیز کا خبث دلیل ظنی (یعنی خبرواحدیاعلت جامعہ مشترکہ کوبنیاد بناتے ہوئے قیاس شرعی) سے ثابت ہوتووہ خبیث چیزمکروہ تحریمی ہے،اگرخبیث چیز کاخبث کسی مظبوط دلیل ظنی سے ثابت نہ ہوبلکہ انسان عادۃً اورفطرۃً نفرت کرتاہوتووہ خبیث چیزمکروہ تنزیہی ہے،اورمکروہ کی تحقیق پہلے گزرچکی ہے،علماءعظام کی چندعبارات ملاحظہ فرمائیں:

〈1〉 دلیل: اضواء البیان میں ھے

وَمِنْ ذَالِكَ حَشَرَاتُ الْاَرْضِ كَالْفَأرَةِ ،وَالْحَيَّاتِ، وَالْاَفَاعِيْ ،وَالْعَقَارِبِ وَالْخُنْفَسَاءِ وَالْعِظَايَةِ ،وَالضَّفَادِعِ ،وَالْجُرْذَانِ ،وَالْوَزْغِ وَالصَّرَاصِيْرِ،وَالْعَنَاكِبِ وسام ابرص وَالْجِعْلَانِ وَبَنَاتِ ،وَرْدَانٍ ،وَالدِّيْدَانِ ،وَحِمَارِ قُبَّانٍ وَنَحْوِذَالِكَ:

فَجُمْهُوْرُالْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيْمِ أَكْلِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ لِاَنَّهَامُسْتَخْبَثَةٌ طَبْعًا،قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ،لِاَنَّهٗ لِايَنْضَبِطُ لَامَعْنَى الْخُبْثِ مَعْرُوْفٌ عِنْدَهُمْ فَمَا

اِتَّصَفَ بِهٖ فَهُوَ حَرَامٌ ،وَيَدْخُلُ فِيْهِ اَيْضًا كُلُّ مَانَصَّ الشَّرْعُ عَلٰى اَنَّهٗ خُبْثٌ اِلَّاالدَّلِيْلُ عَلٰى اَبَاحَتِهٖ مَعَ اِطْلَاقِ اِسْمِ الْخُبْثِ عَلَيْهِ :

ترجمہ: حشرات الارض میں سے یہ ہے(چوہا،چھپکلی،گرگٹ،گونس،سانپ،بچھوں،بر، مچھر،پسو،کھٹمل،مکھی،کلی،مینڈک وغیرہ)اورانکی مثل،فلہٰذاجمہورعلماءکامذھب یہ ہے کاان خبیث چیزوں کاکھاناحرام(مکروہ تحریمی)ہےاوراس پردلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی کافرمان ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام تم پرخبیث چیزوں کوحرام قراردیتے ہیں،اورخبیث چیزوں کوشمار نہیں کیاجاسکتا (کہ سب کی حرمت نص صریح سے بیان کی جائے)اوریہ ناممکن ہے،فلہٰذاجوچیزبھی خبث کے ساتھ موصوف ہوگی وہ حرام ہوگی،اور(قاعدہ کلیہ)اس اصول اورقاعدہ کلیہ کےمطابق اس میں ہروہ خبیث چیزداخل ہوجائے گی جس پرنص واردنہ ہوئی ہو(مقیس علیہ اورمقیس دونوں میں علت جامعہ مشترکہ پائے جانے کی وجہ سے) کہ وہ مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس کے مباح ہونے پرکوئی نص صریح موجودنہ ہو: اضواءالبیان فی ایضاح القران بالقران 7/128

〈2〉دلیل:اسماعیل حقی بن مصطفی حنفی رحمه الله لکھتے ہیں

كَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ...فَالْمُرَادُبِالطَّيِّبَاتِ مَايَسْتَطِيْبُهُ الطَّبْعُ وَيَسْتَلِذُّهٗ وَبِالْخَبَائِثِ مَايَسْتَخْبِثُهُ الطَّبْعُ وَيَتَنَفَّرُمِنْهُ: فَيَكُوْنُ الآيَةُ دَلِيْلًااَنَّ الْاَصْلَ فِيْ كُلِّ مَايَسْتَطِيْبُهُ الطَّبْعُ الْحِلَّ:وَكُلُّ مَايَسْتَخْبِثُهُ الطَّبْعُ الْحُرْمَةَ اِلَّابِدَلِيْلٍ مُنْفَصِلٍ:

ترجمہ: حضرت اسماعیل حقی رحمہ اللہ اس کی ایت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ طیبات سے مرادوہ چیزیں ہیں جس کوطبیعت سلیمہ اچھااورلذیذ سمجھے ....اورخبیث چیزوں سے مرادوہ خبیث چیزیں ہیں جن کوطبیعت سلیمہ براسمجھے اوراسے نفرت کرے ....اوریہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ طبعیت سلیمہ جس کواچھا سمجھے وہ حلال ہےاورجس کوبرایعنی خبیث سمجھے وہ حرام ہے بشرطیکہ اس پرکوئی نص موجودنہ ہو(اگرہوگی توپھرنص کے مطابق حکم لگایاجائے گا)

تفسیرروح البیان.....3/190 الناشردارالتراث العربی بیروت

(3) دلیل: علامہ محمدالوسی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ھیں

فُسِّرَ الْاَوَّلُ بِالْاَشْيَاءِ الَّتِیْ تَسْتَطِيْبُهَا النَّفْسُ وَيَسْتَلِذُّهُ الطَّبْعُ كَالشُّحُوْمِ وَالثَّانِیْ بِالْاَشْيَاءِ الَّتِیْ يَسْتَخْبِثُهَا النَّفْسُ كَالدَّمِ فَتَكُوْنُ الْآيَةُ دَالَّةً عَلٰی اَنَّ الْاَصْلَ فِیْ كُلِّ مَاتَسْتَطِيْبُهُ النَّفْسُ وَ يَسْتَلِذُّهُ لِلطَّبْعِي الْحِلَّ :وَفِیْ كُلِّ مَايَسْتَخْبِثُهُ النَّفْسُ وَيَكْرَهُ الطَّبْعُ الْحُرْمَةَ اِلَّا لِدَلِيْلٍ مُّنْفَصِلٍ:

ترجمہ: (طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو طبیعت سلیمہ اچھا سمجھے جیسے چربی وغیرہ، اور خبیث چیزوں سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے طبیعت سلیمہ نفرت کرے جیسے خون وغیرہ، اور یہ آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ چیز جو طبیعت سلیمہ کو اچھی لگی وہ حلال ہے، اور طبیعت سلیمہ جس چیز سے نفرت کرے وہ چیز حرام ہے، بشرطیکہ اس شئی کی حرمت یا حلت پر نص وارد نہ ہوئی ہو ورنہ نص کے مطابق عمل کیا جائے گا:

تفسیر روح المعانی 9/81 الناشر داراحیاء التراث العربی بیروت

(4) دلیل: تفسیر حقی میں ھے

فَالْمُرَادُ بِالطَّيِّبَاتِ مَايَسْتَطِيْبُهُ الطَّبْعُ وَيَسْتَلِذُّهُ وَبِالْخَبَائِثِ مَايَسْتَخْبِثُهُ الطَّبْعُ وَيَتَنَفَّرُ مِنْهُ وَمَدْلُوْلُ الْآيَةِ حِيْنَئِذٍ اِنْ كَانَ مَا يَحْكُمُ الشَّرْعُ بِحِلِّهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَايَحْكُمُ الشَّرْعُ بِحُرْمَتِهٖ فَهُوَ حَرَامٌ :

ترجمہ: طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو طبیعت سلیمہ اچھا اور لذیذ سمجھے....اور خبیث چیزیں وہ ہیں جن کو طبیعت سلیمہ گندا سمجھے اور اسے نفرت کرے ....اور اس آیت مبارکہ کا مدلول یہ ہے کہ شریعت مطہرہ جس کو حلال کا حکم دے وہ حلال ہے، اور اگر حرام کا حکم دے تو وہ حرام ہے (عام ازیں کہ یہ حکم دلیل قطعی سے ہو یا دلیل ظنی سے ہو) تفسیر حقی 4/289 مؤلف حقی

(5) دلیل: ایقاظ الافہام میں ھے

اَلْقَلْبُ السَّلِيْمُ هُوَالسَّالِمُ مِنَ الشِّرْكِ وَالْبِدْعَةِ وَالْاٰفَاتِ (والمکروہات) وَلَيْسَ فِيْهِ اِلَّا مَحَبَّةُ اللّٰهِ

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچا رہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالی کی محبت اور خوف خدا ہوتا ہے:

ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16

(6) دلیل: تفسیر القطان میں ھے

اَلطَّيِّبَاتُ كُلُّ مَاتَسْتَطِيْبُهُ الْاَذْوَاقُ مِنَ الْاَطْعِمَةِ وَتَسْتَفِيْدُمِنْهُ التَّغْذِيَةُ النَّافِعَةُ

اَلْخَبَائِثُ كُلُّ حَرُمَ مَاأَكْلُهُ وَذَبْحُهُ:

ترجمہ: ہر وہ شی جس کا کھانا حرام اور ذبیحہ حرام ہے وہ خبیث ہے: تفسیر القطان 2/80

(7) دلیل: تفسیر المنتخب میں ھے

وَيُحِلُّ لَهُمُ ..الْاَشْيَاءَ الَّتِیْ يَسْتَطِيْبُهَا الطَّبْعُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْاَشْيَاءَ الَّتِیْ يَسْتَخْبِثُهَا الطَّبْعُ كَالدَّمِ وَالْمَيْتَةِ:

ترجمہ: حلال چیزیں وہ ہیں جن کو طبیعت سلیمہ اچھا نہ سمجھے....اور خبیث چیزیں وہ ہیں جن کو طبیعت سلیمہ خبیث سمجھے جیسے خون اور مردار وغیرہ: تفسیر المنتخب 1/271

(8) دلیل: ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الکلام میں ھے

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ:وَالْاَبْوَالُ وَالْاَرْوَاثُ كُلُّهَانَجِسَةٌ وَهٰذَاعَامٌّ يَدْخُلُ فِيْهِ جَمِيْعُ الْاَبْوَالِ وَ لِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابُ الْقَبْرِ:

ترجمہ: ہر قسم کا پیشاب اور ہر قسم کی گوبر نجس ہے اور یہ حکم عام ہے اور اس حکم میں ہر قسم کا پیشاب داخل ہے اور (دلیل) اس پر یہ ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیشاب کے چھینٹوں سے بچو اس

سے عذاب قبر ہوتا ہے ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الکلام میں ہے 52/3

☆خلاصہ کلام☆

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ هُوَالسَّالِمُ مِنَ الشِّرْكِ وَالْبِدْعَةِ وَالْاٰفَاتِ وَالْمَكْرُوْهَاتِ وَلَيْسَ فِيْهِ اِلَّامَحَبَّةُ اللّٰهِ :

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچا رہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف خدا ہوتا ہے (ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16) خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مفسرین اور آئمہ عظام اور محدثین کے اقوال مبارکہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی تائید میں یہ بات بالکل ثابت ہوگئی کہ خبیث چیزوں سے گھن اور نفرت کرنا یہ طبیت سلیمہ کا تقاضہ ہے، اور اسے ان آئمہ کا مسلک بھی مضبوط تر ہوگیا جنھوں نے دلائل باہرہ سے علت خبث کو غیر منصوص علیہ پندرہ چیزوں میں ثابت کیا ہے کہ طبعیت سلیمہ ان چیزوں سے نفرت کرتی ہے فلہذا ہمیں اپنے آئمہ عظام کی پیروی کرنی چاہیے:

☆دوسرا دعویٰ☆

فرع اور اصل کے درمیان جامع مشترک اگر علت پائی جائے تو فرع پر اصل والا حکم نافذ کرنا ضروری ہو جاتا ہے یعنی مقیس علیہ اور مقیس میں جب ایک ہی طرح کی علت موجود ہو تو دونوں کا حکم ایک ہی ہوگا (بالفاظ دگر) اصل یعنی مقیس علیہ متبوع ہے اور فرع یعنی مقیس تابع ہے تو جو علت متبوع میں ہوگی وہی علت تابع میں ہوگی فلہذا جو حکم متبوع کا ہوگا وہی حکم تابع کا ہوگا، اگر متبوع کا حکم حلال تو تابع کا حکم بھی حلال، اگر متبوع کا حکم حرام تو تابع کا حکم بھی حرام، اگر متبوع کا حکم مکروہ تحریمی تو تابع کا حکم بھی مکروہ تحریمی، اگر متبوع کا حکم مکروہ تنزیہی تو تابع کا حکم بھی مکروہ تنزیہی علی ھذا القیاس:

〈1〉دلیل: اصول

وَحُكْمُ التَّبَعِ لَايَقْطَعُ عَنِ الْاَصْلِ : **ترجمہ:** (اصول یہ ہے) تابع کا حکم اصل سے جدا نہیں ہوسکتا : حاشیہ ردالمختار شرح تنویر الابصار ابن عابدین. جلد 2. صفحہ 288.. مکان النشر بیروت

〈2〉دلیل: اصول

وَالضَّابِطَةُ الَّذِیْ یُرَدُّ کُلُّ جِنْسٍ اِلٰی اَصْلِہٖ: **ترجمہ**: اصول یہ ہے کہ ہر جنس اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے: البحر الرائق.. کتاب المعاقل. جلد 8. صفحہ 485.. الناشر دار المعرفۃ بیروت

〈3〉دلیل: اصول

لِاَنَّ الْکَسَادَاَصْلِیٌّ وَالشَّیْءُ اِذَارَجَعَ اِلٰی اَصْلِہٖ :

ترجمہ: اس لیے کہ کساد اصل ہے اور (اصول یہ ہے) شئ اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے

العنایۃ شرح الھدایۃ... کتاب الصرف.. جلد 6.. صفحہ 106

〈4〉دلیل: اصول

فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی لکھتے ھیں

وَالشَّیْءُ اِذَارَجَعَ اِلٰی اَصْلِہٖ : **ترجمہ:** اس لیے (اصول ہے) شئ اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے: شرح کنز الدقائق. باب الخلع.. جلد 4.. صفحہ 143.. الناشر دار الکتب الاسلامیہ القاہرہ

〈5〉دلیل: اصول

علی بن عبدالکافی السبکی لکھتے ھیں

اِفْتَقَرَفَرْعٌ اِلَی الرُّجُوْعِ اِلٰی اَصْلِہٖ : **ترجمہ:** اصول یہ ہے کہ فرع رجوع کرنے میں اپنے اصل کی محتاج ہوتی ہے:

فی شرح المنھاج علی منھاج الوصول الی علم الاصول للبیضاوی... جلد 1... صفحہ 105... الناشر بیروت

〈6〉 دلیل: اصول

بدرالدین محمدبن بهادربن عبدالله الزرکشی متوفی 793 ھ رحمه الله لکهتے هیں

وَرُدَّتْ كُلُّ فَرْعٍ إِلٰى أَصْلِهٖ: ترجمہ: **اصول یہ ہے کہ ہر فرع اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے**

البحرالمحیط فی اصول الفقه..جلد1..صفحہ4...الناشرلبنان...بیروت

〈7〉دلیل: اصول

بدرالدین محمدبن بهادربن عبدالله الزرکشی متوفی 793 ھ رحمه الله لکهتے هیں

وَإِنَّمَا الْحَقُّ أَنَّهٗ رَدُّ الْفَرْعِ إِلٰى أَصْلِهٖ : **ترجمہ :** حق یہی ہے(اصول یہ ہے) کہ ہر فرع اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے:البحرالمحیط فی اصول الفقه..جلد1..صفحہ141...الناشرلبنان....بیروت

〈8〉دلیل: اصول

علاء الدین ابوالحسن علیٰ بن سلیمان الحنبلی متوفی لکھتے ھیں

فَقَالَ الْقَاضِيْ وَأَبُوْالْخَطَّابِ وَابْنُ الْبَنَّاهُوَرَدُّالْفَرْعِ إِلٰى أَصْلِهٖ بِعِلَّةٍ جَامِعَةٍ وَفِي التَّمْهِيْدِ أَيْضًاتَحْصِيْلُ حُكْمِ الْأَصْلِ فِي الْفَرْعِ لِاِشْتِبَاهِهِمَافِيْ عِلَّةِ الْحُكْمِ وَاخْتَارَهٗ أَبُو الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ حَمْلَ فَرْعٍ عَلٰى أَصْلٍ فِيْ حُكْمٍ بِجَامِعٍ(بَيْنَهُمَا) وَهُوَقَرِيْبٌ أَيْضًامِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّ مُرَادَهٗ بِمُسَاوَاةِ (معلوم)الْفَرْعِ وَمُرَادَهٗ لِمَعْلُوْمِ :الْأَصْلِ :

ترجمہ: قاضی اورابوالخطاب اورابن البنا(رحمهم الله) فرماتے ہیں (اصول یہ ہے) کہ جامع علت کی وجہ سے فرع اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے .....اورتمہید میں بھی اسی طرح ہے،اور حضرت ابوالحسن بصری نے اسی کواختیارکیا کہ فرع اوراصل کے درمیان جامع علت پائے جانے کی وجہ سے فرع کواصل پرمحمول کیاجائے گا....اوریہ بھی اصول ہے کہ فرع اوراصل کے درمیان مساوات کے پائے جانے کی وجہ سے فرع کواس کی اصل کی طرف لٹایا جائے گا:

التحبیرشرح التحریرفی اصول الفقه . .باب القیاس...جلد1....صفحہ3120،الناشرالسعودیہ..الریاض

〈9〉دلیل: اصول

علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان الحنبلی متوفی لکھتے ھیں

تَرْجِيْحُ الْقِيَاسِ بِحَسْبِ أَصْلِهٖ مِنْ وُجُوْهٍ بِأَنْ يَكُوْنَ دَلِيْلُ أَصْلِهٖ أَقْوٰى

ترجمہ : قیاس کوترجیح کئی وجوہ سے ہوتی ہے ان وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اصل میں دلیل جس قدرزیادہ مضبوط ہوگی اورقیاس شرعی کواس قدرترجیح ہوگی:

التحبیرشرح التحریرفی اصول الفقه..باب القیاس...جلد1..صفحہ4226..الناشرالسعودیہ..الریاض

〈10〉 دلیل: اصول

اَلتَّرْجِيْحُ فِيْهِ (إِلٰى أَصْلِهٖ)أَيِ الْأَصْلِ مَقِيْسٍ عَلَيْهِ (وَفَرْعِهٖ)أَيِ الْفَرْعِ الْمَقِيْسِ

ترجمہ: مقیس علیہ میں اگرترجیح ہوگی تواس کی فرع میں بھی ترجیح حاصل ہوگی

الکوکب المنیرشرح مختصرالتحریر...جلد3....صفحہ58

〈11〉دلیل: اصول

رَدُّالْفَرْعِ يَعْنِيْ إِرْجَاعَهٗ إِلٰى أَصْلِهٖ أَصْلُهُ الْمَنْصُوْصُ عَلَيْهِ لِأَنَّ الْفَرْعَ غَيْرُ مَنْصُوْصٍ عَلَيْهِ وَلِاجْتِمَاعِهِمَاوَاشْتِرَاكِهِمَافِيْ عِلَّةٍوَاحِدَةٍ....حَكَمْنَاعَلَى الْفَرْعِ بِحُكْمِ الْأَصْلِ لِمَاذَا؟..... لِأَنَّ الشَّرْعَ لَايَفْتَرِقُ مِنَ الْمُتَمَاثِلَاتِ كَمَاأَنَّهٗ لَايَجْمَعُ بَيْنَ مُخْتَلَفَاتٍ .....فَإِذَاتَحَقَّقَ وُجُوْدُالْعِلَّةِ فِي الْفَرْعِ مِثْلُ وُجُوْدِهَافِي الْأَصْلِ أَلْحَقْنَالَهٗ حُكْمًا:

ترجمہ: فرع کواس کی اس اصل کی طرف لوٹایاجائے گا جس پرنص وارد ہوئی ہے،اس لیے کہ فرع پرکوئی نص واردنہیں ہوتی!فرع کواس کی اصل کی طرف اس لیے لوٹایا جاتا ہے کہ اصل اورفرع میں علت واحدہ مشترکہ پائی جاتی ہے ......جب علت مشترکہ ثابت ہوجائے توفرع پر اصل کاحکم نافذکردیتے..اس لیے کہ شریعت مطہرہ متماثلات کے درمیان فرق نہیں کرتی جس

طرح مختلفات کے درمیان اجتماع نہیں کرتی، فلہٰذا جب فرع میں علت کا وجود ثابت ہو جائے اسی طرح جس طرح اصل میں علت کا وجود پایا جاتا ہے تو یقیناً ہم اصل میں جو حکم پایا جاتا ہے اس کو فرع میں بھی جاری کر دیں گے: شرح متن الورقات فی اصول الفقه ..جلد 1..صفحہ 365

〈12〉دلیل: اصول

ابراهیم بن موسیٰ بن محمداللحمی الغرناطی متوفی790 ھ لکھتے هیں

فَالْاَصْلُ اَنَّ الْجُزْئِیَّ رَاجِعٌ فِی التَّرْجِیْحِ اِلٰی اَصْلِهِ الْکُلِّیْ فَاِنْ کَانَ رَجَحَ کُلِّیٌّ فَکَذٰالِكَ جُزْئِیُّهٗ اَوْلَمْ یَرْجَحْ فَجُزْئِیُّهٗ مِثْلُهٗ ..... لِاَنَّ الْجُزْئِیَّ مُعْتَبَرٌ بِکُلِّیَّةٍ وَقَدْ ثَبَتَ تَرْجِیْحُهٗ فَکَذٰالِكَ یَتَرَجَّحُ جُزْئِیُّهٗ وَاَیْضًا فَقَدْ تَقَدَّمَ اَنَّ الْجُزْئِیَّ خَادِمٌ لِکُلِّیَّةٍ وَلَیْسَ الْکُلِّیُّ بِمَوْجُوْدٍ فِی الْخَارِجِ اِلَّا فِی الْجُزْئِیِّ فَهُوَ الْحَامِلُ لَهٗ:

ترجمہ: اصول یہ ہے کہ ترجیح میں جزئی اپنی اصل کلی کی طرف لوٹتی ہے....پس اگر کلی راجح ہوگی تو جزئی بھی راجع ہوگی...اگر کلی راجع نہیں ہوگی تو جزئی بھی راجع نہیں ہوگی، اس لیے کہ جزئی اپنی کلی کی وجہ سے معتبر ہوتی ہے (بالفاظ دگر) جزئی کلی کی خادم ہے اور خارج میں کلی اپنی جزئی کے ساتھ موجود ہوتی ہے : الموافقات الناشر دار ابن عثمان جلد 5..صفحہ 352

☆خلاصہ کلام☆

فقہی اصولوں سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مسلم قانون ہے اگر مقیس علیہ اور مقیس کے درمیان کوئی جامع علت موجود ہو تو مقیس کو اس کے مقیس علیہ کی طرف لوٹایا جائے گا، اور مقیس علیہ کا جو حکم ہے وہی حکم مقیس کا ہوگا:

فلہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا

مثانہ مقیس علیہ ہے............اوجھڑی مقیس ہے

مثانہ: متبوع ہے.....................اوجھڑی تابع ہے

مثانہ: اصل منصوص علیہ.............اوجھڑی فرع غیر منصوص علیہ

جامع علت مشترکہ دونوں میں خبث (پیشاب) ہے

مثانہ کا حکم مکروہ تحریمی ہے.......اوجھڑی کا حکم بھی مکروہ تحریمی ہے

کتبہ: م،م،م

☆تیسرا دعویٰ☆

دعویٰ یہ ہے کہ حلت اور حرمت میں اگر تعارض واقع ہو جائے یعنی دونوں متعارض ہو جائیں یعنی دونوں میں حکم مشتبہ ہو جائے تو امام اعظم اور جمہور آئمہ عظام رحمہم اللہ کے نزدیک حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی یعنی مبنی بر احتیاط حرام کا چھوڑنا واجب ہوگا اور حلال کا ترک جائز ہوگا: دلائل ملاحظہ فرمائیں:

〈1〉دلیل: اصول ❀ حدیث

لِقَوْلِهٖ ﷺ مَااَجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ:

ترجمہ: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی: ادلۃ القائلین بالتوقف جلد3.صفحہ 233 الناشر دار الکتب العلمیه بیروت

〈2〉دلیل: اصول ❀ حدیث

شیخ زین العابدین بن ابراهیم بن نجیم رحمه الله لکهتے هیں

مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ اَخْرَجَهٗ عَبْدُالرَّزَّاقِ مَوْقُوْفًا عَلَی ابْنِ

مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ:

ترجمہ: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی....اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے موقوفاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا:

(اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں چند ملاحظہ فرمائیں)

〈3〉دلیل حضرت عثمان غنی رضی الله عنه کافتویٰ

وَمِنْ ثِقَةٍ قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّاسُئِلَ عَنِ الْجَمْعِ بَیْنَ اُخْتَیْنِ بِمِلْکِ الْیَمِیْنِ (قَالَ)اَحَلَّتْ ھُمَا آیَةٌ وَحَرَّمَتْھُمَاآیَةٌ فَالتَّحْرِیْمُ اَحَبُّ اِلَیْنَا:

ترجمہ:〈مسئلہ〉 ثقہ راوی سے ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ملک یمین میں اگر دو بہنیں جمع ہو جائیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

〈الجواب〉 فرمایا ایک آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بہنیں مالک پر حلال ہیں ...دوسری آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بہنیں مالک پر حرام ہیں مگر میں ان دونوں بہنوں کو ان کے مالک پر حرام سمجھتا ہوں:

〈4〉دلیل: وَذَکَرَبَعْضُھُمْ اَنَّ مِنْ ھٰذَاالنَّوْعِ حَدِیْثاً (لَکَ مِنَ الْحَائِضِ مَافَوْقَ الْاِزَارِ) وَحَدِیْثاً (اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّاالنِّکَاحَ)فَاِنَّ الْاَوَّلَ یَقْتَضِیْ تَحْرِیْمَ مَابَیْنَ السُّرَةِ وَالرُّکْبَةِ ...وَالثَّانِیَ یَقْتَضِیْ اِبَاحَةَ مَاعَدَاالْوَطْءِ فَرُجِّحَ التَّحْرِیْمُ اِحْتِیَاطاًوَّھُوَقَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ:

ترجمہ:〈مسئلہ〉 ایک حدیث میں ہے عورت کے ایام خاص (حیض) میں ازار کے اوپر سے نفع حاصل کر سکتے ہیں، دوسری حدیث میں آتا ہے کہ وطی کے علاوہ اپنی بیوی سے جس

طرح چاہیں نفع حاصل کر سکتے ہیں (خواہ کپڑے کے اوپر سے ہو یا بغیر کپڑے کے ہو) پہلی حدیث مبارکہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیان سے نفع حاصل کرنا حرام ہے ،دوسری حدیث اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ وطی کے علاوہ مکمل وجود سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اس صورت میں احتیاط کی بنا پر حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی یعنی ناف اور گھٹنوں کے درمیان ازار کے بغیر نفع حاصل نہیں کر سکتے ..یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رضی الله عنهم کا مذہب ہے:

〈5〉دلیل: فَاِذَانَزَاکَلْبٌ عَلٰی شَاةٍ فَوَلَدَتْ لَایُؤْکَلُ الْوَلَدُ:

ترجمہ مسئلہ: اگر بکری پر کتا کودا تو وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ پیدا ہوا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہوگا

〈6〉دلیل: وَکَذَااِذَانَزَاحِمَارٌعَلٰی فَرَسٍ فَوَلَدَتْ بَغْلًالَمْ یُؤْکَلْ:

ترجمہ: مسئلہ اگر گھوڑی پر گدھا کودا اور وہ حاملہ ہو گئی تو اسنے خچر کو جنم دیا (اب گھوڑی حلت کا تقاضہ کرتی ہے اور گدھا حرمت کا تقاضہ کرتا ہے تو حرمت کو حلت پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا) تو اس کا کھانا حلال نہیں ہوگا:

〈7〉دلیل: لَوْشَارَکَ الْکَلْبُ الْمُعَلَّمُ غَیْرَالْمُعَلَّمِ حَرُمَ:

ترجمہ: مسئلہ اگر شکاری کتے کے ساتھ غیر شکاری کتا شکار میں شریک ہو گیا تو (اب سیکھا ہوا شکاری کتا حلت کا تقاضہ کرتا ہے اور غیر سیکھا ہوا شکاری کتا حرمت کا تقاضہ کرتا ہے تو حرمت کو حلت پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا) وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا:

〈8〉دلیل: لَوِاخْتَلَطَ لَبَنُ بَقَرٍبِلَبَنِ اَتَانٍ اَوْمَاءٌ وَبَوْلٌ عَدَمُ جَوَازِالتَّنَاوُلِ وَ لَا بِالتَّحَرِّیْ

ترجمہ: مسئلہ: اگر گائے کا دودھ گدھی کے دودھ میں مل گیا یا پانی اور پیشاب آپس میں مل گئے تو (اب گائے کا دودھ اور پانی حلت کا تقاضہ کرتے ہیں اور گدھی کا دودھ اور پیشاب

حرمت کا تقاضہ کرتے ہیں تو حرمت کو حلت پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا) دودھ اور پانی نجس ہو جائیں گے اور اس میں غور وفکر کی اجازت ہرگز نہیں ہوگی:

الاشباہ والنظائر، جلد 1، صفحہ 109، الناشر دارالکتب العلمیہ بیروت

‹9› دلیل: اصول: حدیث

علی بن محمد آمدی ابوالحسن رحمہ اللہ لکھتے ھیں

اَحَدُهُمَامَارُوِیَ مِنْ قَوْلِهٖ ﷺ مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ وَهُوَ حَدِیْثٌ .... وَالثَّانِیُ اَنَّ الْاَخْذَبِالتَّحْرِیْمِ اِحْتِیَاطٌ لِاَنَّ الْفِعْلَ اِنْ کَانَ حَرَاماً فَفِیْ اِرْتِکَابِهٖ ضَرَرٌوَاِنْ کَانَ مُبَاحاًفَلَاضَرَرَفِیْ تَرْکِهٖ وَهٰذَامَااعْتَمَدَعَلَیْهِ الشَّیْخُ اَبُوْاِسْحَاقَ :

ترجمہ: اصولوں میں سے ایک اصول حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی، اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حرام کو حلال پر ترجیح احتیاطاً ہوتی ہے اس لیے کہ فعل اگر حرام ہوگا اس کے کرنے میں نقصان ہے، اور اگر فعل مباح ہوگا تو اگر اس پر عمل نہیں کیا تو اس میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہے حضرت ابواسحاق نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے: الاحکام فی اصول الاحکام...جلد 4...صفحہ 269..الناشر دارالکتب العربی بیروت

‹10› دلیل: اصول

علی بن محمد آمدی ابوالحسن رحمہ اللہ لکھتے ھیں

وَلِهٰذَافَاِنَّهٗ لَواجْتَمَعَ فِی الْعَیْنِ الْوَاحِدَةِ حَضَرٌوَّاِبَاحَةٌ کَالْمُتَوَلِّدِبَیْنَ مَایُوْءُ کَلُ وَمَالَایُوْءُ کَلُ قُدِّمَ التَّحْرِیْمُ عَلَی الْاِبَاحَةِ ،وَکَذٰلِكَ اِذَاطَلَّقَ بَعْضَ نِسَائِهٖ بِعَیْنِهَاثُمَّ اُنْسِیَهَاحَرُمَ الْوَطْءُ الْجَمِیْعَ تَقْدِیْمًا لِلْحُرْمَةِ عَلَی الْاِبَاحَةِ ،وَاِلَیْهِ بِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ :

ترجمہ: (**مسئلہ:**) اور اسی وجہ سے ایک آنکھ میں حلال اور حرام پائے جائے جیسے کسی بچے کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ آیا اس کا کھانا حلال ہے یا حرام تو اس صورت میں حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی فلہٰذا اس کا کھانا حرام ہوگا، (**مسئلہ:**) اور اسی طرح اگر کسی نے اپنی بیویوں میں سے معین کر کے ایک کو طلاق دی بعد میں بھول گیا کہ اس نے کس کو طلاق دی تھی تو تمام بیویوں سے وطی کرنا اس پر حرام ہو جائے گا اس لیے کہ مسلم اصول ہے کہ حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، اور حضور ﷺ کا اسی قانون کی طرف اشارہ ہے کہ جب حلال اور حرام ایک جگہ جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی:

الاحکام فی اصول الاحکام..جلد 4...صفحہ 269..الناشر دارالکتب العربی بیروت

‹11› دلیل: اصول

محمدبن بهادربن عبدالله الزرکشی ابوعبدالله رحمه الله لکھتے ھیں

اِذَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اَوِالْمُبِیْحُ وَالْمُحَرِّمُ غَلَبَ الْجَانِبُ الْحَرَامَ ،وَمِنْ ثَمَّ اِذَا تَعَارَضَ دَلِیْلَانِ یَقْتَضِی التَّحْرِیْمَ وَآخَرُیَقْتَضِی الْاِبَاحَةَ قُدِّمَ الْحَضْرُعَلَی الْاِبَاحَةِ تَغْلِیْباً لِلتَّحْرِیْمِ ،وَمِنْ هٰذَاقَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَمَاسُئِلَ عَنْ اُخْتَیْنِ بِمِلْكِ الْیَمِیْنِ اَحَلَّتْهُمَاآیَةٌ وَ حَرَّمَتْهُمَاآیَةٌوَالتَّحْرِیْمُ اَحَبُّ اِلَیْنَا:

ترجمہ: (اصول یہ ہے) جب حرام اور حلال جمع ہو جائیں، یا مبیح اور محرم جمع ہو جائے تو حرام والی جانب غالب ہوگی (یعنی حرام سے بچنا واجب ہوگا، اور اسی وجہ سے جب ایک دلیل حرمت اور دوسری دلیل حرام کا تقاضہ کرے تو مفتی بہ قول کے مطابق حرمت کو حلت پر ترجیح ہوگی، اور اسی اصول کے بنیاد پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ملک یمین میں اگر دو بہنیں جمع ہو جائیں تو کیا وہ اپنے مالک پر حلال ہے یا حرام؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ایک آیت

مبارکہ سے ان کی حرمت اور دوسری آیت مبارکہ سے ان کی حلت ثابت ہو ہوتی ہیں لیکن میں حرمت کو محبوب سمجھتا ہوں:

المنشور فی القوعد..جلد 1...صفحہ 129..لناشر الکویت

〈12〉 دلیل:اصول ☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ☆

شمس الدین ابوبکر محمد بن ابوسهل سرخسی متوفی 1421ھ لکھتے ھیں

وَکَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُرَجِّحُ آیَةَ التَّحْرِیْمِ :

ترجمہ: امام سرخسی نے فرمایا (ایک مسئلہ بیان کیا جس میں حلت اور حرمت میں تعارض واقع ہوگیا تو آپ نے فرمایا میں حرمت کو حلت پر ترجیح دیتا ہوں) اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حلت پر حرمت کو ترجیح دیتے تھے:

المبسوط للسرخسی/جلد 30 /صفحہ 192 /الناشر دار الفکر بیروت /لبنان

〈13〉 دلیل: اصول

شمس الدین ابوبکر محمد بن ابوسهل سرخسی متوفی 1421 ھ لکھتے ھیں

وَاَکْرَهُ فِیْ حَیَاتِهٖ لُبْسَ الْحُلِیِّ وَالْحَرِیْرِلِاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَالذَّهَبَ بِیَمِیْنِهٖ وَ الْحَرِیْرَ بِشِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذَانِ حَرَامَانِ عَلٰی ذُکُوْرِاُمَّتِیْ حَلٌّ لِاُنَاثِهَافَاِنَّمَا اَبَاحَ اللُّبْسَ بِشَرْطِ اُنُوْثَةِ اللَّابِسِ ....وَهٰذَالشَّرْطُ غَیْرُمَعْلُوْمٍ فِی الْخُنْثٰی یَتَرَدَّدُبَیْنَ الْحَضْرِوَالْاِبَاحَةِیَتَرَجَّحُ مَعْنَی الْحَضْرِفِیْهِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَااُمُوْرٌ مُتَشَابِهَاتٌ فَدَعْ مَایُرِیْبُكَ اِلٰی مَالَایُرِیْبُكَ ،وَتَرْكُ لُبْسٍ لَایُرِیْبُهٗ وَلُبْسُهٗ یُرِیْبُهٗ یُوْضِحُهٗ اَنَّ الْاِجْتِنَابَ عَنِ الْحَرَامِ فَرْضٌ وَالْاِقْدَامَ عَلَی الْمُبَاحِ لَیْسَ بِفَرْضٍ فَکَانَ الْاِحْتِیَاطُ فِیْ تَرْكِ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِکَیْلَایَکُوْنَ مُوَاقِعًالِلْحَرَامِ :

ترجمہ: امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں کبھی زیور اور ریشم استعمال نہیں کی اس لیے کہ نبی ﷺ نے سیدھے ہاتھ میں سونا لیا اور الٹے ہاتھ میں ریشم لی اور ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، اور میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہیں، تو ریشم اور سونا پہننے کے لیے عورت شرط ہے، اور یہ شرط مخنث (جو نا مرد ہو نا عورت بلکہ ہیجڑا ہو) میں نہیں پائی جاتی اس میں تردد سا پیدا ہوگیا ہے کہ مخنث کے لیے سونا اور ریشم پہننا حلال ہے یا حرام، تو حرام کو حرمت پر ترجیح دی اس لیے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حلال واضح ہے، اور حرام واضح ہے، اور ان کے درمیان والا لے امور متشابہات ہیں اور ان میں سے انہیں پر عمل کرو جو تمہیں شک میں مبتلا نہ کریں، اور انہیں چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈال دیں، ریشم اور سونا کے ترک کرنے میں کوئی شک میں مبتلاء نہیں ہوتا، اور پہننے میں شک میں مبتلا ہوتا ہے آیا کہ مخنث کے حق میں یہ جائز ہے یا نہیں، یہ بات واضح ہے کہ حرام سے بچنا فرض ہے اور مباح کی طرف بڑھنا فرض نہیں ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ریشم کو چھوڑ دے تا نکہ حرام کے طرف بڑھنے کا موقعہ ہی نہ ملے:

المبسوط للسرخسی جلد 30 صفحہ 192 الناشر دار الفکر بیروت /لبنان

〈14〉 دلیل: اصول

علامہ علاء الدین الکاسانی متوفی 587ھ لکھتے ھیں

فَقَدِاحْتُمِلَ الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ فَیُرَجَّحُ جَانِبُ الْحُرْمَةِ اِحْتِیَاطًا لِاَنَّهٗ اِنْ اَکَلَ عَسٰی اَنَّهٗ اَکَلَ الْحَرَامَ فَیَأْثَمُ ،وَاِنْ لَّمْ یَأْکُلْ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ ،وَالتَّحَرُّزُعَنِ الضَّرَرِوَاجِبٌ عَقْلًا وَّ شَرْعًا وَالْاَصْلُ فِیْهِ مَارُوِیَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِوَابِصَةَبْنِ مَعْبَدٍرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْحَلَالُ

بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ فَدَعْ مَایَرِیْبُكَ اِلٰی مَالَایَرِیْبُكَ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ:

ترجمہ: اور بالتحقیق مسلم اصول ہے کہ جب حلال اور حرام باہم جمع ہوجائیں تو مبنی بر احتیاط جانب حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی، اس لیے کہ اگر کھائے گا تو ممکن ہے کہ حرام کھا بیٹھا ہو تو گنہگار ہوجائے گا، اور نہیں کھایا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا (اور یہ مسلم اصول ہے) کہ حرام سے بچنا عقلاً اور شرعاً واجب ہے، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ حلال اور حرام دونوں واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور شک میں ڈالنے والے ہیں، پس جن امور میں شک ہوجائے ان کو تو چھوڑ دے، اور وہ امور اختیار کر جن میں تمہیں شک نہ ہو، اور اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی چیز میں حلال اور حرام جمع ہوجائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع جلد5 صفحہ58 مکان النشر بیروت

دلیل:〈15〉 اصول

علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

لِاَنَّهُ اِجْتَمَعَ فِیْهِ الْمُبِیْحُ وَالْمُحَرِّمُ فَیَغْلِبُ فِیْهِ جِهَّةُ الْحُرْمَةِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ لِاَنَّ الْحَرَامَ وَاجِبُ التَّرْكِ، وَالْحَلَالَ جَائِزُ التَّرْكِ فَكَانَ الْاِحْتِیَاطِ فِی التَّرْكِ:

ترجمہ: (یہ مسلم قانون ہے کہ) جب حلال اور حرام جمع ہوجائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی (اس لیے کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حلال اور حرام جمع ہوجائیں تو حرام

کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی) اس لیے کہ حرام کا چھوڑنا واجب ہے اور حلال کا چھوڑنا جائز ہے، فلہٰذا حرام کو چھوڑنے میں ہی احتیاط ہے:

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد6 صفحہ56 الناشر القاهرہ

دلیل〈16〉: اصول

اَلصَّحِیْحُ اَنَّ الْعِلَّةَ فِی الْاِفْسَادِ الْجَمْعُ بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَغَلَبَ الْحَرَامُ

ترجمہ: اور فتویٰ اسی قول پر ہے کہ جب فساد میں حرام اور حلال کے درمیان علت مشترکہ موجود ہو تو حرام کو حلال پر ترجیح ہوگی: المشور فی القوعد جلد1 صفحہ129 الناشر الکویت

دلیل〈17〉: اصول

اَلْقَاعِدَةُ الْكُلِّیَّةُ اِذَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ وَكَذَاالْمَانِعُ وَالْمُقْتَضِیُ غَلَبَ الْمَانِعُ:

ترجمہ: قاعدہ کلیہ ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہوجائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی اور اسی طرح جب مانع اور مقتضی آپس میں جمع ہوجائیں تو مانع کو مقتضی پر ترجیح حاصل ہوگی:

المنهاج فی علم القواعدالفقه جلد1 صفحہ13

دلیل〈18〉: اصول

اَلْقَاعِدَةُ الْكُلِّیَّةُ وَمَاحَرُمَ اِسْتِعْمَالُهٗ حَرُمَ اِتِّخَاذُهٗ وَحَرُمَ اِعْطَاؤُهٗ كَالنِّجَاسَاتِ:

ترجمہ: قاعدہ کلیہ ہے کہ جس کا استعمال حرام ہو تو اس کا لینا اور دینا بھی حرام ہے جیسے نجاسات وغیرہ: المنهاج فی علم القواعدالفقه جلد1 صفحہ13

﴿19﴾دلیل: اصول

خالدبن ابراهیم صعقی رحمه الله لکھتے هیں

اُصُوْلُ الشَّرِیْعَةِ مُقَرَّرَةٌ عَلٰی اَنَّ کَثْرَةَالْحَرَامِ اَوِاسْتَوَاءَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ یُوْجِبُ تَغْلِیْبَ حُکْمِهٖ بِالْمَنْعِ:

ترجمہ: شریعت کا اصول مقرر ہے کہ حرام زیادہ ہو یا حلال اور حرام دونوں برابر ہوں تو حکم میں حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی: شرح منظومة القوعدالفقهية جلد1 صفحه 47

☆خلاصه کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ احادیث اور صحابه کرام رضوان الله تعالی علیهم اجمعین اور جمیع آئمه کرام کے فرمودات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ شرعی مسلم اور حتمی قانون ہے کہ جب کسی مسئلہ میں شک ہو جائے، اس پر نص یا علت صحیحہ جامعہ مشترکہ نہ ملنے کی صورت میں بعض علماء کرام فرمائیں کہ یہ حلال ہے یا مکروہ تحریمی ہے، اور بعض علماء عظام فرمائیں کہ یہ حلال ہے یا مکروہ تنزیہی ہے تو مذکورہ مسلم قانون کے مطابق علماء پر واجب ہے کہ فتویٰ حرام یا مکروہ تحریمی پر دیں اس لیے (وَالتَّحَرُّزُعَنِ الضَّرَرِوَاجِبٌ عَقْلًاشَرْعًا) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع)(اِنَّ الْاِجْتِنَابَ عَنِ الْحَرَامِ فَرْضٌ) کہ حرام سے بچنا عقلا اور شرعا واجب ہے، اور (لِاَنَّ الْحَرَامَ وَاجِبُ التَّرْکِ ،وَالْحَلَالَ جَائِزُالتَّرْکِ (تبیین الحقائق)حرام کا ترک واجب ہے اور (وَالْاِ قْدَامُ عَلَی الْمُبَاحِ لَیْسَ بِفَرْضٍ)حلال کا ترک جائز ہے اور (لِاَنَّ الْفِعْلَ اِنْ کَانَ حَرَامٌ فَفِی اِرْتِکَابِهٖ ضَرَرٌ) حرام کہ ارتکاب میں نقصان ہی نقصان ہے، اور (وَاِنْ کَانَ مُبَاحاً فَلَاضَرَرَفِیْ تَرْکِهٖ)حلال کے ترک پر کوئی گناہ نہیں ہے تو (فَکَانَ الْاِحْتِیَاطُ فِی التَّرْکِ

)مبنی براحتیاط حرام کا چھوڑنا واجب ہوگا:

مکمل تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ مفتی اعظم قاضی بدیع الدین/مفتی اعظم قہتسانی/مفتی اعظم احمد مصری رحمهم الله نے منصوص علیہ سات چیزوں پر تر تفریع بیٹھاتے ہوئے علت خبث کی بنا پر اضافہ کرتے ہوئے حرام مغز/گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں ان کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا، اور علت خبث کی بنا پر علامہ شمس الدین قہستانی اور علامہ سید احمد مصری نے منصوص علیہ سات چیزوں پر اضافہ کرتے ہوئے خون جگر/خون طحال/خون گوشت یعنی خون بہ جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے ان کے مکروہ تحریمی ہونے کے فتوے دیئے، اور علت خبث کی بنا پر سات منصوص علیہ پر اضافہ کرتے ہوئے حلیۃ محلی شرح منیۃ المصلی میں دل کے خون کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا، اور علت خبث کی بنا پر سات منصوص علیہ پر اضافہ کرتے ہوئے حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں مرہ (زرد پانی جو پتہ میں ہوتا ہے) کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا، عقود الدریہ میں رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا، اور علت خبث کی بنا پر سات منصوص علیہ پر اضافہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے (6) دل کا خون (7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہو گیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح کے نکلا، یا بغیر ذبح کے مرگیا ان کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا، اور ان تمام آئمہ عظام کے مذکورہ فتاویٰ جات آقا علیہ السلام اور صحابہ عظام اور آئمہ مجتہدین کے بیان کردہ اصولوں اور قواعد کلیہ کے مطابق ہیں اور ان عظیم فقہاء کرام کی شان مبارکہ بھی یہی تھی کہ علت خبث کی بنا پر ان خبیث چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیتے:

اور مرجوح قول کے مطابق بغیر مضبوط اور پختہ دلائل کے جو علماء ان خبیث چیزوں کے

مکروہ تنزیہی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں ان حضرات کی شان کے لائق یہی ہے:

اور بعض کا نظریہ کہ ہمیں فقہاء کی عبارت میں اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر کوئی جزیہ علت نہیں ملی اس وجہ سے ہم اس کو مکروہ تنزیہی یا جائز قرار دیتے ہیں:

یہ مقام محل نظر ہے

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ ہمیں علت جزیہ نہیں ملی تو یہ آپ کی سوچ ہے ورنہ مثانہ اور دبر کے خبث اور مکروہ تحریمی ہونے پر علت پیشاب ہے، اور یہی علت پیشاب اوجھڑی میں ہوتی ہے اگر تو منصوص علیہ مثانہ علت بول خبث کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، اور منصوص علیہ فرج اور ذکر گذر گاہ پیشاب اور منی خبث کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہیں، تو یہی علت پیشاب اوجھڑی میں موجود ہے جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ اور کثیر جماعت نے اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے فلہذا اس میں مزید غور کی جائے، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو عظیم فقیہ اور مجتہد مانتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں مانتے تو آپ اپنی کتب میں اپنے مئوقف کو مضبوط کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی عبارات کو نقل کیوں کرتے ہو، اس سے معلوم ہوا کہ آپ آپ کو عظیم فقہاء میں سے شمار کرتے ہیں فلہٰذا آپ کا یہ فرمانا کہ ہمیں اس پر کوئی جزی فقہاء کی عبارت میں نہیں ملی تو اس میں غور فکر کی ضرورت ہے مزید غور فکر کریں۔۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ہاں آپ یوں فرما سکتے تھے کہ متقدمین فقہاء میں سے اس پر کسی نے کلام نہیں کیا اور متاخرین فقہاء میں اس پر کلام کیا ہے اور آپ کی بیان کردہ علت جو آپ نے متقدمیں امام اعظم اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی (غنیۃ الفقہاء) اور علامہ شمس الدین مصری (محشی درمختار) اور دیگر مجتہدین کی اتباع کرتے ہوئے بیان کی ہے، اگر قرآن اور احادیث اور آئمہ عظام کے خلاف کی ہے تو دلائل سے ثابت کر کے ان کو رد کیا جائے، اور مکروہ تنزیہی ہونے پر دلائل باہرہ بیان کریں جیسے (اعلیٰ حضرت عظیم البرکت) نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصول کے مطابق خبث (پیشاب) کو علت بنا کر اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر دلائل بیان کیئے ہیں:

کتبہ: م،م،م

★ تیسرا باب ★

فتویٰ (1)

★علامہ مفتی اعظم عبدالمتین نقشبندی اَطَالَ اللّٰهُ عُمَرَہٗ

(مہتمم وصدر مدرس مدرسہ جامعہ فخر العلوم (بہاول پور)

کاادنیٰ شگرد الفقیر ابو رضوان محمد اکرم نثاری مکی عفی عنہ

مدیر اعلیٰ جامعہ نثار العلوم یادگار کالن پیر سائیں

رحمہ اللہ تعالیٰ

مسئلہ ۸۹: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں بدن حیوان مأکول اللحم میں کیا کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

الجواب

سات چیزیں تو حدیث میں شمار کی گیئں مرارہ یعنی پتہ... مثانہ پھکنا .... حیاء یعنی فرج.. ذکر... انثیین... غدہ... دم مسفوح:

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَوَابْنُ عَدِیٍّ وَالْبَیْهَقِیُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃَ وَالْمَثَانَۃَ وَالْحَیَاءَ وَالذَّکَرَ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّۃَ وَالدَّمَ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْهِ مُقَدَّمَهَا:

ترجمہ: طبرانی نے معجم الاوسط میں عبداللہ بن عمر اور ابن عدی سے روایت کیا کہ اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام ذبیحہ جانور کے سات اجزا کو مکروہ فرماتے ہیں سات یہ ہیں، مرارہ (پتہ)، مثانہ، حیاء (شرم گاہ) ذکر، خصیے، غدود اور خون، اور بکری کا مقدم حصہ پسند تھا (ت)

معجم الاوسط حدیث 9486 مکتبہ المعارف ریاض ج 10 صفحہ 712

امام اعظم کا فرمان

ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا خون تو حرام ہے کہ قرآن میں اس کی تحریم منصوص اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انھیں گندی سمجھتے ہیں:

(دلیل) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰئِثَ **ترجمہ:** کہ نبی ﷺ ان پر سب گندی چیزیں حرام فرمائیگا **(دلیل)** حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے...قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاَکْرَہُ الْبَاقِیَۃَ لِاَنَّھَامِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰئِثَ (القران 157/7)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن خون تو حرام ہے قرانی نص سے ثابت ہے اور باقی کو میں مکروہ سمجھتا ہوں کیونکہ ان سے نفوس نفرت کرتی ہیں اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰئِثَ:

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار مسائل شتی دارالمعرفت بیروت

اسی طرح ینابیع میں ہے...کماسیأتی (جیسا عنقریب آیگا) مختار اور معتمد یہ ہے کہ کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے یہاں تک کہ امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ نے بلفظ حرمت تعبیر کی

☆ عالم گیری میں ھے ☆

اَمَّابَیَانُ مَایُحَرَّمُ اَکْلُہٗ مِنْ اَجْزَاءِ الْحَیْوَانِ سَبْعَۃٌ اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحُ وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَانِ وَالْقُبُلُ وَالْغُدَّۃُ وَالْمَثَانَۃُ وَالْمَرَارَۃُ:

ترجمہ: لیکن یہ بیان کہ حیوان کے اجزاء میں سے جن کا کھانا حرام ہے وہ سات ہیں: بہنے والا خون، ذکر، خصیے، شرم گاہ، غدود، مثانہ، اور پتہ (ت)

فتاوی ھندیہ بحوالہ البدائع کتاب الذبائح الباب الثالث نورانی کتب خانہ پشاور 4/290

☆تنوین الابصار میں ھے☆

کُرِہَ تَحْرِیْمًامِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ الخ **ترجمہ:** بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں:

☆درمختار میں ہے☆

وَقِیْلَ تَنْزِیْھًاوَالْاَوَّلُ اَوْجَہُ **:ترجمہ:** بعض نے کہا مکروہ تنزیہی ہیں جبکہ پہلا قول زیادہ معتبر ہے :(ت)

درمختار شرح تنویر الابصار مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی 5/349

(دلیل) ☆ ردالمختار میں ھے ☆

وَھُوَظَاھِرُاِطْلَاقِ الْمُتُوْنِ الْکَرَاھَۃُ یہی ظاہر ہے کہ متون نے کراہت کو مطلق ذکر کیا (ت)

ردالمختار داراحیاء التراث بیروت 5/477

(دلیل:) ☆ مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں ھے ☆

اَلْمَکْرُوْہُ تَحْرِیْمًامِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ ترجمہ: بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں (ت)

مغنی المستفتی عن سوال المفتی

یہ سات تو بہت کتب متون وشروح وفتاوی میں مصرح ہیں

اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب الغنیۃ الفقہاء اور علامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ اور علامہ سیدی احمد مصری محشی نے دو چیزیں اور زیادہ فرمائی (8) نخاع الصلب یعنی حرام مغز اسکی کراہت نصاب الانصاب میں بھی ہے (9) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں، اور فاضلین اخیرین وغیرہما نے تین اور بڑھائیں (10) خون جگر (11) خون طحال (12) خون گوشت یعنی دم مسفوح نکل جانے کے

بعد جوخون گوشت میں رہ جاتا ہے:

بحر المحیط میں ھے

اَلْغُدَدُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَانِ وَالْمَثَانَۃُ وَالْعَصَبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ وَالْمَرَارَۃُ وَالْقَصِیْدُ مَکْرُوْہٌ

ملخصا **ترجمہ:** غدود، ذکر، خصیے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے، پتہ، پیٹھ کا گودا مکروہ ہے ملخصا (ت)

جامع الرموز بحوالہ المحیط کتاب الذبائح مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران 3/351

جامع الرموز میں

اس کے بعد ہے وَکَذَا الدَّمُ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْکَبِدِ وَالطِّحَالِ یوں ہی وہ خون جو گوشت، جگر اور تلی سے نکلے: (ت)

جامع الرموز بحوالہ المحیط کتاب الذبائح مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران 3/351

اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب الغنیۃ الفقہاء اور علامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ اور علامہ سیدی احمد مصری محشی نے دو چیزیں اور زیادہ فرمائی (8) نخاع الصلب یعنی حرام مغز اسکی کراہت نصاب الانصاب میں بھی ہے (9) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں اور فاضلین اخیرین وغیرھما نے تین اور بڑھائیں (10) خون جگر (11) خون طحال (12) خون گوشت یعنی دم مسفوح نکل جانے کے بعد جوخون گوشت میں رہ جاتا ہے:

☆ بحر المحیط میں ھے ☆

اَلْغُدَّۃُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَانِ وَالْمَثَانَۃُ وَالْعَصَبَانِ اللَّذَانِ فِی الْعُنُقِ وَالْمَرَارَۃُ وَالْقَصِیْدُ مَکْرُوْہٌ

ملخصا **ترجمہ:** غدود، ذکر، خصیے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں

جامع الرموز بحوالہ محیط کتاب الذبائح ایران 3/351 مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران

ذبائح الطحاوی میں ھے

اَلذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَانِ وَالْمَثَانَۃُ وَالْعَصَبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ وَالْمَرَارَۃُ تَحِلُّ مَعَ الْکَرَاھَۃِ وَکَذَا الدَّمُ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْکَبِدِ وَالطِّحَالِ دُوْنَ الدَّمِ الْمَسْفُوْحِ وَھَلِ الْکَرَاھَۃُ تَحْرِیْمِیَّۃٌ اَوْ تَنْزِیْھًا قَوْلَانِ:

ترجمہ: ذکر، خصیے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے، پتہ کراہت کے ساتھ حلال ہے اسی طرح وہ خون جو گوشت، جگر اور تلی سے نکلے جو بہنے والے خون سے بچا ہوا کیا یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، دو قول ہیں (ت) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار..کتاب الذبائح..دار المعرفت بیروت 3/357

اسی میں مسائل شتی میں ہے وَزِیْدَ نُخَاعُ الصُّلْبِ (اور مزید پیٹھ کا گودا (ت)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار...کتاب الذبائح..دار المعرفت بیروت 4/360

﴿ مجتهد فی المسلک اعلی حضرت رحمه الله کی نفیس تحقیق ﴾

(اعلیٰ حضرت) اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِہِ الْوُصُوْلُ اِلٰی اَوْجِ التَّحْقِیْقِ (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالی کی توفیق سے ہی تحقیق کی بلندی تک وصول ہے (ت) علماء کی ان زیادت سے ظاہر ہو گیا کہ سات میں حصر مقصود نہ تھا بلکہ صرف باتباع نظم حدیث ونص امام ان پر اختصار واقع ہوا، اور خود ان علماء زائدین نے بھی قصد استیعاب نہ فرمایا یہ امر انہیں مذکورہ عبارات سے ظاہر........اور اس پر دوسری دلیل واضح یہ ہے جگر وطحال وگوشت کے خون گنے اور (۱۳) خون قلب چھوڑ گئے حالانکہ وہ قطعاً ان کے مثل ہے، یہاں تک کہ عتابیہ اور خزانہ وقنیہ وغیرہا میں اس کی نجاست پر جزم کیا۔

.......اور اسی طرح امام برہان الدین فرغانی صاحب ھدایہ نے کتاب التجنیس والمزید میں فرمایا، اگرچہ روضہ ناطفی ومراقی الفلاح و درمختار ورد المختار وغیرھا اسفار میں طہارت کو مختار رکھا اور ظاہر ہے کہ نجاست مثبت حرمت ہے اور طہارت مفید حلت نہیں ہے:

حلیہ میں ہے

فِی الْقُنْیَۃِ دَمُ قَلْبِ الشَّاۃِ نَجِسٌ وَاِلَیْہِ مَالَ کَلَامُ صَاحِبِ الْھِدَایَۃِ فِی التَّجْنِیْسِ وَفِی

خِزَانَةِ الْفَتَاوٰی دَمُ الْقَلْبِ نَجَسٌ وَدَمُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ لَا

ترجمہ: قنیہ میں ہے بکری کے دل کا خون نجس ہے تنجیس میں صاحب ہدایہ کا میلان اسی طرف ہے، اور خزانۃ الفتاوی میں ہے دل کا خون نجس ہے تلی اور جگر کا خون نجس نہیں ہے:

حلية المحلي شرح منية المصلي

رحمانیہ میں ہے

فِي الْعِتَابِيَةِ دَمُ الْقَلْبِ نَجَسٌ وَدَمُ الْكُلْبِ وَالطِّحَالِ

ترجمہ: عتابیہ میں ہے دل کا خون نجس ہے، جگر اور تلی اور جگر کا خون نجس نہیں ہے (ت)

رحمانیہ نیز عدم حصر پر اور دلیل قاطع ہے کہ عام کتب میں دم مسفوح، اور ان کتابوں میں دم لحم و کبد و طحال کو شمار کیا، تو اس سے واضح کہ کلام اعضاء سے اختلاط متجاوز ہوا، اور بے شک اخلاط سے (۱۴) مرہ بھی یعنی وہ زرد پانی کہ پتہ میں ہوتا ہے جیسے صفرا کہتے، اور ہمارے علماء کتاب الطہارت میں تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا حکم مثل پیشاب کے ہے بلکہ بعض نے تو مثل خون کے ٹھہرایا ہے:

درمختار میں ہے مَرَارَةُ كُلِّ حَيْوَانٍ كَبَوْلِهٖ: ترجمہ: حیوان کا پتہ پیشاب کی مانند ہے

درمختار کتاب الطہارۃ باب الاستنجاء مطبع مجتبائی ۱/ ۵۷

حلیہ میں ہے

قِيْلَ مَرَارَةُ الشَّاةِ كَالدَّمِ وَقِيْلَ كَبَوْلِهَا خَفِيْفَةٌ عِنْدَهُمَا طَاهِرَةٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ:

ترجمہ: بعض نے کہا ہے پتہ جانور کا خون کی طرح ہے، بعض نے کہا پیشاب کی طرح ہے، شیخین کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک پاک ہے حلية المحلي شرح منية المصلي

معجم الاوسط حدیث 9486 مکتبۃ المعارف ریاض ج10 صفحہ 712

بہر حال کھانا اس کا بیشک ناجائز ہے كَمَا هُوَ الْمَذْهَبُ فِي الْبَوْلِ (جیسا کہ پیشاب کے بارے میں ان کا مذہب ہے (ت) باوجود اس کے یہاں شمار میں نہ آیا..... یونہی اخلاط سے بلغم ہے کہ جب براہ بینی مندفع ہو جیسے بھیڑ وغیرہ میں مشاہدہ ہے اسے عربی میں مخاط، اور فارسی میں آب بینی کہتے ہیں (۱۵) اس کا کھانا بھی یقیناً ناجائز ہے صرح بہ فی العقود الدریۃ تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے (ت) یہ بھی یہاں غیر معدود اور منجمد دماء (16) وہ خون بھی ہے جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے منجمد ہو کر علقہ نام رکھا جاتا ہے وہ بھی قطعاً حرام ہے:

نہایہ وتبیین الحقائق اور ردالمحتار وغیرہا میں ہے

اَلْعَلَقَةُ وَالْمُضْغَةُ نَجِسَانِ كَالْمَنِيِّ **ترجمہ:** علقہ (منجمد خون) اور مضغہ (ابتداء تخلیق کا خون اور لوتھڑا) منی کی طرح ناپاک ہیں (ت):

ردالمحتار بحوالہ نہایہ وزیلعی کتاب الطہارۃ باب الانجاس دار احیاء التراث بیروت 1/ 208

یہ بھی نہ گنا گیا، تو واضح ہوا کہ عامۂ کتب میں لفظ سبع (سات) صرف باتباع حدیث ہے، جس طرح کتب کثیرہ میں شاۃ (بکری) کی قید کما مر عن تنویر الابصار اور مغنی المستفتی و مثلہ فی غیرھما (جیسا کہ تنویر الابصار اور مغنی المستفتی سے گزرا، اور اسی کی مثل ان کے غیر میں ہے (ت) حالانکہ حکم صرف بکری سے یقیناً سب جانوروں کا یہی حکم ہے:

حاشیۂ طحطاویہ میں ہے

قَوْلُهٗ مِنَ الشَّاةِ ذِكْرُ الشَّاةِ اِتِّفَاقِيٌّ لِاَنَّ الْحُكْمَ لَا يَخْتَلِفُ فِيْ غَيْرِهَا مِنَ الْمَاْكُوْلَاتِ

ترجمہ: بکری کا ذکر اتفاقی ہے کیونکہ دوسرے جانوروں کے ماکولات میں فرق نہیں ہے (ت)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار مسائل شتی دار المعرفت بیروت 4/ 360

تو جیسے لفظ شاۃ محض باتباع حدیث واقع ہوا، اور اس کا مفہوم مراد نہیں ہے، یونہی لفظ سبعا اور اھل علم پر مستتر نہیں ہے کہ استدلال بالفحوی یا اجرای علت منصوصہ خاصہ مجتہد نہیں ہے كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ

الْعَلَّامَۃُ الطَّحْطَاوِیُ تَبَعًالِمَنْ تَقَدَّمَہٗ مِنَ الْاَعْلَامِ (جیسا کہ اس پر علامہ طحطاوی نے اپر گزر ہوئے بزرگوں کی اتباع میں نص کی ہے (ت) اور یہاں خود امام مذہب رضی اللہ تعالی عنہ نے اشیاء ستہ کی علت کراہت پر نص فرمایا کہ خباثت ہے،

﴿مجدددین ملت مجتهدفی المسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمه الله کااجتهاد﴾

اب فقیر متوکل علی اللہ تعالی کوئی محل شک نہیں جانتا کہ (17) دبر یخانے کا مقام (18) کرش یعنی اوجھڑی (19) امعاء یعنی آنتیں بھی اس حکم کراہت میں داخل ہیں......بیشک دبر فرج وذکر سے اور کرش وامعاء مثانے سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں......فرج وذکر اگر گزرگاہ بول ومنی ہے دبر گزرگاہ سرگین ہے، مثانہ اگر معدن بول ہے شکنبہ ورُوْدہ مخزن فرث ہے اب چاہے دلالت النص سمجھے خواہ اجزاء علت منصوص،

الحمد لله بعد اس کے بعد فقیر نے ینابیع سے تصریح پائی کہ امام رضی اللہ عنہ نے دبر کی کراہت پر تنصیص فرمائی:

رحمانیه میں هے

فی الینابیع کَرِہَ النَّبِیُّ ﷺ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعَۃَ اَشْیَاءَ اَلذَّکَرَ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْقُبُلَ وَالدُّبُرَ وَالْغُدَّۃَ وَالْمَثَانَۃَ وَالدَّمَ ،قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلدَّمُ حَرَامٌ بِالنَّصِّ وَالسِّتَّۃُ نَکْرَھُھَا لِاَنَّھَا تَکْرَھُھَا الطَّبَائِعُ:

ترجمه: ینابیع میں کہ حضور ﷺ نے بکری کے سات اجزاء ذکر، خصیے، مادہ کی شرم گاہ، پخانہ کی جگہ، غدود، مثانہ، اور خون کو مکروہ فرمایا، امام ابو حنیفة رضی الله عنہ نے فرمایا خون نص کے ذریعے حرام اور باقی چھ کو ہم مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ طبائع ان سے نفرت کرتی ہے (ت)

رحمانیه میں هے

(20) وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ بنتا ہے جسے مضغه کہتے ہیں اجزاء حیوان سے ہے، اور وہ بھی بلاشبہ حرام ہے عام ازیں مخلقه ہو یا غیر مخلقه، ہنوز اس میں اعضاء کی کلیا پھوٹتی ہوں یا صرف لوتھڑا ہو:

فَقَدْ اَسْلَفْنَا عَنِ السُّغْنَاقِیْ وَالزَّیْلَعِیْ وَالشَّامِیْ اِنَّھَا نَجِسَۃٌ وَّمَعْلُوْمٌ اَنَّ کُلَّ نَجِسٍ حَرَامٌ ، وَقَدْ قَالَ فِی الْھِدَایَۃِ فِی الْجَنِیْنِ التَّامِ الْخِلْقَۃِ اَنَّہٗ جُزْءٌ مِنَ الْاُمِّ حَقِیْقَۃً لِاَنَّہٗ مُتَّصِلٌ بِھَا حَتّٰی یَفْصِلُ بِالْمِقْرَاضِ الخ قُلْتُ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ صِحَّۃُ الْاِسْتِثْنَاءِ وَھُوَ حَقِیْقَۃٌ فِی الْاِتِّصَالِ وَاِذَاکَانَ ذَالِکَ کَذَالِکَ فَالْمُضْغَۃُ اَوْلٰی بِالْجُزْئِیَّۃِ ،وَھٰذَا یَدُلُّ اَنَّ السَّبْعَ لَمْ تَسْتَوْعِبِ الْاَجْزَاءَ فَضْلًا مِنَ الْاِخْلَاطِ اِخْوَاتِ الدِّمَاءِ:

ترجمه: ہم سغناقی، زیلعی اور شامی سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ وہ نجس ہے اور ہر نجس کا حرام ہونا معلوم ہے اور ہدایہ میں فرما چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں مکمل خلقت بچہ ماں کی جز ہے کیونکہ وہ حقیقی جز ہے حتی کہ اس کو کاٹ کر جدا کیا جاتا ہے الخ......میں کہتا ہوں، اور استثناء کی حقیقت اتصال ہے تو جب معاملہ یوں ہے تو مضغہ بطریقہ اولی ماں کا جز ہے............اور اس سے اس بات پر دلالت ہے کہ سات کا عدد پورے اجزاء کو شامل نہیں چہ جائیکہ خون کی آمیزش سے پیدا ہونے والے امور کو شامل ہو:

الهداية كتاب الذبائح مطبع یوسفی لکھنو 4/438

(21) امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بچہ تام الخلقه بھی من وجہ جزو حیوان ہے یَتَّصِلُ بِالْاُمِّ وَیَتَغَذّٰی بِغِذَائِھَا وَیَتَنَفَّسُ بِتَنَفُّسِھَا (ماں سے متصل، ماں کی غذا سے غذا اور اس کی سانس سے سانس لیتا ہے (ت) حرام ہے خواہ اس کے پوست پر بال آئے ہوں یا نہیں مگر جبکہ زندہ نکلے اور ذبح کرلیں:

هدایه میں هے

مَنْ نَحَرَنَاقَۃً اَوْذَبَحَ بَقَرَۃً ،فَوَجَدَفِیْ بَطْنِھَا جَنِیْنًا مَیِّتًا لَمْ یُؤْکَلْ اَشْعَرَ اَوْلَمْ یُشْعِرْ

ترجمہ: جس نے اونٹنی یا گائے ذبح کی تو اس کے پیٹ میں بچہ مردہ ہو تو نہ کھایا جائے اس پر بال ہوں یا نہ ہوں (ت): الهدایه کتاب الذبائح مطبع یوسفی دارالتراث العربی بیروت 4/438

شامی میں علقه اور مضغه کی نجاست لکھ کر فرماتے ہیں وَکَذَاالْوَلَدُاِذَالَمْ یَسْتَھِلَّ (یوہی بچہ جب نہ چیخے (ت (22) یوہی نطفہ بھی حرام ہے، خواہ نر کی منی مادہ کے رحم میں پائی جائے یا خود اسی جانور کی منی ہو:

ردالمحتارمیں ھے

فِی الْبَحْرِ وَالتَّتَارْخَانِیَة اِنَّ مَنِیَّ کُلِّ حَیْوَانٍ نَجْسٌ **ترجمہ:** بحراور تتارخانیہ میں ہے کہ ہر حیوان کی منی نجس ہے: ردالمحتار کتاب الطهارة باب الانجاس داراحیاء التراث 1/208

اب سات کے سہ گونہ سے بھی عدد بڑھ گیا اور ہنوز اور زیادات ممکن، وہ سات اشیاء حدیث میں آئیں...... اور پانچ چیزیں کہ علماء نے بڑھائیں......... اور دس فقیر نے زیادہ کیں ان بائیس 22 مسائل اور باقی فروع اور تفاریع سب کی تفصیل تام و تحقیق فقیر کے رسالہ المنح الملیحة فیمانهی من اجزاء الذبیحة میں دیکھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَااَلْهَمُ .وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

فتاوی رضویہ جلد20 صفحہ 240 سیڈی صفحہ162

کتبہ: م،م،م

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی الله عنه کا اجمالی فتویٰ (م،م،م)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ مندرجہ ذیل اجزاء کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں

مسئلہ ۹۰ ....رگوں کا خون....... پتا....... پھکنا..... علامات مادہ ونر.... بیضے..... غدود..... حرام مغز......... جگر کا خون........ تلی کا خون... گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت سے نکلتا ہے..... دل کا خون...... پت، وہ زرد پانی جو پت میں ہوتا ہے........ ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے..... پاخانہ کا مقام..... اوجھڑی.... آنتیں...... نطفہ...... وہ نطفہ جو خون ہوگیا... وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہوگیا.. وہ کہ پورا جانور بن گیا اور مر گیا اور مردہ نکالا گیا. یا بے ذبح مر گیا:

نوٹ: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل کتب سے استدلال کیا ہے

فتاوی عالمگیری جلد5 صفحہ 290...... درمختار شرح تنویرالابصار جلد2 صفحہ 369 مطبوعہ مجتبائی بحرالحیط..... جامع الرموز جلد3 صفحہ 351 مکتبہ اسلامیہ ایران..... حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار جلد4 صفحہ 360 دارالمعرفۃ بیروت.

فتاوہ رضویہ جلد20 صفحہ 240 رضاء فاؤنڈیشن

اوجھڑی اور کپوروں کے بارے میں پاک وھند کے مفتیان اهل سنت والجماعت کے علماء فتاویٰ جات

تنبیہ: اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّاکُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیْوَانِ ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری) مذکورہ کتاب میں اوجھڑی اور کپوروں کی شرعی حیثیت کے متعلق ہندستان کے اجل علماء کرام کے فتاویٰ جات اس میں موجود ہیں اس کی تقریظ دارالعلوم نعیمیہ (لاہور) کے مفتی صاحب نے کی ہے فتاویٰ جات کے بیان کرنے سے پہلے ایک نظر توجہ سے مفتی صاحب کی تقریظ کا مطالع فرماءلیں:

☆ تقریظ رفیع ☆

عَیْنُ الْعُلَمَاءِ فَخْرُالْاَمَاثِلِ حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللطیف صاحب

مجددی جلالی شیخ الحدیث جامعہ (نعیمہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَعْدُالْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ :اَحْکَامُ شَرْعِیہ فرعیه متعلقه بالحلة و الحرمة مسائل پر مولانا کا رسالہ دیکھنے کا اتفاق ماشاء اللہ :مملو بالتحقیق مزین بالدلائل شدید الحاجہ عوام تو عوام خواص کے لیے بھی لائق مطالعہ، اس پُرفتن دور میں مسلمانوں کا حال عجیب جس قدر تاسف کیا جائے کم ہے مساجد ہدایت سے خالی، دار العلوم میں علوم نوحہ خواں خانقاہوں میں مسند نشین اکثر علوم شرعیہ سے ناواقف ،اشیاء حرام کی خرید وفروخت ہو رہی ہے کپورے بر سر عام کھائے جاتے ہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں اس پر خطر دور میں اس قسم کے رسائل کا آجانا غنیمت اور امر مستحسن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کو مزید دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور شرور فتن سے محفوظ فرمائے

امین والحمدلله علي ذالك احقرفقيرجلالي 4 جمادي اولي 1420ه

★ فتویٰ ★

غازی ملت حضرت علامه مولٰنامفتی محبوب علی خان قبله رضوی لکھنوی
رحمة الله تعالي عليه خطيب سابق سنی بڑی مسجدمدن پوره بمبئی

الجواب

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا ناجائز ہے وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فقط: ابو المظفر محب الرضا محمد علی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ سنی بڑی مسجد مدن پورہ یکم ذی الحجہ 1382ھ منقول از استقامت ہفتہ کان پور جلد 2، صفحہ نمبر 49 جمعہ 3 ربیع الآخر 1383ھ بمطابق 23 اگست 1963ء

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص2 ناشر مدینة العلوم جامعه نبویه (شرق پوری)

☆فتویٰ☆

حضرت علامه مولٰنامفتی سیدمحمدافضل حسین شاه صاحب
سابق مفتی مرکزی دارالافتاء منظراسلام بریلی شریف

الجواب

سات چیزیں تو حدیث شریف میں شمار کی گئی ہیں (1) مرارہ یعنی پتہ، (2) مثانہ یعنی پھکنا (3) حیا یعنی مادہ کی شرم گاہ (4) ذکر یعنی نر کی شرم گاہ (5) انثیین دونوں خصیے یعنی کپورے (6) غدہ یعنی غدود (7) دم یعنی خون جاری:

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمَۃِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَوَ ابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْھِقِیِّ عَنْ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّۃُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مُقَدَّمَھَا:

اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب غنیۃ الفقہاء و علامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ اور علامہ قاضی سید احمد مصری محشی درمختار وغیرہم علماء نے دو چیزیں اور زیادہ فرمائی (8) احرام مغز (9) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں، اور فاضلین اخرین وغیر ہما نے تین اور بڑھائیں (10) خون جگر (11) خون تلی (12) خون گوشت یعنی جاری خون نکلنے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے (13) دل کا خون (14) پتہ کا زرد پانی (15) بھیڑ وغیرہ کی ناک کی بلغم (16) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (17) دبر پخانہ کا مقام (18) کرش یعنی اوجھڑی (19) آنتیں (20) وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (21) جانور کا بچہ جس کے اعضاء مکمل ہو چکے ہوں اس کے جسم پر بال آئے ہو یا نہ، مگر جبکہ وہ بچہ زندہ نکلے اور ذبح کر لیں تو پھر حلال ہوگا۔

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص3 ناشر مدینة العلوم جامعه نبویه (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مولانامفتی محمدافضل الدین صاحب قبلہ
جامع مسجد درگ مفتی اعظم صوبہ ایم پی

الجواب

بِعَوْنِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ وَاِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زید کا قول اس بارے میں کہ اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز اور درست ہے بدتر از بول ہے زید کا اوجھڑی کھانے کا جواز پر حکم دینا ناشی از جہالت فاحشہ ہے، زید کی دلیل اس کے بارے میں ہے کہ میں نے بعض ذمہ دار علماء کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے اس دلیل علیل سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اوجھڑی کھانا جائز ہے، کسی کے کسی عمل اور فعل کو صرف دیکھ کر قطع نظر اس سے کہ یہ عمل و فعل نفس الامر میں کسی دلیل شرعی پر مبنی ہے یا نہیں، جواز کا حکم دینا یا جائز سمجھ لینا سخت جہالت فاحشہ اور جرأت بے سہارا ہے، نیز احکام شرعیہ مصطفویہ میں اپنی اٹکل کو دخل دینا ہے اور من گھڑت حکم شرعی بیان کرنا ہے، زید مذکورہ کا جاہلانہ قول کہ میں نے بعض ذمہ دار علماء کو ڈاڑھی منڈاتے دیکھا ہے وغیرہ وغیرہ تو کیا اس کے دیکھنے سے ڈاڑھی مڈانا، اور فوٹو لینا تصویر کھینچانا جائز ہوگا حاشا حاشا ہرگز نہیں، اس کے خلاف عمرو کا قول کہ اوجھڑی مکروہ ہے تو یہ بالکل درست ہے کہ عمرو نے کچھ بھی اپنی اٹکل و من گڑھت سے نہیں کیا بلکہ اس کا معتمد دلیل فقہی ہے کہ امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے لِاَنَّهٗ مِمَّا تَسْتَخْبِثُهُ الْاَنْفُسُ الخ یعنی انسان کپورے، اوجھڑی وغیرہ کو پلید جانتے ہیں اور بلاشبہ یہ علت فقہی ہے اور یہی مدار حکم شرعی ہے:

کتبہ: علامہ مفتی محمدافضل الدین

دارالافتاء 13 ذی الحجۃ الحرام بمطابق 15 نومبر 1978ء صوبہ ایم پی

اِتِّقَاءُ الْحَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص 4 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

فتویٰ

حضرت علامہ مفتی محمدشریف الحق صاحب قبلہ امجدی نائب مفتی اعظم ھندجامعہ اشرفیہ مبارک پورضلع اعظم گڑھ

الجواب

اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ کا ارتکاب ناجائز اور گناہ ہے درمختار ہے

کُلُّ مَکْرُوْہٍ اَیْ کَرَاهَةُ تَحْرِیْمٍ حَرَامٌ اَیْ کَالْحَرَامِ فِی الْعَقُوْبَةِ بِالنَّارِ:

ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کی مثل ہے. متداول کتب فقہ میں اوجھڑی اور آنتوں کا کوئی حکم نہیں ملتا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں بدلائل ثابت فرمایا کہ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے:

☆ 〈خلاصہ کلام〉 ☆

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں سات چیزوں کی ممانعت وارد ہے زنانہ مردانہ عضو تناسل، خصیے، غدود، مثانہ پتہ اور خون .... تیز عامہ کتب میں انہیں سات پر اکتفاء فرمایا، مگر بہت سی کتب میں ان پر اضافہ بھی مثلاً احرام مغز وغیرہ اسے مستفاد ہوا کہ کراہت انہیں میں منحصر نہیں ہے بلکہ کراہت کے پائے جانے کے بعد دوسری چیزیں بھی مکروہ ہونگی اور ظاہر ہے علت کراہت ان میں خبیث (جس سے گھن اور نفرت کی جائے) ہونا ہے لہذا جو چیز بھی (مثلاً اوجھڑی کپورے وغیرہ) ان کی طرح گندی گھناؤنی ہوں گی مکروہ تحریمی ہوں گی

کتبہ.................محمدشریف الحق رضوی

خادم دارالافتاء اشرفیہ مبارک پو.........ر 18 صفر 1399ھ

اِتِّقَاءُ الْحَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ 5 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت مولانامفتی سیدمحمدافضل حسین صاحب
قبلہ مع تصدیق حضرت مفتی اعظم ھندقبلہ دامت برکاتھم القدسیہ
مرکزی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف یوپی انڈیا،

〈الجواب〉

طَحَاوِیْ عَلَی الدُّر میں ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ مَاالدَّمُ حَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ (اَلْمَرَارَۃُ ،وَالْمَثَانَۃُ وَالْحَیَاءُ ،وَالذَّکَرُ،وَالْاُنْثَیَیْنِ ،وَالْغَدَۃُ لِاَنَّھَامِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ، کرش وامعاء(اوجھڑی اورآنتیں)اگرخبائث میں زائدنہیں توکسی طرح کم بھی نہیں،مثانہ اگرمعدن بول ہے شکنبہ ورودہ مخزن فرث ہیں اب چاہے دلالۃ النص سمجھے یااجراءعلت منصوصہ کرش وامعاءیعنی اوجھڑی اورآنتوں کاکھانا جائزنہیں ھذاخلاصۃ مافی الفتاوی الرضویہ:

واللہ تعالی اعلم

کتبہ:.....مفتی سیدمحمدافضل حسین شاہ غفرلہ..01 شوال / 1338ھ

اِتِّقَاءُ الْجَنَان عَمَّاکُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَان ص6 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت مولانامفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ مفتی مرکزی دارالافتاء منظراسلام بریلوی شریف،
مع تصدیق ......حضرت مفتی اعظم ھندقبلہ دامت برکاتھم القدسیہ

الجواب

〈دلیل〉 اللہ تعالی کاارشادہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ (القران)

〈ترجمہ〉 یہ نبی ﷺ گندی چیزیں حرام فرمائیں گے....اورخبائث سے مراد وہ ہیں کہ سلیم الطبع لوگ جن سے گھن کریں اورانہیں گندی جانیں:

〈دلیل〉 امام اعظم رضی اللہ عنہ کافرمان

امام اعظم ہمام اقدم سیدناابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَلدَّمُ حَرَامٌ بِالنَّصِّ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ لِاَنَّھَامِمَّاتَسْتَخْبِثُھَاالْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ :

اسے معلوم ہواکہ حیوان ماکول اللحم کے بدن میں جوچیزیں مکروہ ہیں ان کامدارخبث کی بناپرہے اورحدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے اوربے شک اوجھڑی اورآنتیں مثانہ سے اگرخباثت میں زائدنہیں ہے توکسی طرح کم بھی نہیں بلکہ حضورعلیہ السلام نے گردہ کوناپسند فرمایا،اس بناپرکہ گزرگاہ بول ہے توپھراوجھڑی اورآنتیں کیوں نہ مکروہ ہوں گی ،اس بناپراعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اوجھڑی اورآنتوں کے مکروہ ہونے کاحکم فرماتے ہیں اب چاہے دلالۃ النص سمجھے خواہ اجرائےعلت منصوصہ،اورمثانہ کی کراہۃ سے مرادکراہۃ تحریمہ ہے:

〈دلیل〉 تنویرالابصارمیں ہے کُرِہَ تَحْرِیْمًامِنَ سَبْعٍ الخ

درمختارمیں فرمایاقِیْلَ تَنْزِیْھًاوَالْاَوَّلُ اَوْجَہُ ،: ردالمحتارمیں ہےظَاھِرُاِطْلَاقِ الْمُتُوْنِ ھُوَالْکَرَاھَۃُ اورمزیدتفصیل کے لیے رسالہ المنح الملیحۃ فیمانھی عن اجزاء الذبیحۃ مطالع فرمائیں:

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

کتبہ: قاضی عبدالرحیم غفرلہ ھو

الجواب صحیح　　　　**واللّٰہ تعالٰی اعلم**

(تصدیق کنندہ)

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

دارالافتاء بریلوی شریف11ربیع الاول شریف 1386

اِتْقَاءُ الْجَنَان عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیْوَان ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مولانامفتی بدرالدین احمدصاحب قبلہ قادری رضوی
صدرالمدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیاسابق فیض الرسول برائون شریف :

الجواب　　اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مستولہ میں زید کا قول کہ بڑے بڑے علماء اوجھڑی کھاتے ہیں صحیح نہیں ہے زمانہ ماضی میں جب سرکار اعلیٰ حضرت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر جائز نہیں ہے، تو بعض علماء نے اپنی کسرِ شان سمجھتے ہوئے اس فتویٰ کو قبول کرنے سے انکار کیا، سرکار اعلیٰ حضرت نے ان کی تفہیم کی خاطر حدیث وفقہ سے حوالہ جات پیش کرکے خوب واضح کردیا کہ پنج گانہ نماز کی طرح اذان خطبہ بھی مسجد کے اندر ناجائز ہے، ان علماء کا ہاتھ دلیل فقہی سے خالی تھا ان کو چاہیئے تھا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کے فتویٰ قبول کر لیتے مگر وہ ضد اور ہٹ پر آمادہ ہوگئے اور یہی بولتے رہے کہ ہمارے پیران کرام اور اساتذہ جو جید عالم دین تھے ان کی موجوگی میں اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر سے قریب دو ہاتھ کہ فاصلہ پر

ہوتی رہی لہذا اذان خطبہ مسجد کے اندر جائز ہے، زید صاحب غور فرمائیں جو دلیل آذان علماء جواز خطبہ پیش کرتے رہے وہی دلیل اوجھڑی کی حلت پر آپ پیش کررہے ہیں پھر اگر آپ کی دلیل سے اوجھڑی کی حلت ثابت رہے تو اذانی علماء کی مذکورہ بلا دلیل سے مسجد کے اندر اذان خطبہ کا جواز ثابت ہوجائے گا، تو کیا زید کو اذان خطبہ کا مسجد کے اندر جائز ہونا تسلیم ہے پھر انصاف اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ بعض علماء نے اوجھڑی جو جانور کی گوبر کی تھیلی ہے اس کو استعمال کیا، تو زید کو اس کا تذکرہ ہرگز نہیں چاہیئے مگر چونکہ زید کا جوش اس کے ہوش پر غالب ہے اس لیے وہ اذانی مولویوں کی بولی بول رہا ہے مولیٰ عزوجل زید کو اذانی علماء کی ہٹ اور ضد سے بچائے:

کتبہ:　　**بدرالدین احمدقادری الرضوی**

خادم المدرسۃ الغوثیرنی بڑھیا (15ربیع النور/1399ھ)

اِتْقَاءُ الْجَنَان عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیْوَان ص9 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مولانامفتی قاضی محمدعبدالرحیم صاحب
قبلہ بستوی مفتی مرکزی دارالافتاء منظراسلام بریلوی شریف

الجواب

اوجھڑی اور آنتیں مکروہ تحریمی ہیں عمر کا قول صحیح ہے اور اس پر بارہا لکھا جاچکا ہے اور کسی ذمہ دار عالم دین کا فعل نصوص قطعیہ کے مقابل لائق ترجیح نہیں جبکہ علماء نے اہل سنت

بالخصوص فقیہ اعظم اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ عنہ کی صاف تصریح موجود ہے رسالہ مبارکہ المنح فیمانھی عن اجزاء الذبیحۃ اور حاشیہ درالمختار میں یہی تحقیق فرمائی ہے اور میرا سابقہ فتویٰ اسی رسالہ کی تلخیص ہے اور حضور سیدی مفتی اعظم ہند دامت برکاتھم القدسیہ کی تصدیق کے ساتھ بارہا بارہا فتویٰ شائع ہو چکا ہے

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلوی 18 ذی الحجہ 1398ھ

اِتْقَاءُ الْحَنَان عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبحِ الْحَیَوَان ص10 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

☆فتویٰ☆

حضرت علامہ مفتی محمد عنایت احمد

قبلہ نعیمی صدر المدرسین دارالعلوم ضیاء الاسلام اترولہ ضلع گونڈہ بھارت

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں عمرو کا قول حسن وصحیح ہے، زید بے قید کا قول باطل ومردود ہے، ماکول اللحم جانوروں میں سات چیزوں کے عدم جواز کی تصریح ہے : عالمگیری ج 5 مصری کتاب الذبائح ص 323 پر ہے

وَاَمَّا بَیَانُہٗ یُحَرَّمُ اَکْلُہٗ مِنْ اَجْزَاءِ الْحَیَوَانِ سَبْعَۃٌ اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحُ ،وَالذَّکَرُ،وَالْاُنْثَیَانِ وَالْغُدَّۃُ ،وَالْمَثَانَۃُ وَالْمَرَارَۃُ:

بدائع شامی جلد 5 مصری کتاب الذبائح ص 304 وَفِی الطَّحَاوِیُ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ

اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ الْمَرَارَۃَ وَالْمَثَانَۃَ ،وَالْحَیَاءَ وَالذَّکَرَ،وَالْاُنْثَیَیْنِ ،وَالْغُدَۃَ:

اوران سب میں عدم جواز کی علت خباثت ہے شامی ج5 مصری ص224 میں

قُلْتُ وَفِی الْخَانِیَۃِ اَدْخَلُ الْمَرَارَۃَ فِیْ اِصْبَعِہٖ لِتَّدَاوِیْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ کَرَاھَۃٌ وَّعَنْ اَبِیْ یُوْسَفَ عَدَمُھَا وَھُوَ عَلَی الْاِخْتِلَافِ فِیْ شُرْبِ الْبَوْلِ مَایُؤْکَلُ لَحْمُہٗ

(وضاحت) اس عبارت سے ظاہر وباہر کہ کراہت مرارہ کی علت بول ہے ....طحاوی زیر عبارت مذکور لانھا مما تستخبثہ الانفس فرمایا جس سے واضح کہ ان سب میں عدم جواز کی علت خباثت ہی ہے نہ کچھ اور...... وفی الشامی الجزء الخامس ص20

قَالَ فِیْ مِعْرَاجِ الدِّرَایَۃِ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ الْمُسْتَخْبَثَاتِ حَرَامٌ بِالنَّصِ وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ

لہٰذا جن اشیاء میں یہ علت خبیثہ پائی جائی گی وہ جائز نہ ہوگی

فتاوی رضویہ جلد8 ص327 مطبوعہ کراچی

(مسئلہ) اور خنثی جانور کی خرید فروخت جائز ہے قربانی جائز نہیں ہے

بہار شریعت جلد2 ص15/117

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اِتْقَاءُ الْحَنَان عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبحِ الْحَیَوَان ص12 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

نقلہ: سید شوکت حسین نقشبندی شاری عفی عنہ (مدرس مدرسہ حسینیہ نورالقرآن آڑے والا موضع خوجہ)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات سیداحمدقادری رحمۃ اللہ علیہ

بانی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

الجواب

بکرے وغیرہ حیوانات ماکول اللحم (جن کا گوشت کھانا حلال ہے) کے (1) کپورے (2) دم مسفوح (جاری خون) (3) نر (4) مادہ کی شرم گاہ (5) غدہ (6) مثانہ (پھکنا) (7) پتہ مکروہ تحریمی یعنی قریب الحرام ہیں اور خون کی حرمت قطعی ہے

بدائع الصنائع میں

علامہ ملک العلماء علاؤ الدین ابوبکر کاسانی حنفی (المتوفی 58ھ) فرماتے ہیں

اَلَّذِیْ یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ وَھٰذَالْاَشْیَاءُ السَّبْعَۃُ مِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الطِّبَاعُ السَّلِیْمَۃُ فَکَانَتْ مُحَرَّمَۃً........

اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے بکری وغیرہ میں ان چیزوں سے کراہت کی:

قَالَ کَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الشَّاۃِ اَلذَّکَرُ، وَالْاُنْثَیَیْنِ، وَالْقُبُلُ وَالْغُدَّۃُ، وَالْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ، وَالدَّمُ فَالْمُرَادُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمِیُّ الخ:

اور پنجاب میں وباء عام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑھائی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور تکہ بھی تلتے ہیں کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملا وہ بھی مکروہ اور حرام ہو گیا مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے

ماہنامہ رضوان نومبر 1954ء

اِتْقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص 11 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

مفتی عبدالعلیم صاحب جامعہ نعیمہ لاہور

الجواب

حلال جانور میں سات اشیاء حرام اور مکروہ تحریمی ہیں دم مسفوح، کپورے، شرم گاہیں، مثانہ، پتا، غدود، اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص 327 میں 22 اشیاء کو شمار کیا جن کا کھانا مکروہ ہے سترہ نمبر اوجھڑی کو شمار کیا:

کتبہ: محمدعبدالعلیم دارالافتاء جامعہ نعیمہ لاہور

★ فتویٰ ★

نائب مفتی (جامعہ نظامیہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(الجواب)

مسئولہ صورت میں اوجھڑی مکروہ ہے اور آنتیں بھی مکروہ......اور خرید و فروخت دیگر ضروریات

★ فتویٰ ★

احمدرضاخان ابن مفتی غلام محمدشرق وپوری بندیالوی نائب ناظم مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرق پور روڈ شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الاستفتاء:

علمائے شرع متین سے ایک مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے کہ اوجھڑی اور کپوروں کے کھانے عام رواج ہو چکا ہے، اوجھڑی کھانے والے حضرت یہ کہتے ہیں کہ ہم اوجھڑی کو اچھی طرح صاف کر کے اس کی بدبو ختم کر کے کھاتے ہیں نیز اوجھڑی کو اتنا صاف کیا جائے کہ اس کی بدبو ختم ہو جائے اس صورت میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں نیز حلال جانور میں کل کتنی اشیاء ہیں جن کا کھانا جائز ہے یہ ایک مسئلہ تحقیق وتشریح دلائل صحیحہ کی روشنی میں فرمائیں........ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

المستفتی

احمدرضاخان ابن مفتی غلام محمدشرق وپوری بندیالوی نائب ناظم مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرق پورروڈشیخوپورہ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْوَهَّابِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ

اما بعد: احکام اسلامیہ کا ہر حکم غیر محدود حکمتوں سے آراستہ اور مصالح انسانیہ کا مخزن ہے ہمارے عقول ضعیفہ اور اذہان ناقصہ اسلام کے اوامر ونواہی کے فوائد ظاہریہ وباطنیہ پر مطلع ہونے سے قاصر ہیں اور ہمارے افکار اور انظار کے راستوں میں خطائیں حائل ہونے کی وجہ سے حاصل کردہ نتائج غیر یقینیہ ہیں لہذا مسائل شرعیہ کی حلت اور حرمت کی حکمتوں کو معلوم کرنا امر دشوار ہے اگر چہ بعض احکام کی حلت اور حرمت کی حکمت تک عقل کی رسائی ممکن ہے، ہمارے اذہان کی تدابیر کی حکمتوں تک رسائی نہیں ہے کیونکہ بڑے بڑے حکماء اور عقلاء اپنی عقلوں کو میزان اور فیصل سمجھ کر ضلالت وکفر کی وادیوں میں ہلاک ہو گئے، انسان کی عقل کتنی ناقص اور ضعیف ہے کہ ایک ڈاکٹر یا حکیم کسی شئی کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کر دے کہ فلاں شئی سے بیماری عارض ہوتی ہے تو اس کی تحقیق کو حرف آخر سمجھ کر اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ اس شئی کا استعمال اپنے اوپر حرام سمجھ لیتا ہے مگر افسوس ہے انسان کی عقل ودانش پر ایسے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

طبیب روح وجسم جن کی زبان کا ہر لفظ اللہ رب العزت کی وحی ہو اور جوامت کے لیے رحیم وکریم ہیں، اگر کسی شئی کو اپنی امت پر حرام کر دیں جبکہ یقیناً اس میں بہتری ہوتی ہے مگر اس شئی سے پرہیز نہیں کیا جاتا، حلانکہ مخبر صادق علیہ السلام کے حکم کے بعد اس پر عمل نہ کرنا اور اپنی عقل کو دخل دینا ایمان کی توہین ہے اللہ تعالی ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے ان نقوش کو قرطاس کے حوالے کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ لوگ اوجھڑی اور کپورے بڑے شوق اور مزے سے کھاتے ہیں اور کوئی برائی محسوس نہیں کرتے ....لہذا ہم ان کی شرعی حیثیت ناظر کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے چھ ابحاث کا ذکر کیا جاتا ہے

البحث الاول.........حدیث نبوی ﷺ میں سات چیزوں کا حکم

البحث الثانی..........سات چیزوں کے مکروہ ہونے کا سبب اور حکمت

البحث الثالث......حلال جانور کی پندرہ چیزوں کے بیان میں آراء فقہاء

البحث الرابع..................مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق

البحث الخامس...........اوجھڑی اور کپوروں کی خرید وفروخت کا شرعی حکم

البحث السادس..........................سوالات وجوابات

المبحث الاول

حدیث نبوی ﷺ میں حلال جانور کی سات چیزوں کا حکم:

سات چیزیں تو منصوص ہیں، لہذا بلا ریب وشک ناجائز ہیں

حدیث شریف کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْہَقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّۃُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مُقَدَّمَھَا طَبَرَانِیُّ بَیْہَقِیُّ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے گوشت سے سات چیزوں کو مکروہ فرماتے تھے (1) پتہ (2) مثانہ (3) مادہ کی شرم گاہ (4) خصیے (کپورے) (5) غدود (6) خون جاری اور حدیث کے آخری جملہ کا مفہوم یہ ہے حضور ﷺ کو بکری کا اگلا حصہ زیادہ محبوب تھا

المبحث الثانی

سات چیزوں کے ناجائز ہونے کی حکمت

حکم شرعی کی حرمت میں ضرور حکمت ہوا کرتی ہے لہذا سات چیزوں کے ناجائز ہونے کی حکمت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے

حاشیہ طحطاوی میں مذکورہے

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ لِاَنَّھَامِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ

ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خون کے حرام ہونے کی وجہ تو واضح ہے کیونکہ یہ نص قطعی (قران) سے ثابت ہے اور باقی چھ (پتہ، مثانہ، شرم گاہ) نرومادہ، کپورے غدود) اس لیے مکروہ جانتا ہوں کہ لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور ان کو پلید سمجھتے ہیں جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وَیُحَرِّمُ عَلَھِمُ الْخَبَائِثَ

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر پلید چیزیں حرام فرمائیں گے۔

☆چھ چیزیں مکروہ تحریمی☆

چھ چیزوں کی کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے جیسا کہ اکثر کتب میں اس کی تصدیق وتشریح کی گئی ہے ہم بخوف طوالت صرف ایک کتاب کے ذکر پر اکتفاء کریں گے جیسا کہ

مغنی المستفی عن سوال المفتی میں مذکور ہے

اَلْمَکْرُوْہُ تَحْرِیْمًامِنَ الشَّاۃِ سَبْعًاالخ **(ترجمہ:)** یعنی بکری میں سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں

☆ خلاصہ کلام ☆

خلاصہ بحث: ان چیزوں کی حرمت کی حکمت واضح ہوگئی کہ یہ پلید سمجھی جاتی ہیں لوگ ان سے گھن اور نفرت کرتے ہیں

☆ سات میں وجہ عدم حصر ☆

حدیث شریف میں جو سات اشیاء کا ذکر ہے حرمت کا ان میں حصر نہیں ہے کیونکہ ہمیں جب علت معلوم ہوگئی تو پھر دوسری اشیاء بھی ان پر قیاس کی جا سکتی ہیں جبکہ یہی علت ان اشیاء میں بھی پائی جاتی ہے جیسے صاحب اصول شاشی نے قیاس

قیاس شرعی کی تعریف

اَلْقِیَاسُ الشَّرْعِیُّ ھُوَتَرَتُّبُ الْحُکْمِ فِیْ غَیْرِالْمَنْصُوْصِ عَلَیْہِ مَعْنًی ھُوَعِلَّۃٌ لِذٰلِکَ الْحُکْمِ فِی الْمَنْصُوْصِ عَلَیْہِ

ترجمہ: قیاس شرعی کی منصوص علیہ کی غیر پر حکم لگایا جاتا ہے ایسی علت کی وجہ سے جو منصوص علیہ میں پائی جاتی ہے: منصوص علیہ سات چیزیں ہوں گی اور ان میں علت یہ ہے کہ لوگ ان سے گھن اور نفرت کرتے ہیں اور دیگر چیزوں (پندرہ) میں بھی جب یہ علت جائے گی وہ بھی مکروہ سمجھی جائیں گی یا یہ کہ پندرہ اشیاء دلالت النص سے مکروہ سمجھی جائیں گی

☆ البحث الثالث ☆

حلال جانوروں کی پندرہ چیزوں میں آرائے فقہاء

خلاصہ بحث : حلال جانور میں سات چیزیں تو حدیث میں شریف میں آچکی ہیں ان سات چیزوں پر فقہاء نے اضافہ فرمایا اور وہ مندرجہ ذیل ہیں (1) حرام مغز (2) گردن کے دو پٹھے جو کندھوں تک آتے ہیں (3) جگر کا خون (4) تلی کا خون (5) خون گوشت جو ذبح کے بعد نکلتا ہے (6) دل کا خون (7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہوگیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا، اور مردہ نکال لیا یا بغیر ذبح کے نکلا، یا بغیر ذبح کے مرگیا:

☆ توضیح بحث ☆

قابل وضاحت امر یہ ہے کہ ان پندرہ میں سے کن کن چیزوں کو کون کونسے فقہاء نے اضافہ فرمایا ہے ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں

☆ قاضی بدیع خوازمی، شمس الدین قہستانی اور علامہ سید احمد مصری وغیرہم نے دو چیزوں کا اضافہ فرمایا ہے (1) حرام مغز (2) گردن کے دو پٹھے جو گردن میں موجود ہوتے ہیں اور کتاب الذبائح میں کی گئی کہ وَالْعَصَبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ یعنی دو پٹھے جو گردن میں ہوتے ہیں اور کتاب الذبائح طحاوی میں ہے زِیْدَ نُخَاعُ الصُّلْبِ یعنی حرام مغز کا بھی اضافہ کیا گیا ہے:

☆ اور شمس الدین قہستانی اور سید احمد مصری وغیرھما نے تین اور چیزوں کا بھی اضافہ کیا (1) خون جگر (2) خون تلی (3) خون گوشت جو بعد ذبح کے نکلتا ہے جیسا کہ ذبائح طحاوی میں ان

چیزوں کی وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے کَذَا الدَّمُ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْکَبِدِ وَ الطِّحَالِ ﴿ترجمہ﴾ وہ خون جو گوشت سے ذبح کرنے کے بعد نکلتا ہے، جگر اور تلی کا خون:

☆امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا استدلال☆

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی علت سے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے دس چیزوں کا اضافہ کرتے ہوئے استدلال فرمایا ہے ﴿1﴾ خون دل بھی پلید ہے جیسا کہ حلیہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ دَمُ قَلْبِ الشَّاۃِ نَجِسٌ یعنی بکری دل کا خون نجس ہے ﴿2﴾ پتہ میں زرد پانی جسے سفرا کہا جاتا ہے جیسا درمختار میں تصریح کی گئی ہے مَرَارَۃُ کُلِّ حَیَوَانٍ کَبَوْلِہٖ ﴿ترجمہ﴾ یعنی جانور کا پتہ جانور کے پیشاب کی طرح پلید ہے ﴿3﴾ ناک کی رطوبت جو جانور کی ناک سے نکلتی رہتی ہے جیسا کہ العقود الدریہ تنقح الفتاویٰ الحامدیہ میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے:

﴿4﴾ جانور کا وہ خون جو رحم میں نطفہ کے قرار پانے سے بنتا ہے اور جم کر لوتھڑا کی شکل بن جاتا ہے جیسا کہ ردالمختار میں اس کو اس عبارت سے نقل کیا گیا ہے اَلْعَلَقَۃُ وَالْمُضْغَۃُ نَجَسَانِ کَالْمَنِیِّ ﴿ترجمہ﴾ اور وہ لوتھڑا اور گوشت کا ٹکڑا جو جانور کے رحم میں خون سے بنتے ہیں جانور کی منی کی طرح پلید ہے (5) دبر یعنی پخانہ کا مقام جیسا کہ رحمانیہ میں ہے فِی الْیَنَابِیْعِ کَرِہَ النَّبِیُّ ﷺ (الی) اَلْقُبُلُ وَالدُّبُرُ ﴿ترجمہ﴾ رحمانیہ میں دبر کا بھی ذکر ہے یعنی پاخانہ کا مقام بھی مکروہ ہے (6) اوجھڑی اور (7) آنتیں بھی مکروہ تحریمی کے حکم میں شامل ہیں ان کی کراہت کی حکمت یہ ہے کہ حدیث پاک میں جب شرم گاہ نر اور مادہ اس لیے مکروہ ہیں کہ پیشاب اور منی کی گزرنے کا راستہ ہے تو دبر بھی گوبر کے گزرنے کا راستہ ہے لہٰذا واضح طور پر یہ بھی مکروہ ماننا پڑے گی، اسی طرح جب مثانہ مکروہ اس لیے ہے کہ وہ مرکز بول ہے، تو پھر اوجھڑی مرکزیت اور مخزنیت گوبر اور لید ہونے میں مثانہ سے کم درجہ تو نہیں رکھتیں، لہٰذا اوجھڑی اور آنتوں کی کراہت بلاشک و ریب ثابت ہوگئی ﴿8﴾ وہ گوشت کا ٹکڑا جو نطفہ کی وجہ سے بنتا ہے وہ بھی مکروہ ہے جیسا ردالمختار میں ابھی

ابھی گزر چکا ہے (9) جانور کا بچہ بھی مکروہ تحریمی کے حکم میں ہے جیسے ہدایہ اور فتاوی شامی میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ علامہ شامی کہ علامہ شامی عَلْقَۃُ اور مُضْغَۃُ کی نجاست لکھ کر فرماتے ہیں وَکَذَا الْوَلَدُ اِذَا لَمْ یَسْتَحِلّ **(ترجمہ)** جانور کا وہ بچہ بھی پلید ہوگا جو مردہ نکلے (۱۰) نطفہ بھی یعنی نر اور مادہ دونوں کی منی مطلقا ناپاک ہے جیسے ردالمختار میں ہے اِنَّ مَنِیَّ کُلِّ حَیَوَانٍ نَجْسٌ یعنی ہر جانور کی منی پلید ہے:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی نَعْمَائِہِ الشَّامِلَۃِ وَعَلٰی تَکْمِیْلِ الْبَحْثِ

☆البحث الرابع☆

حرام اور مکروہ تحریمی میں فرق

حدیث شریف میں خون کی حرمت تو نص سے ثابت ہے، اور باقی اشیاء مکروہ شمار کی گئی ہیں لہذا پہلے ناظرین کی خدمت میں حرام اور مکروہ تحریمی واضح کرنا اشد ضروری ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان مکروہ اشیاء کا استعمال کا حکم یکساں ہے یا ان میں فرق ہے:

☆ تعریف حرام ☆

مَاثَبَتَ بِدَلِیْلٍ قَطْعِیٍّ لَاشُبْھَۃَ فِیْہِ **(ترجمہ)** جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو

☆حرام کا حکم☆

حرام کا ایک بار بھی قصد کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور اس سے بچنا فرض ہے جیسے خون جاری کہ نص قطعی سے اس کی حرمت ثابت ہو چکی ہے:

☆ تعریف مکروہ☆

مَاھُوَرَاجِحُ التَّرْکِ فَاِنْ کَانَ اِلٰی حَرَامٍ اَقْرَبَ تَکُوْنُ کَرَاھَتُہٗ تَحْرِیْمَۃً فَاِنْ کَانَ اِلَی الْحِلِّ اَقْرَبَ تَکُوْنُ تَنْزِیْھَۃً وَلَایُعَاقَبُ عَلٰی فِعْلِہٖ (جامع العلوم)

ترجمہ: مکروہ اسے کہتے ہیں کہ جس کا چھوڑنا بہتر ہو پھر آگے دو صورتیں ہیں کہ دیکھیں گے اگر وہ حرام کے قریب ہے تو مکروہ تحریمی ہوگا، اور اگر وہ حلال کے قریب ہے تو مکروہ تنزیہی ہوگا، اور اس کے کرنے پر عذاب نہیں دیا جائے گا:

☆ مکروہ تحریمی کا حکم ☆

اس کا کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے:

☆حرام اور مکروہ تحریمی میں فرق ☆

حرام اور مکروہ تحریمی سزا میں دونوں برابر ہیں، حرام اور مکروہ تحریمی کا مرتکب ہر ایک سزا میں یکساں ہیں درمختار میں اس مسئلہ کا بیّن ثبوت پایا جاتا ہے جیسا کہ کُلُّ مَکْرُوْہٍ اَیْ کَرَاھَۃُ تَحْرِیْمٍ حَرَامٌ کَالْحَرَامِ فِی الْعُقُوْبَۃِ بِالنَّارِ:

(ترجمہ) ہر مکروہ تحریمی سزا میں حرام کے برابر ہے، لہذا اوجھڑی کپورے اور خون کا کھانا اور استعمال حکم سزا میں برابر ہیں:

☆اوجھڑی اور کپورے کھانے سے دعاء قبول نہیں ہوتی☆

حلال اور طیب کھانا دعاء کی قبولیت کا سبب ہوا کرتا ہے جیسا

(حدیث) کہ ایک دفعہ حضرت سعد بن وقاص بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں، ارشاد ہوا کہ اے سعد پاک روزی کھاؤ تو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بندہ ایک لقمہ حرام کھاتا ہے تو چالیس روز تک دعاء قبولیت سے محروم رہتی ہے: (کنز الایمان)

ثابت ہوا کہ جو آدمی اوجھڑی یا کپورے وغیرہ کھائے گا قبولیت دعاء سے محروم رہے گا اس لیے کہ یہ پاکیزہ چیزیں نہیں بلکہ خبیث اور ناپاک چیزیں ہیں جب کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ یعنی

محبوب ﷺ ناپاک چیزوں کوحرام فرمائیں گے:

﴿خلاصہ بحث﴾

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ناپاک چیزوں کوحرام فرمادیا، مگر ہم حرام بھی کھاتے ہیں اور دعاء کے مستجاب الدعوات ہونے کی رب سے امید بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ تعالی ہمیں بچنے کی توفیق عطاء فرمائے:

☆ البحث الخامس ☆

اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کی خریدوفروخت کاشرعی حکم

خلاصہ بحث: اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کی خرید وفروخت جائز ہوگی البتہ ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہوگا ان کی دلیل وہی ہے جو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات چیزوں کے مکروہ ہونے کی علت اور سبب یہ فرمایا ہے کہ ان سے لوگ گھن اور نفرت کرتے ہیں اور انہیں گندگی اور پلید سمجھتے ہیں اور اوجھڑی اور کپوروں میں بھی یہی علت ہے اور سبب پایا جاتا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ ناپاک چیزوں کوان پرحرام فرائیں گے:

الغرض ان میں سے خون تو حرام ہے اور اشیاء مکروہ تحریمی ہوں گی یعنی ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہوگا البتہ ان اشیاء کی خرید وفروخت دیگر فوائد کے لیے جائز ہوگی مثلا انتڑیاں استعمال میں آتی ہے بعض اشیاء ایسی ہیں کہ وہ پلید ہے ان کا کھانا حرام یا مکروہ تحریمی ہے مگر ان اشیاء کی خرید وفروخت جائز ہے.........

ترجمہ: یعنی کتے کا کھانا حرام ہے مگر خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ کتے سے شکار اور گھر کی حفاظت مقصود ہوتی ہے اس مذکور عبارت سے معلوم ہُوا کہ بعض اشیاء ایسی ہیں جو خود تو پلید ہے اور ان کھانا حرام ہے مگر ان کی خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ لوگ کھانے کے ماسواء ان چیزوں سے فوائد حاصل کرتے ہیں جیسے گوبر اور مینگنی کی خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ لوگ ان سے نفع اٹھاتے

چلے آتے ہیں اور کسی زمانہ میں انکار نہیں ہوا مگر یہ چیزیں خود پلید ہیں

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

☆ البحث السادس ☆

سوالات وجوابات

☆ خلاصہ بحث ☆

☆ السوال الاول ☆

بحث اول میں حدیث شریف میں ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری کے گوشت سے سات اشیاء مکروہ ہیں، حدیث شریف میں بکری کے گوشت کو خاص کیا گیا ہے جس کا ظاہراً مفہوم تو یہ ہے کہ یہ سات چیزیں بکری کی ہی مکروہ ہیں۔ دیگر حلال جانوروں کی یہ چیزیں مکروہ نہیں ہیں:

☆ الجواب الاول ☆

بکری کے ذکر سے یہ مراد نہیں ہے کہ سات چیزیں بکری میں ہی مکروہ ہیں دوسرے جانورں میں نہیں، بلکہ بکری کا ذکر قضیہ اتفاقی ہے:

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے بکری کا ذکر کسی قسم کی تخصیص کے لیے نہیں کیا بلکہ بکری کا ذکر اتفاقی ہے ہر جانور جو حلال ہے یہی سات چیزیں اس کی بھی مکروہ ہیں:

☆ السوال الثانی ☆

حدیث شریف میں صرف سات چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے باقی پندرہ اشیاء کو دیگر علماء نے مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ ہم نے تیسری بحث میں ان علماء کے نام اور ان اشیاء کے نام بھی ذکر کر دیے ہیں ....نیز کتاب وسنت سے علت معلوم کر کے مسائل کا استنباط کرنا مجتہد فی الشرع کا کام ہوا

کرتا ہے جب کہ پندرہ چیزوں کو مکروہ جاننے والے علماء مجتہد فی الشریعت نہیں ہیں لہذا یہ چیزیں مکروہ کیسے ہوسکتی ہیں تو پھر اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کا کھانا جائز ہونا چاہیے نہ کہ مکروہ

الجواب الثانی

اسے پہلے بطور تمہید تین چیزیں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں ان کو ذہن میں محفوظ کرنے بعد جواب سمجھنا آسان ہوجائے گا:

اجتہاد......استقراء.....تمثیل

اِجْتِہَادٌ:فِی اللُّغَةِ تَحَمُّلُ الْجُھْدِ اَیِ الْمُشَقَّةِ ...وَفِی الْاِصْطِلَاحِ اِسْتِفْرَاغُ الْفِقِیْہِ الْوُسْعُ لِتَحْصِیْلِ ظَنٍّ لِحُکْمِ الشَّرْعِیِّ (جامع العلوم)

〈ترجمہ〉 اجتہاد کا لغوی معنی ہے کہ مشقت برداشت کرنا، اور اصطلاح فقہ میں اجتہاد ایسے مفہوم کو کہتے ہیں کہ فقیہ کا حکم شرعی میں ظن حاصل کرنے کے لیے اتنی قوت اور طاقت صرف کرنا، اس کے بعد اور طاقت پہلے سے خرچ کرنے عاجز آجائے یعنی اپنی پوری طاقت خرچ کردینا کہ اس کے بعد اس کے پاس مزید طاقت باقی نہ رہے:

وعبارۃ اخری: بَذْلُ الْجُھُوْدِ لِنَیْلِ الْمَقْصُوْدِ **〈ترجمہ〉** بالفاظ دیگر، ایسے مفہوم کا نام ہے کہ مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت کو خرچ کرنا:

☆استقراء☆

فِی اللُّغَةِ التَّحَفُّصُ وَالتَّتَبُّعُ وَفِیْ اِصْطِلَاحِ الْمَنْطِقِیِّیْنَ ھُوَالْحُجَّةُ الَّتِیْ یُسْتَدَلُّ مِنْ اِسْتِقْرَاءِ حُکْمِ الْجُزْئِیَّاتِ عَلٰی حُکْمِ کُلِیِّھَا

〈ترجمہ〉 استقراء کا لغوی معنی تلاش کرنا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ایسی حجت کا نام ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے، اکثر جزئیات کے حکم سے ان جزئیات کی کلی پر یعنی ان جزئیات کے تمام افراد پر

☆تمثیل☆

یَقَعُ فِیْهِ بَیَانُ مُشَارَکَةِ جُزْئِیٍّ آخَرَفِیْ عِلَّةِ الْحُکْمِ لِیَثْبُتُ ذَالِكَ الْحُکْمُ فِی الْجُزْئِی الْاَوَّلِ

〈ترجمہ〉 ایسی حجت کا نام ہے جس میں یہ بیان ہوا کرتا ہے کہ ایک جزئی دوسری جزئی کے لیے حکم کی علت میں شریک ہوتی ہے تانکہ یہ حکم پہلی جزئی میں بھی ثابت ہوجائے:

مثلاً نبیذ (چھوارے وغیرہ کا بگویا ہوا پانی) حرام ہے جبکہ سکر پیدا ہوجائے اس نبیذ کو قیاس کیا جاتا ہے شراب کی حرمت پر اور شراب کی علت سکر (نشہ) ہے اور یہ علت (سکر) نبیذ میں پائی جاتی ہے لہذا جس چیز میں نشہ ہوگا وہ حرام ہوجائے گی، اور جہاں یہ علت اس (سکر) پائی جائے گی وہ چیز حرام ہوگی، مگر شراب کی حرمت قطعی اور یقینی ہے بقیہ اشیاء جن میں سکر پایا جائے گا ان کی حرمت ظنی ہوگی، ان تینوں کی (اجتہاد..استقراء...اور تمثیل) کی تعریف کو ذہن نشین کرنے کے بعد ناظرین کی خدمت میں سوال کا جواب پیش کیا جاتا ہے کہ احکام شرعیہ کی علتوں کو معلوم کرنا یہ مُجْتَھِدُفِی الشَّرْعِ کا خاصہ ہے اور جب مجتہد کسی حکم کی علت بیان کردے اور اس علت کو کسی اور چیز میں نافذ کردے کہ حکم منصوص کو اس پر بھی نافذ کردینا مجتہد کا خاصہ نہیں ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی نے اس بات کی تصریح کی ہے،

اوجھڑی وغیرہ اس وجہ سے مکروہ ہے کہ امام اعظم جو مجتہد فی الشرع ہیں، انھوں نے چھ چیزیں کو مکروہ سمجھا، ساتھ ہی ان اشیاء کی کراہت کی علت اور سبب بھی بتادیا جیسا کہ اس عبارت سے واضح معلوم ہورہا ہے وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّھَا مِمَّاتَسْتَخْبِثُهُ الْاَنْفُسُ یعنی میں چھ چیزوں کو مکروہ سمجھتا ہوں اس لیے کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انہیں گندی سمجھتے ہیں.....

الغرض امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کی کراہت کی علت گندا اور پلید ہونا بتایا ہے اب اس علت کا دوسری چیزوں میں اجرا کرنا اور پھر حکم نافذ کرنا یہ مجتہد کا خاصہ نہیں ہے لہذا یہ لوگ اگرچہ مجتہد نہیں ہیں لیکن پھر بھی علت کو دوسری اشیاء میں نافذ کرسکتے ہیں لہذا اوجھڑی وغیرہ

کو دوسری اشیاء میں نافذ کر سکتا ہے کیونکہ استقراء اور تمثیل کا باب تو مفتوح ہے جیسا کہ ان کی تعریفات پیچھے گزر چکی ہے لہذا اوجھڑی کو غیر مجتہد بھی مکروہ قرار دے سکتا ہے:

☆ السوال الثالث ☆

اکثر لوگوں کی زبانوں پر یہ کلمات جاری ہیں کہ اوجھڑی اور کپورے سیکڑوں سالوں سے کھائے جا رہے ہیں نیز بڑے بڑے مولوی بھی کھاتے ہیں مگر آج کے نئے نئے مفتی کہ جنہوں نے اوجھڑی اور کپوروں کے بارے میں بھی مکروہ کا فتویٰ دیا اور ان لوگوں اور مولویوں کا یہ فعل قابل حجت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

☆ الجواب الثالث ☆

حدیث شریف میں جب سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا گیا اور امام اعظم نے ان سات اشیاء کی کراہت پر علت کا بیان فرمایا اور فقہاء نے ان علت کا دوسری اشیاء میں اجراء کر کے حکم کراہت جاری کر دیا ہمارے لیے حدیث شریف قابل حجت ہے لوگوں کا کپورے اور اوجھڑی کھانے سے جائز نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک چیز حرام ہے یا مکروہ ہے وہ قیامت تک مکروہ یا حرام رہے گی اگرچہ لوگوں میں اس کا استعمال عام ہو جائے مثلاً سود، زنا حرام ہیں قیامت تک حرام ہی رہیں گے اگرچہ اکثر لوگ بالفرض انکا ارتکاب کرنا شروع کر دیں تو یہ مکروہ ہی رہیں گے لوگوں کے تعامل سے ہر حکم حرام یا بدل نہیں سکتا نیز اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کا فتویٰ کوئی نیا نہیں بلکہ فتویٰ تو پرانا ہے مگر جن لوگوں کو کسی چیز کی کراہت کا اب علم ہو تو ان کے ذہن کو نیا لگے گا حقیقت میں یہ مسئلہ پرانا ہے

واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ

ابعد الضعیف ....غلام محمد بن محمد انور شرق پوری بندیالوی

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِهَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ صفحہ 13 تا 30 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

کتبہ

م،م،م

★ فتویٰ ★

۞ دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۞

علامہ مفتی منیب الرحمن طَالَ اللّٰہُ عُمَرَہٗ 〈مدیر اعلیٰ دارالعلوم نعیمہ کراچی .... چیرمین ہلال کمیٹی پاکستان〉

سوال

ایسا حلال جانور جسے شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اس کے بعض اجزاء ایسے بھی ہیں جنہیں کھانا شرعاً منع ہے بعض لوگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں: **〈سید ذاکر شاہ، بٹگرام〉**

جواب

شریعت کے مطابق ذبح کیے ہوئے حلال جانور کے مندرجہ ذیل اجزاء کھانا منع ہے دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) ذکر، گائے بکری یعنی مادہ جانور پیشاب کی جگہ، خصیتین (کپورے) دبر (پخانے کی جگہ) مثانہ، حرام مغز، اوجھڑی اور آنتیں ان میں دم مسفوح حرام قطعی ہے اور باقی مکروہ ہیں :تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 237 ضیاء القران پبلی کیشنز. لاہور. کراچی. پاکستان

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی اعظم فیض احمداویسی طال اللہ عمرہ

(جامعہ اویسہ بہاول پور)

فقہ کا مسلّم قاعدہ ہے کہ علت حرمت وکراہت شئے کی جس جنس میں پائی جائے گی، وہ اصل شئے کی طرح حکم لیتی جائے گی۔ مثلاً عضوتناسل ومثانہ وغیرہ کے ناجائز ہونے کی علت ان کا خبیث ہونا ہے یعنی گندا اور گھناؤنا پن۔ تو ہر وہ چیز جس میں خبیث اور گھناؤنا ہونے کی علت پائی جائے گی وہ ضرور ناجائز ہوگی۔ عضوتناسل اس لئے ناجائز ہے کہ وہ پیشاب کا مخزن ہے تو اوجھڑی اور آنتیں عضوتناسل سے خباثت میں بڑھکر ہیں کہ وہ صرف گذرگاہ نجاست ہے اور یہ گذرگاہ ہی نہیں بلکہ نجاست کے مخزن ہیں۔ اور اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں کہ مثانہ اگر پیشاب کی تھیلی ہے تو اوجھڑی اور آنتیں، لید و گوبر کا خزانہ ہیں۔ تو اس علت خباثت کے سبب اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ اوجھڑی اور آنتیں کا کھانا مکروہ تحریمی (قریب بحرام) گناہ ہے

(اوجھڑی کی کراہیت، ص،33،34)

پنجاب میں یہ وباعام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑاہی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور تکیہ بھی تلتے ہیں، کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملاوہ بھی مکروہ وحرام ہوگیا۔ مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے۔

(اوجھڑی کی کراہیت، ص،21،22)

★ فتویٰ ★

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خانؒ

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟ ارشاد: مکروہ ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص، ۳۵۸)

عرض: حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ؟ ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا، اگر نجاست کو اس کے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہوجاتی:

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص358

کتبہ

م،م،م

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی اعظم غلام رسول سعیدی صاحب طال اللہ عمرہ

(جامعہ نعیمیہ کراچی)

اس حدیث میں چونکہ اوجھڑی کا ذکر آ گیا ہے اس لیے اوجھڑی کھانے کا شرعی حکم بیان کرنا چاہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ذبح شدہ سات اجزاء کا کھانا حرام قرار دیا ہے، اوران کے سواء کو حلال

قرار دیا ہے اور اجھڑی چونکہ ان سات اعضاء میں شامل نہیں اس لیے بظاہر اس کا کھانا حلال ہے اسی طرح فقہاء نے بھی ذبح شدہ جانور کے سات اجزاء کو حرام قرار دیا ہے اور ان میں اوجھڑی شامل نہیں، اسے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی حلال ہے،،،

لیکن نظر دقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے اوجھڑی مثانہ کی طرح مکروہ تحریمی ہے:

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْهِقِیُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَکْرَهُ مِنَ الشَّاةِسَبْعاًاَلْمَرَارَةُ وَالْمَثَانَةُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغَدَةُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاةِ اِلَیْهِ مَقَدَّمَهَا : طَبْرَانِیْ بَیْهِقِیْ

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیتے تھے (۱) خون (۲) فرج (۳) خصیتین (۴) غدود (۵) ذکر (۶) مثانہ (۷) پتہ اور بکری کے اگلے حصے کے گوشت کو پسند فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے (سنن کبری ۱۰/۷)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے (مراسیل ابودؤد ۱۹)

علامہ ابن ابی شامی لکھتے ہیں مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے سات اجزا کو مکروہ قرار دیا ہے ذکر، خصیتین، فرج، غدوۃ، پتہ، مثانہ، اور خون،

امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ خون کی حرمت قران مجید نص قطعی سے ثابت ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ الایۃ اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ ان کو انسان مکروہ سمجھتا ہے اور قران عظیم میں ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور یہ چھ چیزیں خبیث ہیں ان سے گھن آتی ہے.....

حضرت مجاہد کی روایت میں جو کراہت کا لفظ ہے اسے مراد مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ان چھ

چیزوں اور خون کو کراہت میں جمع کیا ہے (ردالمختار 5...556)

ملک العلماء علامہ کسانی حنفی نے بھی ذبح شدہ جانور کے ان سات اجزاء کو مکروہ تحریمی لکھا ہے (بدائع الصنائع 5/61)

اور چونکہ اوجھڑی ان سات چیزوں میں شامل نہیں ہے اس لیے اس کا کھانا بظاہر مکروہ تحریمی نہیں ہے....

البتہ قیاس کا تقاضہ یہی ہے کہ مثانہ میں پیشاب ہوتا ہے اور اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے

اسی طرح اوجھڑی میں گوبر ہوتا ہے اس لیے اس کا کھانا بھی مکروہ تحریمی ہونا چاہیے.

نیز ان چھ چیزوں کی کراہت کی دلیل یہ ہے کہ یہ اشیاء خبیث ہیں انسان ان سے گھن کرتا ہے اور متنفر ہوتا ہے اور قران مجید میں ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور اوجھڑی سے انسان گھن کرتا ہے اس لیے یہ بھی خبیث اور مکروہ تحریمی ہے:

میں نے مذاہب اربع کی کتب میں بالخصوص اوجھڑی کا جزیہ تلاش کیا لیکن مجھ کو یہ جزیہ نہیں مل سکا اس لیے میں نے یہ بیان کیا ہے کہ بظاہر حدیث اور عبارات فقہاء کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بلا کراہت حلال ہے اور قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے لہذا تعارض ادلہ کی وجہ سے (اگر اس کو کوئی مکروہ تحریمی تسلیم نہ کرے تو) اوجھڑی کو مکروہ تنزیہی (تو ضرور) قرار دینا چاہیے

شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 565 فرید بک سٹال

☆خلاصہ کلام☆

کلام کا ماحاصل یہ ہوا کہ مفتی علامہ غلام رسول سعیدی طال اللہ عمرہ کے فتوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوجھڑی کے بارے میں دو قول ہیں ایک مکروہ تحریمی دوسرا قول مکروہ تنزیہی مکروہ تحریمی ہونے پر آپ نے مع الدلائل قیاسی شرعی سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے ...اور مکروہ تنزیہی ہونے پر کوئی دلیل پیش نہی کی فلہذا مکروہ تحریمی حرمت کا تقاضا کرتا ہے اور مکروہ تنزیہی عدم اولویت کی بنا پر حلت اور بنا بر تقوی حرمت کا تقاضا کرتا ہے اور حدیث پاک اور دوسرے محققین

آئمہ مجتہدین (تفصیل دوسرے باب میں گزر چکی ہے) کرام اور علامہ فیض احمد اویسی صاحب نور اللہ مرقدہ نے مسلم اور مشہور قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر حلت اور حرمت کے درمیان تعارض واقع ہو جائے تو حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہو گی

فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ مکروہ تحریمی کو مکروہ تنزیہی پر ترجیح حاصل ہے تو اس سے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے **واللہ اعلم بالصواب** (م،م،م)

★ فتویٰ ★

مرکزی خانگاہ نقشبندیہ (کراچی)

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق نقشبندی چنیوٹی أطال اللہ عمرہ

یا اللہ عزوجل☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم☆**یا رسول اللہ** ﷺ

اوجھڑی اور کپورے کھانا مکروہ ھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (سورہ اعراف:۱۵۷)

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی یہ صفت بیان کی ہے کہ (ہمارا یہ پیارا حبیب) صاف چیزیں ان کے لیے (یعنی اپنی امت کے لیے) حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا"۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اَلطَّیِّبَات سے وہ اشیاء مراد ہیں جو طبائع کو پسند اور وہ ان سے لذت پائیں:

اَلْخَبَائِث سے اشیاء مراد ہیں وہ ہیں جن سے طبائع کراہت ونفرت کریں۔

(تفسیر روح البیان، پارہ،۹، ص،۱۳۵)

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْهَقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَکْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا اَلْمَرَارَةَ وَالْمَثَانَةَ وَالْحَیَاءَ وَالذَّکَرَ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّةَ وَالدَّمَ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاةِ اِلَیْهِ مُقَدَّمَهَا: طَبْرَانِی بَیْهَقِی

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتے تھے: (1) خون، (2) فرج، (یعنی مادہ کی پیشاب والی جگہ) (3) خصیتین، (یعنی کپورے) (4) غدود، (5) ذکر، (یعنی آلہ تناسل) (6) مثانہ، (7) پتہ

(رواہ امام محمد فی الآثار، ص،۳۴۹،)(امام عبدالرزاق بن ہمام فی المصنف، ج،4، ص،535،)(امام احمد بن حسین بیہقی فی السنن کبریٰ، ج،10، ص،7) امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث فی مراسیل ابوداؤد، ص،19)

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: بکری کی سات چیزوں کو کھانا مکروہ تحریمی ہے: (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) بہنے والا خون، اور (7) ذکر۔ (ردالمحتار علی درالمختار، ج،5، ص،655) علامہ ابن عابدین شامی حنفی مذکورہ بالا حدیث کے بعد لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں، کیونکہ خون کی حرمت قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ. (المائدہ:3) تم پر مردار اور خون حرام کیا۔ اور خون کے علاوہ بقیہ چیزوں کے مکروہ ہونے کی علت یہ ہے کہ ان سے سلیم الطبع لوگوں کو گھن آتی ہے اور یہ ناپسندیدہ ہیں اور کسی کا گھناؤنا ہونا کراہت کا سبب اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ. یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور یہ چھ چیزیں خبیث ہیں، ان سے گھن آتی ہے حضرت مجاہد کی روایت میں جو کراہت کا لفظ ہے اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ ان چھ چیزوں اور خون کو کراہت میں جمع کیا گیا ہے:

اور ملک العلماء حضرت علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی نے بھی حلال جانور میں ان مذکورہ اجزاء کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار، ج،۵، ص،۶۵۵)

(بدائع الصنائع، ج،۴، ص،۱۹۰)

اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ان سات مذکورہ اجزاء کو کھانا حرام لکھا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج،۸، ص،۳۸۰)

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟ ارشاد: مکروہ ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص،۳۵۸)

عرض: حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ؟

ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا، اگر نجاست کو اس کے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص،۳۶۰)

مفتی علامہ فیض احمد اویسی عفی عنہ کا نظریہ

فقہ کا مسلّم قاعدہ ہے کہ علت حرمت وکراہت شئے کی جس جنس میں پائی جائے گی، وہ اصل شئے کی طرح حکم لیتی جائے گی۔ مثلاً عضو تناسل ومثانہ وغیرہ کے ناجائز ہونے کی علت ان کا خبیث ہونا ہے یعنی گندا اور گھناؤنا پن۔ تو ہر وہ چیز جس میں خبیث اور گھناؤنا ہونے کی علت پائی جائے گی وہ ضرور ناجائز ہوگی۔ عضو تناسل اس لئے ناجائز ہے کہ وہ پیشاب کا مخزن ہے تو اوجھڑی اور آنتیں عضو تناسل سے خباثت میں بڑھکر ہیں کہ وہ صرف گذرگاہ نجاست ہے اور یہ گذرگاہ ہی نہیں بلکہ نجاست کے مخزن ہیں۔ اور اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی

طرح کم بھی نہیں کہ مثانہ اگر پیشاب کی تھیلی ہے تو اوجھڑی اور آنتیں، لید وگوبر کا خزانہ ہیں۔ تو اس علت خباثت کے سبب اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ اوجھڑی اور آنتیں کا کھانا مکروہ تحریمی (قریب بحرام) گناہ ہے۔ (اوجھڑی کی کراہیت، ص،۳۳،۴۳)

پنجاب میں یہ وبا عام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑاہی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور تکیہ بھی تلتے ہیں، کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملا وہ بھی مکروہ وحرام ہو گیا۔ مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے۔

(اوجھڑی کی کراہیت، ص،۲۱،۲۲)

کتبہ: علامہ مفتی اعظم صدیق صاحب چنیوٹی

☆فتویٰ☆

حضرت علامہ مفتی اعظم وقارالدین نوراللہ مرقدہ

حضرت علامہ مفتی اعظم وقارالدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مثانہ، اور پخانہ کا مقام اس لیے مکروہ ہے کہ ان سے نجاستوں کا گزر ہوتا ہے جبکہ اوجھڑی اور آنتوں میں نجاست کا اجتماع ہوتا ہے لہذا اوجھڑی کا حکم یہی ہے کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے: وقارالفتاوی جلد 1 صفحہ 268

کتبہ

خادم اہل سنت والجماعت ابورضوان محمد اکرم عفی عنہ

صدر مدرس جامعہ نثارالعلوم یاد گار کالن پیرسائیں رحمہ اللہ علیہ

خطیب جامعہ مسجد قاضیوں والی / دربار پیر امام شاہ صاحبؒ

★ فتویٰ ★

حضرت علامه مفتی شیخ الحدیث سلیم اخترصاحب طال الله عمره

جامعه نثارالعلوم مجددیه ستاریه (کهروڑپکا)

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظیم اس مسئلہ کے بارے میں اوجھڑی کھانا جائز ہے یا نہیں

الجواب

ابوداؤد شریف کی حدیث مبارکہ ہے

عن مجاهدقال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعاًالدَّمُ ،وَالْحَيَاءُ،وَالْاُنْثَيَيْنِ ،وَالْغَدَةُ ، وَالذَّكَرُ،وَالْمَثَانَةُ ،وَالْمَرَارَةُ،وَكَانَ يَسْتَحِبُّ مِنَ الشَّاةِ مُقَدَّمَهَا

ترجمہ: اس حدیث میں بکری کی ساتھ چیزوں کا کھانا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے خون، فرج، خصیتین، غدود، ذکر، مثانہ، پتہ،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اھل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں

اوجھڑی کھانا مکروہ ہے جس طرح پخانہ کا مقام، نر مادہ کی علامات ونطفہ وذکر کھانا مکروہ تحریمی ہے اسی طرح اوجھڑی کھانا بھی مکروہ تحریمی ہے: حوالہ فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 241

حضرت علامه مفتی اعظم وقارالدین رحمه الله فرماتے هیں

کہ مثانہ، اور پخانہ کا مقام اس لیے مکروہ ہے کہ ان سے نجاستوں کا گزر رہتا ہے جبکہ اوجھڑی اور آنتوں میں نجاست کا اجتماع ہوتا ہے لہذا اوجھڑی کا حکم یہی ہے کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے

حوالہ وقارالفتاوی جلد 1 صفحہ 268

علامه غلام رسول سعیدی رحمه الله فرماتے هیں

میں نے اس مسئلہ کی پڑتال کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے جس کو کوئی مکروہ تحریمی نہ مانے تو تنزیہی تو ضرور ہے لہذا اوجھڑی نہ کھائی جائے حوالہ شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 567 کتاب الجہاد

☆خلاصه کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب پخانہ کا مقام اس لیے مکروہ ہے کہ اس سے گوبر گزرتی ہے، ذکر اس لیے مکروہ ہے کہ اسیس پیشاب گزرتا ہے فلہذا جس جگہ گوبر جمع ہوتی ہے فطرۃً اس جگہ کو کھانے سے گھن آتی ہے فلہذا اس کو مکروہ تحریمی قرار دینا عقلاً اور نقلاً درست ثابت ہوا :

کتبه

علامه مفتی سلیم اخترنقشبندی عفی عنه

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

★ فتویٰ ★

علامه مفتی اکمل صاحب کافتویٰ آف کراچی

سوال: ذبیحہ کی کن کن چیزوں کھانا حرام ہے؟

جواب: ☆رگوں کا خون ☆پتا (جگر کے نیچے چھوٹی تھیلی جس میں کڑوا پانی ہوتا ہے) ☆مثانہ ☆علامات مادہ ونر (یعنی ان کی شرم گاہیں) ☆خصیے کپورے ☆غدود ☆حرام مغز ☆گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں ☆جگر کا خون ☆تلی کا خون ☆گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے ☆دل کا خون (منجمد خون) پت یعنی وہ زرد پانی کہ

پتے میں ہوتا ہے ☆ پخانہ کا مقام ☆ اوجھڑی ☆ آنتیں ☆ نطفہ ☆ وہ نطفہ کہ خون ہوگیا ☆ وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مرگیا:

عیدقربان صفحہ 46 مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور پاکستان

★ فتویٰ ★

علامہ مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ

اوجھڑی اور آنتیں کھانا درست نہیں ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰئِثَ

ترجمہ: اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا، یعنی نبی کریم ﷺ گندی اور حرام چیزیں ان پر حرام فرمائیں گے،

اور خبائث سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے عقل سلیم الطبع لوگ گھن کریں اور انہیں گندی جانیں ......امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَمَّا الدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاَكْرَهُ الْبَاقِيَةَ لِاَنَّهَا مِمَّا تَسْتَخْبِثُهَا الْاَنْفُسُ قَالَ تَعَالٰى :وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰئِثَ (بہر حال خون کی حرمت نص سے ثابت ہے اور باقی کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ انسان ان کو خبیث سمجھتا ہے، اور اللہ تعالی فرماتا ہے اے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ ایسے حیوان جن کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ حلال ہیں اور ان کے بدن میں جو چیزیں مکروہ ہیں ان کا مدار خبث پر ہے...اور حدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے،

اور بے شک اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے خباثت میں زیادہ نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں

مثانہ اگر معدن بول ہے تو آنتیں اور اوجھڑی مخزن فرث ہیں دلالت النص سمجھیں یا اجرائے علت منصوصہ.....بہر حال اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز نہیں ہے: فتاوی فیض الرسول جلد 3 صفحہ 227

★ فتویٰ ★

علامہ مفتی یوسف رضوی صاحب(لاہور : المروف ٹوکہ والی سرکار)

نوٹ: علامہ یوسف رضوی صاحب نے اپنے خصوصی خطاب میں ایک سوال کے جواب میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی:

خصوصی بیان

سوال: بڑے جانور کی اوجھڑی کے بارے میں بھائی یہ پوچھ رہے ہیں جن بڑے جانوارں کی قربانی کی جاتی ہے ان کی اوجھڑی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: یہاں بڑے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی مرغی بھی اس میں شامل ہے اس کا بھی یہی حکم ہے جس طرح بڑے جانوروں کی یعنی گائے اور بھینسوں کی اوجھڑی ہوتی ہے اس طرح مرغی میں پوٹ ہوتی ہے

(دلیل) اس پر دلیل یہ ہے کہ میرے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام عاشقان غوث الوریٰ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خان تاجدار بریلوی فتوی رضویہ جلد 20 صفحہ 142 ورق پاسہ بائیں 42 لائن میں لکھا ہوا ہے حدیث پاک بیان فرمائی کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "آے میرے محبوب علیہ السلام آپ خبیث چیزیں اور پلید چیزیں ان کے لیے حرام کردیں: لہذا جو گندگی ہوتی ہے وہ پلید ہوتی ہے وہ حرام ہوتی ہے فرمایا یہ تو نص سے ثابت ہے، کیونکہ یہ گندگی کا مقام ہوتا ہے بڑے جانوروں میں اوجھڑی ہوتی ہے اور مرغی اور مرغے میں پوٹ ہوتی ہے کیونکہ وہ گندگی کا ڈھیر ہوتا ہے اور اس میں گندگی جمع ہوتی ہے، گندگی کا کھانا حرام ہے دلیل

قطعی سے، اور جو اس کا مقام ہے جہاں وہ رہتی ہے اس کا کھانا حرام ہے دلیل ظنی سے، دلیل ظنی کا مفہوم بیان فرمایا کہ گندگی کا کھانا حرام ہے، گوبر کا کھانا حرام ہے، بیٹھ کا کھانا حرام ہے، جس جگہ وہ (گندگی) رہ کر آئی ہے اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے،

بعض علماء نے اس کو حرام لکھا ہے مگر امام اہل سنت نے اس کو مکروہ تحریمی لکھا ہے فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 214 پر صرف اوجھڑی ہی کا ذکر نہیں ہے اور چیزوں کا بھی ذکر ہے مثلا جانوروں کی پیشاب والی نالی ہوتی ہے جہاں سے بیٹھ کرتے ہیں، جہاں سے گوبر کرتے ہیں، پتہ مثانہ یہ سات چیزیں ہیں: فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 241 لائن 14 ورق کا پاسہ بائیں

بیان: علامہ مفتی یوسف رضوی صاحب

(بگڑیں شہر تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان)

نوٹ: اس خطاب میں مندرجہ ذیل علماء عظام شریک تھے

(1) مولوی کوثر عباس (جو ہمیشہ اپنے باپ، دادا کی شریعت پر چلتا ہے) (آف میراملہ)

(2) استاذ العلماء فخر المدرسین زینۃ المدرسین رئیس الفقراء حضرت علامہ مفتی مولانا فدا حسین مہروی دامت برکاتہم العالیہ، صدر مدرس اور مدیر اعلیٰ جامعہ فیض العلوم (اڈہ پیر غائب تحصیل شجاع آباد روڈ جلال پور پیروالا):

(شیریں بیان استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا ربنواز صاحب (کھاکھی پنجابیں)

(3) خطیب اعظم حضرت علامہ مولانا قاری فیاض صاحب:

(4) قاری علامہ خطیب پاکستان جناب قاری عبدالکریم دامت برکاتہم العالیہ

اس پروگرام میں حفاظ کرام اور قراء حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی مثلا قاری غلام مرتضیٰ صاحب ....قاری شاہد صاحب قاری محمد بلال صاحب (خطیب وامام

جامع مسجد صمدانیہ بگڑیں شہر)

ان علماء عظام اور مفتیان کرام کا مجمع عام میں علامہ مفتی یوسف رضوی صاحب کے بیان کردہ فتویٰ اوجھڑی کی حرمت پر خاموش رہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان معظم شخصیات کا بھی یہی نظریہ ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا مؤقف درست اور اقویٰ اور راجح ہے فلہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور اسمیں نجات ہے

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

م،م،م

★ فتویٰ ★

وھابیوں کا سردار اور پیشواء اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی ان چیزوں کو کھانے سے منع کیا ھے

مسئلہ نمبر 11۔ لکھتے ہیں کہ مثانہ۔ اوجھ۔ پتہ۔ پوست۔ سگندانہ۔ آنتیں۔ جھلیاں یہ سب چیزیں کھال کی طرح دباغت (دھو کر پھرنگ دیا جائے تو) پاک ہوجاتی ہیں ان کو خارجی استعمال کر سکتے ہیں مگر کھانا منع ہے۔

تاج بہشتی زیور ص 112، نواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

مسئلہ نمبر 22: پرندوں کے سوا حلال حیوانات کا لعاب، پسینہ اور میل پاک ہے۔ اور

پیشاب۔ نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات جیسے،،مافی معدۃ والامعاء،،اور پاخانہ وغیرہ سب نجس ہیں نجاست غلیظہ ہیں:

تاج بہشتی زیور ص 112،نواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

★مقالہ★

علامہ سیدسجاد حسین شاہ بن عبداللہ شاہ بخاری طَالَ اللّٰہُ عُمَرَہٗ

∞ اللہ تعالیٰ نے حلال کھانے کا حکم فرمایا ہے ∞

ارشادِ ربانی ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ؟ البقرۃ،168

ترجمہ: اے انسانو، کھاؤ اس سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ (چیزیں) ہیں اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

آج ترقی یافتہ دنیا میں کھانے اور استعما کی چیزوں میں صفائی کا اہتمام کیا جانے لگا ہے لیکن حلال وحرام کی تمیز اب بھی نہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دونوں باتوں کے اہتمام کا حکم دیا، یعنی ظاہری طور پر بھی غلیظ اور گندی نہ ہوں، تا نکہ جسمانی صحت پر برا اثر نہ پڑے، اور باطنی طور پر بھی نجس اور پلید نہ ہوں تا نکہ ضمیرِ انسانی دم نہ توڑ دے، ظاہری صفائی کو قرآن نے طیّب کے لفظ سے اور حقیقی پاکیزگی کو حلال کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے، اور حلال اُس چیز کو کہتے ہیں کہ نہ تو ذاتی طور پر حرام ہو جیسے جانور، مُردار، شراب، وغیرہ اور نہ ایسے طریقوں سے حاصل کی گئی ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو مثلاً چوری، جوا، خواہ وہ کلبوں میں ہو، رشوت، سود وغیرہ وغیرہ:

ضیاء القرآن، ص114

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ

کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ؟ البقرہ، 172

ترجمہ: اے ایمان والو کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں، اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ ضیاء القرآن، ص116۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں

تفسیر نعیمی ص 133، 144، جلد دوم۔ تبیان القرآن ص658، 661، جلد 1۔ تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، ص61، پارہ دوم۔

☆ حدیث شریف ☆

عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ لَا یَعْلَمُھَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِعِرْضِہٖ وَدِیْنِہٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُھَاتِ کَرَاعٍ یَّرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یُّوَاقِعَہٗ اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ مَحَارِمُہٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃٌ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَ افَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ:

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا وہ اس جانور کی مانند (مثل) ہے جو ایسی چراگاہ (جس میں دوسروں کے جانوروں کے چرنے کی ممانعت ہوتی ہے) کے قریب چرتا ہے اور قریب ہے کہ (یعنی ہر وقت اس بات کا خطرہ ہے کہ) وہ اُس چراگاہ میں داخل ہو جائے۔ اے لوگو۔ یاد رکھو

ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبردار بلاشبہ جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے، جب وہ سُدھر جاتا ہے تو تمام بدن سدھر جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے آگاہ رہو وہ دل ہے۔۔

(حوالہ جات) تجرید بخاری ص 83۔عربی، اردو، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

مکتوبات امام ربانی، مکتوب 76، ص 100، دفتر اول، حصہ دوم، جلد اول۔قوت القلوب ص 983، جلد دوم۔۔۔مظاہر حق ص 6 جلد سوم۔ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور۔تفسیر ابن کثیر اردو، ص 19، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی، مکاشفۃ القلوب ص 464، مطبوعہ لاہور۔تاج بہشتی زیور ص 56، پانچواں حصہ۔مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔فیضان شریعت ص 728، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور۔

☆ مشتبہ چیزوں سے بچنا ضروری ھے ☆

حلال وحرام کے لحاظ سے چیزوں کی تین قسمیں ہیں (1) بالکل حلال جن کے متعلق شرع شریف میں صریحاً حلال ہونے کا حکم موجود ہو (2) بالکل حرام جن کے متعلق شرع میں حرام ہونے کا حکم موجود ہو (3) اس کے علاوہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہات میں سے ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض ہیں یعنی ان میں حلال یا حرام ہونے کی واضح دلیل نہیں ۔اس صورت میں شک والی چیزوں کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔لہٰذا جو مشتبہ چیزوں میں پھنس جائے لہٰذا وہ حرام میں پھنس جائے لہٰذا مشتبہات سے پرہیز کرنا ضروری ہے:

فیضان شریعت ص 728، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور

☆ حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فرمان ☆

حضرت امام مجدد االف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حتی الامکان شبہ کی چیزوں سے بچنا چاہیئے ۔رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرنے کو زور دیتے ہیں۔

مشتبہ کیاھے۔ مشتبہ وہ ہے جس کو علمِ ظاہر مباح بتائے مگر علمائے باطن کو اس پر قلبی اطمینان

نہ ہو اور وہ اسے مکروہ بتائیں۔آج بھی علمائے ظواہر بتاتے ہیں کہ جان بچانے کے لیے مردار، کھا سکتے ہیں، شراب پی سکتے ہیں جانورں کا پیشاب استعمال کر سکتے ہیں، حرام کھا سکتے ہیں۔ مگر اہل تقویٰ۔۔فرماتے ہیں کہ نہیں جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان کی سلامتی رہے

جان دے دی ہے یہ تو اس کی تھی .... مگر حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا

اہل تقویٰ کے سردار امام الاولیاء تاجدار اصفیاء حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ تقویٰ کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ آپ نے اپنے مریدوں کو دریا گنگا کے پانی سے وضو کرنے سے بھی منع فرما دیا تھا۔

☆ دین کادارومدار تقویٰ اور پرھیز گاری پر ھے ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مِلَاكُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ،

ترجمہ:تمہارے دین کا دارومدار ورع وتقویٰ پر ہے، (مشکوٰۃ شریف ۔)

انسان کو فرشتے پر فضیلت اس ورع (پرہیز گاری) کے سبب ہے اور مدارج قرب کی طرف ترقی بھی اس دوسرے جز ورع وتقویٰ کے باعث ہے کیونکہ ملائکہ جز اول (عبادت) میں انسان کے ساتھ شریک ہیں، مگر ان میں ترقی مفقود ہے، پس ورع وتقویٰ کے جز کی رعایت اسلام میں سب سے اعلیٰ ترین مقاصد میں سے ہے اور دین کے نہایت ضروری امور میں داخل ہے، اور اس جزء کی رعایت جس کا مدار حرام چیزوں سے بچنے پر ہے، کامل طور پر اسی وقت میسر آسکتی ہے جبکہ فضول، مباحات سے بھی اجتناب کیا جائے، اور مباحات میں سے بقدر ضرورت پر کفایت کی جائے، کیونکہ ارتکاب مباحات میں باگ ڈھیلا کرنا مشتبہ امور کے ارتکاب تک پہنچا دیتا اور مشتبہ سے تجاوز کر کے انسان حرام تک جا پہنچتا ہے۔

حدیث مبارکہ بخاری ومسلم بروایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ، مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمیٰ یُوْشِكُ اَنْ یَقَعَ فِیْهِ ۔ جو چراگاہ کے گرد گھومتا ہے قریب ہے کہ ایک روز چراگاہ میں گھس جائے گا۔

پس کامل ورع وتقویٰ کے حصول کے مباحات میں بقدر ضرورت پر کفایت کرنا ضروری ہے اور مباح بقدر ضرورت بھی اس وقت مثمر نتائج ہے جبکہ وظائف بندگی کی ادائیگی کی نیت سے ہو، ورنہ بقدر ضرورت مقدار بھی وبال (نقصان) ہے اور بامقصد تھوڑی مقدار میں مباح کا استعمال بھی زیادہ کے حکم میں داخل ہے۔ اور جب فضول مباحات سے بالکلیہ اجتناب خصوصًا آج کل بہت کامیاب ہے۔ تو حرام چیزوں سے اجتناب کرتے ہوئے بقدر طاقت فضول مباحات کے ارتکاب کو ترک کرنا چاہیئے، اور اس ارتکاب مباحات میں ہمیشہ شرمندہ اور استغفار کرنا چاہیے۔

۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب 76، ص100، دفتر اول، حصہ دوم، جلد اول

۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب 286، ص90، دفتر اول، حصہ پنجم، جلد دوم

☆ ہمارے اندر تقوی ختم ہو گیا ہے ☆

قارین کرام ۔۔ ذرا غور فرمائیں جب تک ہمارے اندر تقویٰ تھا تو ہم نے حلال کھایا اور حرام سے پرہیز کیا تو بہترین مومن ومسلمان تھے، جب سے ہم نے حرام اور مشتبہ چیزوں استعمال شروع کیا تو یہ ہمارے لیے حجاب اور عذاب بن گیا۔ اللہ ورسول ﷺ کا حکم چھوڑ کر اپنی من مانی کی تو کسی کام کے نہ رہے

☆ یہ ہمارا مذہب نہیں ہے ☆

حرام کھانا۔ سود کھانا۔ رشوت کھانا۔ ناجائز مال کمانا اور مردار کھانا یا حرام جانوار کھانا مثلاً کسی

مذہب نے کوا حلال کیا، کسی نے گوہ، تو کسی نے گرگٹ، کسی نے کتا وبلی اور گیدڑ وغیرہ یہاں تک کی اہلحدیثوں نے پیشاب وپاخانہ تک حلال قرار دیا، اور یہ لوگ تو اپنی بیوں کا دودھ بھی نہیں چھوڑتے وہ بھی نوش کر لیتے ہیں۔ یہ چیزیں غیر مذاہب میں ہیں، اور اہلسنت میں جائز نہیں:

کوے کی حلت وحرمت دیکھیں: ماہنامہ ترجمان القرآن ستمبر 1976ء۔ رمضان المبارک 1396ھ۔ مطبوعہ لاہور

وھابیوں کے نزدیک کوا کھانا ثواب ھے

سوال نمبر 20: یہ مشہور ہے کہ کوا جو بستیوں میں پھرتا ہے، نجاست بھی کھاتا ہے۔ عمومًا مسلمان اس کو حرام جانتے ہیں مگر ہم نے سنا ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک یہ حلال ہے۔ اور اس کا کھانا جائز ہے کیا یہ بات ٹھیک ہے۔

جواب۔ دیوبندیوں کے نزدیک یہ کوا بلاشبہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو علمائے دیوبند کے نزدیک اس کوے کا کھانا ثواب ہے،

حوالہ۔۔ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ نمبر 145،

سوال: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں یوایسی جگہ اُس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا۔ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب: ثواب ہوگا

المصباح الجدید ص15، 22،۔ مطبوعہ حیدر آباد سندھ

حلال جانور کی دس چیزیں مکروہ ھیں

تفسیر روح البیان ص67 پر لکھا ہے کہ حلال جانور کی دس چیزیں مکروہ ہیں۔ نمبر1۔ خون۔ نمبر2۔ غدود۔ نمبر3۔ قُبل۔ نمبر4۔ دُبر۔ نمبر5۔ ذکر۔ نمبر6۔ دونوں خصے۔ نمبر7۔ پتہ۔ نمبر8۔ مثانہ۔ نمبر9۔ پیٹھ کی ہڈی۔ نمبر10 اوجھڑی۔۔

"(ہر چیز نہ کھاؤ بلکہ بعض، یعنی حلال کیونکہ حرام چیزوں سے بچنا ضروری ہے اور حلال بھی بعض

کھائی جاتی ہیں نہ کہ کل، پھلوں کا گودا کھاؤ اور گٹھلی چھلکے پھینکو۔ بکری کا گوشت کلیجی وغیرہ کھاؤ ۔ پتہ ومثانہ نہ کھاؤ نعیمی)

تلی اور پتہ نہ کھانے وجہ

حدیث شریف میں کہ شیخ الشہیر بافادہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضور ﷺ نے حلال جانور کی تلی کبھی بھی نہیں کھائی اور نہ ہی گردہ۔ اور نہ ہی لہسن، یعنی تھوم اگر چہ ان کے کھانے سے روکا بھی نہیں،

بہتر یہی ہے کہ یہ چیزیں نہ کھائی جائیں تا کہ آپ ﷺ کی تابعداری صحیح نصیب ہو

(ف) بعض لوگ کہتے ہیں کہ پتہ نہ کھانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ منی جب خروج کرتی (نکلتی) ہے تو سب سے پہلے اس پتہ میں پہنچتی ہے۔ یہاں سے پھر خارج ہوتی ہے۔ اور تلی نہ کھانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ جہنمیوں کا کھانا ہے۔ کذا فی واقعات الہدائی قدس سرہ۔۔

☆لفظ اوجھڑی کی تشریح☆

اوجھڑی ہندی لفظ ہے اوجھ اور اوجھڑی دونوں طرح کہاجاتا، یہ مذکر بھی اور مونث بھی (جانوروں) کا معدہ۔ پیٹ یعنی جہاں جانور کے پیٹ میں اس کی زندگی بھر کا گوبر۔ گندگی جمع رہتی ہے (اردو ڈکشنری) اوجھڑی خبائث میں سے ہے خبیث کی جمع یعنی ہر وہ شے جو طبیعت کو ناگوار ہو اس سے طبیعت گھن کرے وہ شے اگر چہ فی نفسہ حلال بھی ہو تب بھی طبیعت اس کے استعمال سے نہ صرف گھبرائے بلکہ طبیعت پر زور دے کر عمل میں لائے (جیسے ناک سے نکلے والا گاڑھا گندا پانی) (غیر کی بکری، چوری کا مال، رشوت اور سود کا پیسہ خبیث ہے طیب، پاک نہیں ہے

دیگر۔ ایک پیالہ، گلاس۔ یا کوئی برتن ایک آدمی اس میں روزانہ پیشاب و پاخانہ کرے اسے اگر چہ پاک بھی کر دیا جائے تب بھی طبیعت اس برتن میں کھانا پینا گوارہ نہ کرے گی۔

☆اوجھری گندگی کا برتن ہے☆

اوجھڑی بھی گندی کا برتن ہے اسے خوب دھویا۔ صاف کیا جاتا ہے۔ پھر فقہاء نے اسے حلال نہیں مکروہ فرمایا اور کراہت والی شے کا استعمال بوجہ ضرورت کے ہوتا ہے نہ کہ ہر وقت کا عمل۔ اوجھڑی ہر وقت عمل میں کیوں۔ صرف اس لئے کہ یہ نمکین اور من بھاتی بوٹی ہے۔۔

(جیسے اپنی تھوک اور رینٹ، یعنی ناک سے نکلنے والا پانی حلال ہے مگر طیب، پاک نہیں، س،)

(اوجھڑی کی کراہت)

کراہت اوجھڑی نص قرآنی سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ، (پ9، الاعراف، 157)

حضور نبی کریم ﷺ نے گندی چیزیں حرام فرمائی ہیں۔

الخبائث، خبیث، کی جمع ہے اور خبائث سے مراد وہ ہیں جو سلیم الطبع لوگ جن سے نفرت کریں اور انہیں گندہ جانے (پاک اور دل پسند چیزیں طیب ہیں اور طبیعت کو ناپسند چیزیں خبیث ہیں جن سے دل نفرت کرے وہ اگر چہ شرعاً حرام نہ بھی ہو طیب (پاک) نہیں بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت، گائے، بکری کی کچھ چربیاں ان کی سرکشی کی وجہ سے حرام کردی گئی تھیں، اور شراب جیسی گندی چیز عیسائیوں پر حلال تھی، یہ مذکورہ حرمت وحلت خدا کا عذاب تھا حضور ﷺ نے جلوہ گر ہو کر اونٹ وغیرہ کو حلال کیا اور شراب کو حرام فرمایا یہ اللہ کی رحمت ہوئی اور یہ حضور ﷺ کا احسان ہے اللہ کا احسان ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو حلال وحرام کا مالک بنایا ہے۔

دیکھو لو ایک فی صد چیزیں قرآن نے حرام وحلال کیں اور ننانوے فی صد حدیث نے۔ نعیمی)

حدیث شریف ۔۔شامی میں ہے عن مجاهد قال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا اَلدَّمُ، وَالْحَيَاءُ، وَالْاُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةُ، وَالذَّكَرُ، وَالْمَثَانَةُ، وَالْمَرَارَةُ، وَكَانَ

یَسْتَحِبُّ مِنَ الشَّاۃِ مُقَدَّمَہَا:

ترجمہ: اس حدیث میں بکری کی ساتھ چیزوں کا کھانا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے خون، فرج، خصیتین، غدود، ذکر، مثانہ، پتہ، اور بکری کا اگلا حصہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا:

عام کتابوں میں انہیں سات چیزوں پر اکتفا کیا ہے۔ مگر بہت سی کتابوں میں ان پر اضافہ بھی کیا ہے۔ مثلاً حرام مغز۔ وہ پٹھے جو دونوں شانوں تک کھینچے ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کراہت انہیں سات میں محصر نہیں۔ بلکہ علت کراہت کے پائے جانے کے بعد دوسری چیزیں بھی مکروہ ہوں گی اور ظاہران سات چیزوں میں علت کراہت انکا خبیث ہونا ہے یعنی گھناؤ ین ایسی گھناؤنی 22 چیزیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ ص 324، تا 327، مطبوعہ کراچی۔ ملفوظات شریف ص 25، جلد 4۔

چند نمونے پیش خدمت ہیں

(1) خصیہ (2) فرج علامت مادہ (3) ذکر علامت نر (4) پاخانہ کا مقام (5) رگوں کا خون (6) گوشت کا خون جو کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے (7) دل کا خون (8) جگر کا خون (9) طحال کا خون (10) پتہ (11) پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے (12) مثانہ یعنی پھکنا (13) غدود (14) حرام مغز جس کو عربی میں نخاع القلب کہتے ہیں (15) گردن کے دو پٹھے جو شانو تک کھنچے رہتے ہیں (16) اوجھڑی (17) ناک کی رطوبت یہ بھیڑ میں زیادہ ہوتی ہے (18) نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جاتی ہے یا خود اسی جانور کی منی ہو (19) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (20) گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے خواہ اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں (21) بچہ مقام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا (22) آنتیں۔۔

حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض جو کہ حرام یا منع، مکروہ ہیں وہ یہی بائیس ہیں ان کا

کھانا جائز نہیں

دیگر۔۔۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم ص 321 پر ہے کہ

عرض۔۔ اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔........ **ارشاد۔** مکروہ ہے۔

نیز اسی ملفوظات کے حصہ چہارم ص 322 پر ہے

عرض۔۔ حضور مانا ہوا کہ نجاست محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ،

ارشاد اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا اگر نجاست مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی،،

فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

الجواب۔ سات چیزیں تو حدیثوں میں شمار کی گئی ہیں (1) مرارہ یعنی پتہ (2) مثانہ یعنی پھکنا (3) حیاء یعنی فرج (4) ذکر (5) انثیین یعنی دونوں حصے یعنی کپورے (6) غدہ (7) خون مسفوح۔۔

☆ بدمذہبوں کی چال☆

قرآن کو حدیث میں اوجھڑی کی تصریح نہیں فقہاء نے مکروہات میں اسے شمار کیا ہے اور مکروہات میں بھی مطلق کیا ہے اس سے تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ یہی حربہ بدمذاہب بنا رہے ہیں اسی سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے استفادہ کیا اور اوجھڑی کو حلال کیا۔ اب ہمارے دور کے ماڈرن مجتہدین انہی بدمذاہب کی چال چلنا چاہتے ہیں۔ مثلاً۔۔ اذان سے پہلے اور بعد میں درود وسلام کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں، فلہٰذا ناجائز ہے۔ جنازہ کے بعد دعاء کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں، فلہٰذا ناجائز ہے، وغیرہ وغیرہ۔۔

☆گندگی کا خزانہ☆

مثانہ کی حرمت نص صریح سے ثابت ہے فلہذا علماء کرام فرماتے ہیں کہ مثانہ مقیس علیہ ہے (جس پر قیاس کیا جائے) اوجھڑی مقیس ہے (جس کا قیاس کیا گیا) علت جامع خبث ہے حکم کراہت اور اوجھڑی مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں، مثانہ اگر معدن بول (پیشاب) ہے تو اوجھڑی گندگی کا خزانہ ہے۔ یعنی جس طرح مثانہ کھانا مکروہ ہے تحریمی ہے ایسے ہی اوجھڑی کھانا بھی مکروہ تحریمی، کیونکہ دونوں کی علت جامع ہے اور وہ علت خبیث۔۔۔

سوال۔ جانور کا پتہ کیسا ہے۔

جواب۔ ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے حکم میں ہے، نجاست غلیظہ اور خفیفہ ہونے میں (عالمگیری) رکن دین، ص62۔

مسئلہ۔ جانور کا بہتا ہوا خون۔ ذکر (نرکی) پیشاب گاہ۔ کپورے۔ شرم گاہ۔ غدود۔ مثانہ۔ پتہ۔ حرام ہے اور اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔

رضائے مصطفے۔ ص8، 1412ھ، ذوالحجہ۔ ص8، ذوالحجہ، 1415ھ۔ ص8، ذوالحجہ 1417ھ۔ مطبوعہ گوجرنوالہ۔

☆غلیظ کھانے والی گائے اور بکریوں کے احکام☆

مسئلہ۔ بعض گائیں، بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جلالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں: (عالم گیری)

☆مرغی کے بارے میں بعض احکام☆

اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جب کہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں

اور ان میں بدبو نہ ہو، ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں،، (عالمگیری۔) (تاج بہشتی زیور حصہ 3)

مسئلہ۔ بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لیے بدبودار ہو جاتا، اس کا بھی حکم وہی ہے جو جلالہ کا ہے اگر اس کے گوشت سے بدبو جاتی رہی تو کھا سکتا ہیں ورنہ ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے،، عالمگیری۔1، بحوالہ قانون شریعت ص، 390، 391 مطبوعہ فرید بک سٹال، ساہیوال۔ تاج بہشتی زیور ص117، نواں حصہ۔۔۔

☆اوجھڑی خوروں کو عبرت پکڑنی چاھیے☆

اوجھڑی خوروں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ جو گائے بکریاں، اور مرغیاں دنیا کی غلاظت کھائیں تو ان کا کھانا منع ہے ان کے لیے حکم ہے کہ پہلے ان کو باندھ کر رکھیں تا نکہ ان کا جسم گندگی سے پاک ہو جائے پھر کھائیں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ جس چیز کے اندر سالہا سال گندگی جمع رہے، یہ لوگ اسکو بھی نہیں چھوڑتے، اور بڑے شوق سے کھا لیتے ہیں، گھن نہیں کرتے، نفرت نہیں کرتے، بلکہ کپورے کھاتے ہیں اور تلی بھی اور پھیپھڑے بھی نہیں چھوڑتے۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔۔

☆گندی عادت☆

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اوجھڑی کھانا مکروہ ہی تو ہے حرام تو نہیں۔ ان کے قدم گمراہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد کسی سنت بلکہ وتر چھوڑ کر یوں کہیں گے کہ واجب ہی تو ہے فرض تو نہیں۔ بلکہ اور ترقی کر کے اوجھڑی اور آنتوں کے ساتھ لید، گوبر بھی کھائیں گے اور منع کرنے پر کہیں گے حرام ہی تو ہے کفر تو نہیں ہے۔ کھاتے ہیں تو کیا ہوا۔ کھانے کے باوجود ہم مسلمان ہیں کافر تو نہیں ہوئے، العیاذ باللہ،

عموماً۔ آج کل کچھ ایسی گندی عادت عام ہو رہی ہے۔

☆اوجھڑی اور آب بینی☆

نادان بچہ آب بینی (ناک سے جو پانی یا ریشہ نکلتا ہے) اسکو چاٹتا ہے اسے جتنا بھی روکا جائے نہیں رکتا اسی لئے کہ وہ اسے نمکین محسوس کرتا ہے اسی لئے اسے مزیدار سمجھ کر چاٹتا ہے۔ لیکن جب وہ بڑا ہو کر سمجھ دار بن جاتا ہے تو اس اس سے کراہت طبعی (یکی نفرت) کرتا ہے۔ اب اگر اسے ہزاروں روپے بھی دیں کہ آب بینی چاٹے تو وہ نہیں مانے گا۔۔ اسی طرح خدا کرے کہ ان مسلمانوں کو بھی دن کی سمجھ آ جائے تو تم بھی اوجھڑی کو منہ نہ لگاؤ گے۔ حالانکہ آب بینی کی کراہت اوجھڑی جیسی نہیں، لیکن دین کی سمجھ کب آئی گی۔۔

اوجھڑی کی کراہت ص39

رشیداحمد گنگوھی کے نزدیک کپورے حلال ھے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے جہاں اوجھری کو حلال لکھا ہے وہاں کپوروں کو بھی حلال لکھا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اوجھڑی تو ہپ ہپ کر کے کھاتے ہو اور کپورے کیوں نہیں۔

ایک ہی فتویٰ ہے۔ لیکن ایک حلال طیّب اور دوسرے سے نفرت وناگواری اور کراہت۔ صرف اس لیے کہ اوجھری نمکین اور چسپلی ورسیلی ہے اور کپورے بچارے غریب کچھ اس طرح کے حسن وکمال سے محروم۔

اوجھڑی کی کراہت ص23

☆مولانا شرف علی تھانی☆

مولانا شرف علی تھانی صاحب نے بھی ان چیزوں کو کھانے سے منع کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 11۔ لکھتے ہیں کہ مثانہ۔ اوجھ۔ پتہ۔ پوست۔ سنگدانہ۔ آنتیں۔ جھلیاں۔ یہ سب چیزیں کھال کی طرح دباغت (دھوکر پھر رنگ دیا جائے تو) پاک ہو جاتی ہیں ان کو خارجی استعمال کر سکتے ہیں مگر کھانا منع ہے۔

تاج بہشتی زیور ص112، نواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

مسئلہ نمبر 22۔ پرندوں کے سوا حلال حیونات کا لعاب، پسینہ اور میل پاک ہے۔ اور پیشاب۔ نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات جیسے، مافی معدۃ والامعاء، اور پاخانہ وغیرہ سب نجس ہیں نجاست غلیظہ ہیں۔۔

تاج بہشتی زیور ص112، نواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

☆حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات کافتویٰ☆

سوال۔ بکرے کے کپورے حرام ہیں یہ فتویٰ رضوان میں شائع ہوا ہے مگر اس کے متعلق کوئی حدیث شائع کیجئے بعض لوگ حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں۔

جواب۔ بکرے وغیرہ حیونات ماکول اللحم (جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے) (1) کپورے اور دم مفسوح (خون جاری) اور نر و مادہ کی شرم گاہ اور غدود اور مثانہ (پھکنا) اور پتہ مکروہ تحریمی یعنی قریب الحرام ہیں۔ اور خون کی حرمت قطعی ہے۔ بدائع الصائع میں علامہ ملک العلماء علامہ علاء لدین ابوبکر کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 587ھ) فرماتے ہیں

فَالَّذِیْ یُحَرَّمُ اَکْلُہٗ مِنْہُ سَبْعَۃٌ اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَانِ وَالْقُبُلُ والدُّبُرُ وَالْمَثَانَۃُ وَالْمَرَارَۃُ لِقَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ وَھٰذِہٖ الْاَشْیَاءُ السَّبْعَۃُ مِمَّا تَسْتَخْبِثُہُ الطِّبَاعُ السَّلِیْمَۃُ فَکَانَتْ مُحَرَّمَۃً اور حضرت مجاھد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے بکری وغیرہ میں ان چیزوں سے کراہت کی۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ اَلذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْقُبُلُ وُالْغَدَۃُ وَالْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ وَالدَّمُ فَالْمُرَادُ مِنْہُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمِ الخ:

☆ستم طریفی☆

جہاں کپورے کھانے کی وبا ہے وہاں ساتھ یہ ظلم بھی کہ جس کڑاہی میں کپورے تلے جاتے ہیں

پھر اسی میں کباب اور تکیہ بھی تلتے ہیں۔ کپوروں کا عرق جب دوسری چیزوں میں مل گیا تو وہ بھی حرام۔

اللہ تعالیٰ حرام چیزوں سے بچائے، آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بارگاہ رب العزت میں التجا

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں صد عجز وانکساری سے التجا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ کے طفیل اور ہمارے پیرومرشد ردیف کمالات منبع انوار وتجلیات۔ قطب الارشاد حضرت قبلہ صوفی نثار الحق نقشبندی مجددی الانصاری۔ وفیوض براکاتہم العالیہ کی خصوصی توجہ شریف اور آپ کی نظر کرم سے بندہ ناچیز پر تقصیر کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت فرمائے اور تمام غلطیاں معاف فرمائے، آمین،

گداگر درِ مرشد کریم

سید صوفی سجاد حسین

خانقاہ شریف نقشبندیہ مجددیہ نثاریہ بخاریہ

دربار شیخ المشائخ حضرت صوفی محمد عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی نثاری بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بستی خوجہ تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان۔ موبائل نمبر: 0301-7570722

☆فتویٰ☆

☆ علامہ مفتی ابوحامد خلیل احمد مدنی اطال اللہ عمرہ (کراچی)☆

سوال: ذبیحہ کہ کون سے اجزاء ہیں جو حرام ہیں؟

جواب: اس طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حلال جانور کے سب اجزا حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع مکروہ ہیں (1) رگوں کا خون (2) پتا (3) پھکنا (یعنی مثانہ) (4)(5) علامات مادہ ونر (6) بیضے (یعنی کپورے) (7) غدود (8) حرام مغز (9) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں (10) جگر (یعنی کلیجی) کا خون (11) تلی کا خون (12) گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے (13) دل کا خون (14) پت یعنی وہ زرد پانی کہ پتہ میں ہوتا ہے (15) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (16) پخانہ کا مقام

(17)..... **اوجھڑی**......... (18) آنتیں (19) نطفہ (20) کہ وہ نطفہ کہ خون ہوگیا (21) وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہوگیا (22) وہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا (فتاوی رضویہ ج 20 ص 240) سمجھدار قصاب بعض ممنوعہ چیزیں نکال دیا کرتے ہیں مگر بعض میں بھی ان کو معلومات نہیں ہوتی یا بے احتیاطی برتتے ہیں.... آج کل عموماً لاعلمی کی وجہ سے جو چیزیں سالن میں پکائی اور کھائی جاتی ہیں ان میں سے چند کی نشاندہی کی کوشش کرتا ہوں

﴿اوجھڑی پر بحث﴾

سوال: مذکورہ سوال میں اوجھڑی اور آنتوں کا بھی ذکر ہے کیا ان کا کھانا بھی منع ہے ہمارے یہاں اکثر لوگ جانور کی آنتوں صاف کرکے کھاتے ہیں؟

جواب: علامہ مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"**اوجھڑی اور آنتیں** کھانا درست نہیں ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ: اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا، یعنی نبی کریم ﷺ گندی اور حرام چیزیں ان پر حرام فرمائیں گے، اور خبائث سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے عقل سلیم الطبع لوگ گھن کریں اور انہیں گندی جانیں......امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَمَّا الدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاَکْرَہُ الْبَاقِیَۃَ لِاَنَّھَا مِمَّا تَسْتَخْبِثُھَا الْاَنْفُسُ قَالَ تَعَالٰی :وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ (بہر حال خون کی حرمت نص سے ثابت ہے اور باقی کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ انسان ان کو خبیث سمجھتا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے آپ محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں) اسے معلوم ہوا کہ ایسے حیوان جن کا گوشت کھایا جاتا وہ حلال ہیں، اور ان کے بدن میں جو چیزیں مکروہ ہے ان کا مدار خبث پر ہے...اور حدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے،

اور بے شک اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے خباثت میں زیادہ نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں ...مثانہ اگر معدن بول ہے تو آنتیں اور اوجھڑی مخزن فرث ہیں دلالت النص سمجھیں یا اجرائے علت منصوصہ ....بہر حال اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز نہیں ہے: فتاوئ فیض الرسول جلد 3 صفحہ 227

قربانی کے مسائل صفحہ 37 الغنی پبلشرز...کراچی،، بہاول پور

رابطہ نمبر 0315/2717547

نوٹ مذکورہ فتویٰ پر تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(............تقریظ..............)

حضرت علامہ مولانا محمد عمران شامی مدنی سلمہ الغنی

(سینئر مدرس جامعہ نعیمیہ و لیکچرار شیخ زید یونیورسٹی کراچی)

الحمد للہ عزوجل و کفی سلام علی عبادہ الذین اصطفی علم اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی برکت سے انسان اللہ عزوجل کی معرفت و پہچان کے ساتھ ساتھ رب کا برگزیدہ بندہ بن جاتا ہے ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر جو مسائل فرض اور جو مسائل واجب ہیں انکا علم حاصل کرنا واجب ہے، لہذا جن مسلمانوں پر قربانی واجب ہو ان پر اس کے مسائل سیکھنا واجب ہیں اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مولانا خلیل احمد مدنی نے قربانی کے ضروری مسائل کو مختصرا سوالا جوابا عام فہم انداز مین ترتیب دینے کی سعی کی ہے ..مارکیٹ میں قربانی کے موضوع پر بے شمار کتب موجود ہیں مگر آسان انداز میں جدید مسائل پر لکھے جانے والے رسائل و کتب کم وقت میں اہم بات تک پہنچنے کا ذریع ہوتے ہیں......انہوں نے اس مختصر کتاب میں قربانی کی تعریف سے لیکر قربانی کا وجوب، کس پر واجب ہوتی ہے اجتماعی قربانی کے مسائل، قربانی کا وقت اور اس کے علاوہ بہت اہم اور ضروری مسائل (بالخصوص کپورے، اور اوجھڑی) کو جمع کیا ہے اس کتاب کو قربانی سے پہلے اول تا آخر پڑھ لینا انتہائی مفید ہے..کیونکہ بسا اوقات علم کی کمی کے باعث قربانی کرنے والا اپنی قربانی کو ضائع کر بیٹھتا ہے اور اسے شعور تک نہیں ہوتا..

اللہ عزوجل ہمارے قربانیاں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین)

اللہ عزوجل اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے

آمین

محمد عمران شامی مدنی

قربانی کے مسائل صفحہ 5 الغنی پبلشرز...کراچی،، بہاول پور

☆فتویٰ☆

مدرسہ جامعہ قادریہ اسرارالعلوم (دھنوٹ)

المعروف رمدرسہ پیرعبدالقادرشاہ رحمہ اللہ

حضرت علامہ پیرسیدباغ علی بن باقربن عبدالقادرشاہ بخاری اطال اللہ عمرہ

مسئلہ: اوجھڑی پر مختصر تحریر

زیر مسئلہ کا تعلق فقہی مسائل سے ہے ...جب بھی فقہ کا مسئلہ پیش آتا ہے تو ہمیشہ فقہ کے بڑے بڑے علماء کے بڑے فتاویٰ جات کی طرف نظر جاتی ہے .....مگر کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو کسی خاص مفتی یا عالم یا فقہی عالم کے ساتھ خاص ہوجاتے ہیں ہر مسئلہ کے اندر مختلف آراء ہوتی ہیں، اور ہر مسئلہ کے اندر مختلف علماء کے مختلف اقوال ہوتے ہیں مگر جب بھی کسی مسئلہ کی طرف نظر کرتے ہیں اور اس کی تحقیق شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے علماء کی آراء اور فتاوی جات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، مگر اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے اس مسئلہ کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے جب بھی اس کی طرف نظر کریں تو ذہن اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی طرف چلا جاتا ہے، آپ نے اس کی اس قدر وضاحت کردی ہے کہ اب اس میں تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی....

یہی وہ مسئلہ ہے من جملہ مسائل میں سے کہ جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کو زمانے کے علماء نے مجتہد فی المسلک قرار دیا اور اتفاق کیا کہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ اجتہاد فی المسلک کے مقام پر فیض یاب ہیں ایک عظیم عالم اور مجتہد فی المسلک شخصیت کے فیصلہ کے بعد اس پر اپنی عقل کا استعمال بے جاء ہوگا :

اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے اسکو امتیازی حیثیت حاصل ہے اور اسمیں اور بھی کئی علماء کے فتاویٰ جات موصول ہوئے ہیں تمام علماء نے اوجھڑی کو مکروہ تحریمی قرار دیا...اور عقل سے سمجھنے کی ایک بات ہے کہ جانور کے اعضاء کے متعلق علماء نے کتب کے اندر کئی ایسی چیزیں لکھی ہیں جو کہ جانور کے اندر ہوتی ہے مگر ان کا کھانا حرام ہے (جیسے خون) اور بعض چیزیں مکروہ تحریمی ہیں کتب حدیث اور کتب فقہ میں ان کی تعداد مختلف ہے کسی میں سات اور کسی میں پندرہ ہیں مگر بالاتفاق آنتیں حرام ہیں اور پیشاب کی نالیاں بھی حرام ہیں، اور عوام میں یہ بات رائج ہوچکی ہے کہ کوئی بھی شخص پیشاب کی نالیاں نہیں کھاتا ان کو پھینک دیا جاتا ہے یہ سوچ کر کہ یہ پیشاب کی نالیوں کی جو تروتازگی ہے یہ پیشاب کے گذرنے کی وجہ سے ہے ..پیشاب حرام ہے فلہٰذا جہاں سے گزرتا ہے وہ نالیاں بھی حرام ہیں.....مگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ یہ کیسی نہ سمجھی ہے کہ جس جگہ سے صرف پیشاب گزرتا ہے وہ نالیاں صرف پیشاب گزرنے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہیں مگر جس جگہ ہروقت پیشاب ٹھہرا رہتا ہے اس کا کھانا کیسے جائز ہوسکتا ہے، اور یہ بات باسانی سمجھ میں آنے والی ہے کہ صرف پیشاب کہ گزرنے کی وجہ سے اگر پیشاب کی نالیوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہوسکتا ہے تو پیشاب کے ٹھہرنے کی وجہ سے اوجھڑی حلال کیسے ہوسکتی ہے

اور اگر کوئی کہے ہم تو اوجھڑی کھانے اور پکانے سے پہلے اسے اچھی طرح سے دھوتے ہیں...تو بندہ پوچھے کہ اس طرح نالیاں دھو کر پکا کر کیوں نہیں کھاتے.....جب ایک چیز تمہارے دھونے کی وجہ سے حلال ہوسکتی ہے تو دوسری چیز بھی تمہارے دھونے سے حلال ہوجانی چاہئے ....اور ویسے بھی اس تحقیق سے نظر ہٹالی جائے تو بھی ایک قاعدہ ہے اِذَاجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ (کتب فقہ) یعنی جہاں حلت اور حرمت آپس میں مشتبہ

ہو جائیں تو حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہو گی، اس سے صاف طور ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگر سلف صالحین اوجھڑی کا حکم بیان نہ بھی کرتے تب بھی اوجھڑی کا حکم حلال اور حرام کے معروف قاعدہ کی وجہ سے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی کو حلت ترجیح ہو گی...... اور اس کے علاوہ خود بھی تو سوچو کہ علماء کے فتویٰ جات کی ایک کثیر تعداد جب اوجھڑی کے مکروہ تحریمی کے قائل ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اوجھڑی کھانا جائز ہو...

★ میرا خیال ★

تو میرا خیال یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کثیر علماء کی پیروی کرنا ہی باعث نجات ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رحمہ اللہ بریلوی رحمہ اللہ کا یہی فیصلہ ہے، اور مفتی علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور اسی طرح محدث مفتی اعظم علامہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور دور حاضر کے بے حد عقلمند عالم دین مفتی پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمان مدیر اعلیٰ دار العلوم نعیمہ کراچی) چیرمین حلال کمیٹی پاکستان) رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور علامہ مفتی وقار الدین رحمہ اللہ کا یہی فیصلہ ہے، اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور مفتی جلال الدین احمد امجدی، آف براؤن شریف رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور مفتی بدر الدین، آف براؤن شریف کا یہی فیصلہ ہے اور مفتی غلام محمد شرقپوری، آف شیخوپورہ کا بھی یہی فیصلہ ہے:

اَب کون بدبخت ہے جو ان عظیم علماء کے نظریات فتویٰ جات کے خلاف ہو یہ سراسر بے وقوفی اور آپنے آپ پر ظلم کرنے کے جیسا ہے:

★ میری دعاء ★

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام سچے اور مسلکا اہل سنت والجماعت کے علماء کی تابع داری نصیب فرمائے آمین والسّلام

کتبه

احقر الناس علامه مفتی سیدباغ علی شاه غفرله

صدرمدرس ومدیراعلی مدرسه جامعه قادریه اسرارالعلوم (دهنوٹ)

☆ تقریظ ☆

علامه ابن علامه سید پیرطریقت سجادحسین شاه بخاری اطالَ اللّٰهُ عُمَرَه

(سجادہ نشین: خانقاہِ نقشبندیہ مجددیہ نثاریہ بخاری۔ بستی خوجہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَوَّرَقُلُوْبَنَابِنُوْرِالْاِیْمَانِ وَزَیَّنَ نُفُوْسَنَابِطَاعَتِهٖ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَجَعَلَنَا فِیْ اُمَّةِ حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ الْمَبْعُوْثِ فِیْ آخِرِالزَّمَانِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِی الْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ وَشَحَّنَا بِتَقْلِیْدِالْاِمَامِ الْاَعْظَمِ حَضْرَتْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَلٰی اَحْبَابِهٖ ذَوِی الْاَفْهَامِ ۔وهٰذافَیْضَانُ الْقَیُّوْمِ الْاَوَّلِ اَلْاِمَامِ الرَّبَّانِیْ اَلْمُجَدِّدِاَلْفِ الثَّانِیْ الشَّیْخَ الْاَحْمَدَالْفَارُوْقِیَّ السَّرْهِنْدِیْ قُدِّسَ سِرَّهٗ وَاَعْطَانَاالشَّیْخُ الْکَامِلُ الْقُطْبَ الْاِرْشَادَ اَلْحَضْرَتْ اَلصُّوْفِیْ نِثَارُالْحَقْ اَلنَّقْشْبَنْدِیْ اَلْمُجَدِّدِیْ اَلْاَنْصَارِیْ طَالَ اللّٰهُ عُمَرَهٗ وَزَادَ فُیُوْضَاتِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْاِحْسَانُ

فَبَعْدُ الْحَمْدُوَالصَّلٰوة

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکرم صاحب نقشبندی مجددی صاحب کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے اوجھڑی کی کراہت پر یہ رسالہ لکھا ہے، یہ رسالہ اس وقت کی بہت اہم ضرویات میں سے ہے، کیونکہ صدیاں گزر گئی ہیں کہ اس مسئلہ پر علما کی اکثریت خاموش ہے اگر چند حق پرست

علماء کرام نے کوئی آواز اُٹھائی تو نفس پرست اور پیٹ پرست، علماء اور عوام نے سنی ان سنی کر دی ،یعنی ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے بات نکال دی، اس پر عمل نہ کیا نہ دوسروں کو کہا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک پاک نبی ﷺ عطا فرمایا اور ان کے وسیلہ سے پاک دین عطا فرمایا، اور حلال کھانے اور حلال کمانے کا حکم فرمایا، قرآن وحدیث میں بار بار حلال وطیّب کھانے کا ذکر آیا ہے ،شیخ المشائخ حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے معدہ مختلف کھانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے جب تو اس میں حلال پھینکے گا تو تمہارے اعضاء سے نیک اعمال صادر ہونگے اور مشتبہ (مشکوک) کھانا ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مشتبہ ہو جائے گا، اگر قابل گرفت چیزیں اس میں ڈالے گا، تو یہ تمہارے اور اللہ کے درمیان حجاب کا کام دیں گی، اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ حلال کھانے کی کوشش کریں حرام اور مشتبہ چیزوں سے ہر ممکن پرہیز کریں۔ یہ اوجھڑی، کپورے، مثانہ، نسیں، وغیرہ حرام ہیں اور اس کا کھانا حرام ہے۔ لہٰذا ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے، علامہ مولانا محمد اکرم صاحب نے بے حد کوشش کی ہے اور عرق ریزی سے محنت کر کے یہ کتاب تیاری کی ہے اور محدثین اور فقہا اور علماء کرام کے نظریات پیش کئے۔ جبکہ نام نہاد علماء کرام حجت پیش کرتے ہیں کہ فلاں علامہ نے یہ کھائیں فلاں نے کھانے کی اجازت دی ہے۔ پیٹ پرست کھانے پینے کے حیلے تلاش کرتے ہیں حلال وحرام سے ان کو کوئی واسطہ نہیں۔ یہ سود، اور رشوت، کش وشبہات کی چیزیں نہیں چھوڑتے تو پاخانے والی چیزیں چھوڑ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان نام نہاد علماء کو عقل سلیم عطا فرمائے۔۔ عوام کی اصلاح کے لئے علامہ صاحب نے یہ رسالہ لکھ کر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس سے اکثر علما کرام کنارہ کش رہنا چاہتے۔ بد مذاہب کی طرح اپنی مطلب کی بات نکال کہہ دیتے ہیں فلاں نے ایسا کیا۔ جن لوگوں کو شریعت کی پاسداری نہیں ان کو حلال وحرام کی کا خیال ہوگا

اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور عوام الناس کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق

عطا فرمائے آمین۔۔

2070 بکرمی ،بروز اتوار،بوقت سات بجے شام،خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ نثاریہ بخاری بستی خوجہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

مصنف کی دوسری تصنیفات

〈1〉 نثارالمیراردوشرح نحمیر

〈2〉 شبینہ کی شرعی حیثیت

〈3〉 مکی نماز

〈4〉 مکی قاعدہ

〈5〉 بیمہ کی شرعی حیثیت

〈6〉 سکیموں کی شرعی حیثیت

پتہ: الجامعة الاسلامیہ النثاریہ یادگار کالن پیرسائیں رحمہ اللہ 〈تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان ڈاکخانہ بگڑیں روڈجلال پورپیروالااڈہ حسن آباد〉

نور القرآن پبلشرز

ہمارے ادارے کی مطبوعات

- قرآن مجید
- تجویدی اور سادہ قرآن
- مجموعہ وظائف
- فخری وظائف
- کنز الایمان
- دہ پارہ
- پنج پارہ
- سہ پارہ
- آخری پارہ
- اسلامی کتب

دیگر اسلامی بکس کی پبلشنگ کے لئے تشریف لائیں

0300-8340202
0321-4201081